Cat

بعونہٖ تعالیٰ در زمان میمنت اقتران

کتاب لاجواب مسمیٰ

بہ

مذاہب الاسلام

من تصنیف لطیف عالم بیبدل فاضل اجل طبیب کامل ادیب ماہر جناب حکیم مولوی

محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف کتب متعددہ مختلفہ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

۱۹۲۴ء



مولانا محمد نجم الغنی صاحب مصنف کتاب ہذا

فہرست مضامین کتاب مذاہب الاسلام

معہ ضمیمہ ملحقہ آخر کتاب

(۱)

ضمیمہ مذاہب الاسلام

ضمیمۂ دوم

متعلق فرقۂ شیعۂ علی اللّٰہی

عرصۂ دراز ہوا کہ ختک لوگون پر مغرب سے ایک ایرانی قوم نے حملہ کیا جو کہ چکانی یا چکلمانی کہلاتی تھی۔ چکلانی لوگ اسی ملک مین رہ گئے۔ اُس وقت اُن کا مذہب شیعہ مسلمانون کا ایک فرقہ تھا جو علی اللّٰہی کہلاتا تھا کیونکہ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ خدا ہین۔ اُن کی انوکھی مذہبی مراسم کے متعلق عجیب عجیب قصے بیان کیے جاتے ہین۔ اُن کے یہان یہ رسم تھی کہ ایک چراغ جلایا جاتا تھا اور مرد اور عورتین سب بلا مغائرت و بلا حجاب اُس مین شریک ہوتے تھے۔ اور مراسم کی ادائگی کے دوران مین ایک مقررہ حد تک پہونچکر وہ مذہبی بزرگ جو ان مراسم کی ادائگی کا صدر ہوتا روشنی کو گُل کر دیتا اور تمام مجلس شرابخواری اور مخرب اخلاق افعال مین مشغول ہو جاتی تھی۔ اس عجیب رسم کے باعث ایرانی اُن کو **چراغ کش** کہتے تھے اور پٹھان لوگ اُن کو اورمر کہتے تھے جس کے معنی آگ کو بجھانے والے کے ہین۔ اس علاقے مین اُن کا بڑا سردار امیر نوبان تھا لیکن اُس کے متعلق سوائے اُس کے نام کے ہمین کوئی تاریخی معلومات نہین۔ افغانون کی روایات کے بموجب یہ لوگ اس علاقے سے قریب پانچسو برس گذرے منتشر ہو گئے کیونکہ ان کے علاقہ مین ایک زبردست قحط مین چار سال تک مسلسل پڑا۔

منقول از کتاب ریسز آف افغانستان
(اقوام افغانستان) مؤلفہ سر جنرل میجر
ایچ ڈبلو بلیو۔

ضمیمہ مذاہب الاسلام

ایک روسی مسافر رُزوبن نام کو سنہ ۱۹۱۶ء مین بالائے دریائے جیحون کے ایک مقام پر اسماعیلیہ نزاریہ کے عقائد کا ایک رسالہ ہاتھ لگ گیا تھا یہ رسالہ فارسی زبان مین ہے اور بعض مقامات پر اعداد مین مرموز طور پر لکھا ہے اسکو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے جلد ۸ نمبر ا سنہ ۱۹۲۲ء مین چھاپا ہے اور اسکا حل بھی انگریزی مین کیا ہے حافظ احمد علی خان صاحب شوق خلف مرحوم اصغر علی خان صاحب میرے دوست اور کتب علمیہ کے غایت قدردان ہین اور رام پور کے معزز لوگون مین سے ہین اُنھون نے میری اس کتاب کے لئے اسکے مضامین کے حل مین مدد دی۔

پیرنامہ مشتمل بر دعا

جناب سرکار پیر صلی اللہ علیہ وسلم صاحب پیر سرکار خداوند عالی اس تمہید کے تلے اتنے اسما ہین (۱) پیر برحق محمد مصطفےٰ (۲) پیر برحق حسن (۳) پیر برحق قاسم شاہ (۴) پیر برحق جعفر شاہ (۵) پیر برحق زین العابدین (۶) پیر برحق صمید کوتور (۷) پیر برحق اندر امام الدین (۸) پیر برحق محمد منصور (۹) پیر برحق غائب الدین (۱۰) پیر برحق عبد المجید (۱۱) پیر برحق مستنصر باللہ (۱۲) پیر برحق احمد ہادی (۱۳) پیر برحق ہاشم شاہ (۱۴) پیر برحق محمد شاہ (۱۵) پیر برحق محمود شاہ (۱۶) پیر برحق محب الدین شاہ (۱۷) پیر برحق خالق الدین شاہ (۱۸) پیر برحق عبد المؤمن (۱۹) پیر برحق اعلام الدین (۲۰) پیر برحق صالح الدین (۲۱) پیر برحق شمال الدین (۲۲) پیر برحق نصیر الدین احمد (۲۳) پیر برحق شہاب الدین (۲۴) پیر برحق حسن کبیر الدین (۲۵) پیر برحق تاج الدین (۲۶) پیر برحق فتح اللہ جوانمردی (۲۷) پیر برحق حیدر علی (۲۸) پیر برحق علاء الدین محمد (۲۹) پیر برحق قاسم شاہ (۳۰) پیر برحق نصر محمد (۳۱) پیر برحق آغا بابا ہاشم شاہ (۳۲) پیر برحق محمد زمان (۳۳) پیر برحق آغا غریب

(۳۴) پیر برحق محراب بیگ (۳۵) پیر برحق علی اکبر بیگ (۳۶) پیر برحق علی اصغر بیگ (۳۷) پیر برحق میرزا محمد باقر الحاجب (۳۸) پیر برحق بی بی سرکار (۳۹) پیر برحق شاہ حسن علی (۴۰) پیر برحق میرزا حسن علی (۴۱) پیر برحق شاہ قاسم علی (۴۲) پیر برحق شاہ ابو الحسن علی (۴۳) پیر برحق علی شاہ (۴۴) پیر برحق شاہ بدین شاہ کہ شاہ خلیل اللہ باشد (۴۵) پیر برحق سید ابو الحسن شاہ (۴۶) پیر برحق سرکار مطلق سرکار خداوندگار آغائی سلطان محمد شاہ جامع خاصہ مراد مطلب جمع مومنانِ مشرق عالم تا مغرب عالم از زمین عالم تا یسار عالم بخیر خوشی برآوردہ فرماید بحق جملہ نامہائے مبارک بحق عزیزان درگاہ کہ از گناہ ماو نقصان درگذرد بتاریخ شہر مبارک رمضان ۲۳ یوم۔

مظاہرون کا بیان

اِس فرقے کے نزدیک امام امر کا مظہر ہے اور حجت عقل کل کا مظہر ہی اور داعی وماذون کبر وماذون اصغر ومستجاب یہ سب نفس کل کے مظہر ہین اور اہلِ تضاد جسم کل کے مظہر ہین۔

ائمہ کی ترتیب

(۱) حق مولانا علی (۲) حق مولانا حسین (۳) حق مولانا زین العابدین (۴) حق مولانا محمد باقر (۵) حق مولانا جعفر صادق (۶) حق مولانا شاہ اسماعیل (۷) حق مولانا محمد بن شاہ اسماعیل (۸) حق مولانا شاہ وفی احمد (۹) حق مولانا شاہ نقی محمد (۱۰) حق مولانا شاہ رضی عبد اللہ (۱۱) حق مولانا شاہ مہدی ابو محمد (۱۲) حق مولانا شاہ قائم (۱۳) حق مولانا شاہ منصور (۱۴) حق مولانا شاہ معز (۱۵) حق مولانا شاہ عزیز (۱۶) حق مولانا شاہ حاکم ابو علی (۱۷) حق مولانا شاہ طاہر علی (۱۸) حق مولانا مستنصر باللہ (۱۹) حق مولانا شاہ نزار (۲۰) حق مولانا شاہ ہادی (۲۱) حق مولانا شاہ مقتدی

(۲۲) حق مولانا شاہ قاہر (۲۳) حق مولانا علی ذکرہ السلام (یہ لقب ہی حسن والی الموت کا)
(۲۴) حق مولانا علاء الدین محمد (۲۵) حق مولانا جلال الدین (۲۶) حق مولانا
علاء الدین محمد (۲۷) حق مولانا رکن الدین (۲۸) حق مولانا شمس الدین
(۲۹) حق مولانا قاسم (۳۰) حق مولانا اسلام (۳۱) حق مولانا محمد (۳۲) حق مولانا
مستنصر باللہ (۳۳) حق مولانا عبدالسلام (۳۴) حق مولانا غریب میرزا (۳۵) حق
مولانا نورالدین (۳۶) حق مولانا مراد میرزا (۳۷) حق مولانا ذوالفقار علی (۳۸)
حق مولانا نورالدہر علی (۳۹) حق مولانا خلیل اللہ (۴۰) حق مولانا نزار (۴۱)
حق مولانا سید علی (۴۲) حق مولانا حسن علی (۴۳) حق مولانا ابوالحسن علی شاہ
(۴۴) حق مولانا خلیل اللہ (۴۵) حق مولانا شہنشاہ حسن علی (۴۶) حق مولانا
آقا علی شاہ (۴۷) حق مولانا سلطان محمد شاہ۔ ۵۱

امام کی شناخت

امام ایک ایسا آدمی ہے کہ کبھی اُسکو خاص اُسکی ذات کے ذریعہ سے اور کبھی حجت کے توسط
سے جان لیتے ہین اور اُسکی شناخت روز شنبۂ دین کو جمعہ تک ہوتی ہے۔
روز شنبۂ دین طول مین دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور
ہفتۂ دین دنیا کے سات ہزار سال کے برابر طوالت رکھتا ہے اس ہفتہ
مین سے دین کا روز ایک سے زیادہ نہین ہوتا اور دوسرے چھ روز دین کی راتین
سمجھی جاتی ہین روز دین کو شنبہ اِسلیئے کہتے ہین کہ اُسمین دین کا سورج جو امام کی
ذات ہے ظاہر ہوتا ہے اِسی سبب سے کہتے ہین کہ تمام حکم جگہ سے ٹل جاتے ہین
لیکن شنبے کا حکم نہین ٹلتا۔ ہفتے کے دوسرے چھ دنون کو جو شب دین کہا جاتا ہے
یہ اسلیئے ہے کہ اِن مین پیغمبرون کی شریعتین امام کا حجاب واقع ہوتی ہین جس طرح
دنیا کی رات دنیا کے سورج کو چھپا رکھتی ہے یہی حال اِن روز و نہین امام کا ہوتا ہے
کہ وہ شرائع انبیا کی وجہ سے مخفی و مستور رہتا ہے۔ لیکن جس طرح خورشید سے

چھپ جانے کے بعد چاند شب مین اُسکی قائم مقامی مین تاریکی عالم کو روشن کردیتا ہے اِسی طرح جب امام پنہان ہوتا ہی تو حجت اُسکا قائم مقام بنتا ہے جس کے ذریعہ سے اہلِ ترتب امام کے نور کو پہچانتے اور فیض پاتے ہین۔

یادرکھو کہ چھ ہزار سال شب دین مین بھی کبھی امام کا ظہور ہوجاتا ہے چونکہ وہ معنوی نہین ہوتا اِسلئے حقیقت کی شناخت نہین ہوتی برخلاف روز شنبہ کے ہزار سالون کے کہ چونکہ امام کا ظہور اِن مین معنوی ہوتا ہے اِسلئے شناخت حقیقی حاصل ہوجاتی ہی اور اُن چھ ہزار سال مین شناخت حاصل نہین ہوسکتی۔

اور چونکہ خاص خاص بندون کی پیدائش سے یہ مقصود ہے کہ وہ امام کی شناخت حاصل کرلین پس یہ محال ہے کہ اُنکو امام کی شناخت کے بغیر چھوڑ دیا جائے اگر وہ ایسا کرتا تو نعوذ باللہ اُسکی ذات بخل کے ساتھ مترتب ہوجاتی ہے اِسلئے اِن ایام مین کہ بمنزلۂ شب کے ہین امام کے نائب یعنی حجت کو جو بمنزلے چاند کے ہے موجود کردیتا ہے تاکہ ظہور معنوی دائمی بنا رہے اور حقیقت الامر بھی یہ ہے کہ جبکہ ظہور معنوی مین شناخت حاصل نکر سکے گا تو ظہور شکلی خورشید مین کہ نور نہین دیوے کیا حاصل کرسکتا ہے یعنی جبکہ حجت سے کہ امام کا ظہور معنوی ہے فائدہ نہ اُٹھا سکا تو خود امام کی شخصیت کے ظہور سے کیا فائدہ پائیگا کیونکہ ایسا شخص بالکل ناقابل ہوگا ایک عزیز نے کیا اچھا کہا ہے۔

ظہور معنوی امروز اگر ندارد سود	ظہور شکلی فردا چہ سود خواہد کرد

اِسی کے مطابق یہ بھی ہے

ظہور معنوی کہ قائم ست دعوت او	در انچہ ہست نہ افزون شود نہ گردد کم

یہ بات بھی یادرکھنی چاہیے کہ شب دین کی چھ ہزار سالون مین جسوقت کہ امام ظہور شکلی کرتا ہے تو حجت ظہور معنوی نہین رکھتا جیسا کہ حضرت امیر کے زمانے مین سلمان اظہار دعوت نہین کرتا تھا لیکن صرف ایک شخص کے ساتھ کی تھی۔

اِس قول سے یہ بات استفادہ ہوئی کہ آنحضرت کے دعوے نبوت کے وقت مین شب دین تھی کیونکہ شریعت پیغمبر کے وقت مین روز دین نہین ہوتا اور دوسری بات یہ بھی

معلوم ہوئی کہ سلمان حضرت علی مرتضیٰ ؑ کے حجت تھے۔
آگے پھر اُس رسالے کے بیان کے مطابق کہتا ہون کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی عہد مین شکل امام اور اُسکی دعوت دونون پنہان ہون کیونکہ اِس سے مخلوق ہلاکت مین پڑ جائے گی اور کبھی امام ظہور شکلی کرتا ہے اور حجت کے ظہور معنوی کو دور کر دیتا ہے سبب اِسکا یہ ہوتا ہے کہ ایسے بندگانِ قابل جو حجت سے فیضیاب ہو سکتے نہین ہوتے پس امام خود ظہور فرما کر اُنکی اصلاح کرتا ہے حکیم نزاری کہتا ہے۔

ظہورِ معنوی در پردۂ راز	مگیر از آرزو مندانِ خود باز
ازین پس باب رحمت در بلندی	اگر سہوے رود در ما سبندی

ثابت ہوا کہ بندون کی سہو و غفلت اور گناہگاری کی وجہ ہوتی ہے کہ کبھی امام اپنی رحمت کا دروازہ بند کر کے انکو اپنی حالت مین مبتلا چھوڑ دیتا ہے۔
یاد رکھو کہ امام کی شناخت چار قسم پر ہے (۱) شناخت اُسکے نور کی کہ اُس مین حیوان بھی شریک ہین (۲) شناخت اُسکے اسم کی کہ اس مین اہلِ تضاد بھی شریک ہین (۳) شناخت اُسکی امامت کی جس مین اہلِ ترتب بھی شریک ہین (۴) شناخت اُسکی ذات کی یہ حجت سے مخصوص ہے۔
اہلِ ترتب ہمیشہ امام کے جسم کو دو دلیلون سے جان لیتے ہین اُن مین سے ایک نص ہے اور دوسری ولادت۔
اور خاص حجت نے اُسکو معجزۂ علمی اور ولادت کے ذریعہ سے ازل سے جان لیا ہے۔
اور ان چند اوتارون یا تناسخون مین کہ امام گذر گیا بعض داعیان بحق نے اُسکو جان لیا اور جسم مین غلطی نکی کیونکہ اُسکے وجود کے شرائط سے واقف تھے اور بعض داعیان ناحق نے جو غلطی کی اِسکا سبب یہ تھا کہ اُنھون نے صرف اِسی دلالت پر لحاظ کیا تھا اور شاہ نزار کو جو امام مان لیا تھا اسکا سبب بھی ولادت تھی۔
اور اُن اوتارون مین امام نے جو اُن دو دلیلون کو برطرف کر دیا تھا اول حجت کو ظاہر اور معین کیا پھر اُن دو دلیلون کو برطرف کر دیا تھا۔

اور صورت شکلی مین بھی اہل ترتب کی آنکھون سے چھپ گیا بعد اُس کے حجت کے اشارے اور دلیل سے اہل ترتب مین سے تو ہی لوگ تحقیقی طور پر امام کے جسم کو جان گئے اور ضعیف لوگ جنھون نے حجت کے دلائل کو نہ سنا یا دلائل کے سمجھنے سے عاجز تھے امام کے جسم کو نہ دریافت کر سکے۔

تعلق امام اور حجت کے درمیان

امام کا فرزند چار قسم پر ہوتا ہے ایک صرف امام کی شکل پر جیسے مست علی دوسرے معنوی طور پر جیسے سلمان تیسرے امام کی شکل اور معنے دونون پر جیسے امام حسن کہ اُن کو امام مستودع کہتے ہین چوتھے امام کی شکل اور معنے اور حقیقت تینون پر ہوتا ہے جیسے مولانا حسین کہ اُنکو امام مستقر بولتے ہین پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ حجت امام کا فرزند معنوی ہے پس ان دلون ہین کہ قاعدۂ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھایا ہے یہ امر عام تھا نہ خاص امام کے لئے ہمیشہ قاعدۂ عامی اور خاصی دونون حاصل تھے اور اب بھی حاصل ہین۔ قاعدۂ عام ایسے آدمیون کی نسبت واقع ہوتا ہے جو عامی و جاہل ہین اور قاعدۂ خاص ایسے آدمیون کی نسبت واقع ہوتا ہے۔ جو کہ تعلیمات باطنی کی پیروی کرتے ہین۔ امام جو قاعدۂ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھاتا ہے یہ رتبہ ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ صرف منتخب لوگون کو جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اصل کتاب مین لفظ امر ہے مین نے قاعدہ سے بدل دیا ہے۔

ظہور امام

امام کا تینون کون ہین ظہور واجب ہے کیونکہ حقیقت مین وہی واجب الوجود ہے اور جس قدر اشیا اُس سے غیر ہین سب ممکن الوجود ہین اور ممکن الوجود ایسے وجود کو کہتے ہین جو اپنے سر سے موجود نہو سکے بہتر یعنی بھید سے مراد یہ ہے کہ خود بخود موجود ہو جائے حالانکہ ممکنات موجود ہین پس امام کو اُنکی جنس سے یعنی آدمی کی شکل پر دونون کون مین

ظہور ہوگا اگر اُسکا ظہور نہوتا تو اکوان موجود نہوتے پس ثابت ہوگیا کہ امام کے لئے دونون کون ہین کہ ایک خلقی وجسمانی ہے اور دوسرا امری یعنی روحانی ہی اور تینون کون ہین کہ عالم امری ہین ثابت ہوتا ہے ظہور چاہیے امام کی اولاد خلقی وجسمانی امام سے جسم ہین ہمیشہ موافق ہے یعنے بیٹے کو باپ کا جانشین ہونا چاہئے۔

حجت کا حال

حجت ایسے شخص کو کہتے ہین کہ اُسکے اور امام کے معنے روز ازل سے ایک ہون اور اُسکا ظہور دنیا ہین اہل ترتب کے لئے ہو یعنی حجت ان لوگون کو تعلیم دیکر امام کی معرفت سے واقف کردیتا ہے اسلئے کہ امام تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے سے منزہ ہی اور حجت اگرچہ کسی سے تعلیم حاصل کرنے سے بے پروا ہے لیکن تعلیم دینے سے بے پروا نہین ہے۔ اور داعی اور اُسکے تلے کے تینون حدود ہین سے کوئی بھی کسی بات سے مستغنی نہین ہے اور اُسکا مستجاب تعلیم دینے کے لئے مرخص نہین ہے اور قبول کرنے کے لئے محتاج ہے پس ثابت ہوا کہ حجت تعلیم کے دینے اور ادا کرنے ہین اور بعضے تعلیم دینے اور قبول کرنے ہین اور بعضے صرف تعلیم کے قبول کرنے ہین محتاج ہین اگر حجت عالم ہین ظہور نکرے اور تعلیم ندے تو اہل ترتب نجات اور کمال آخرت سے محروم رہ جائین اور پیدائش عالم کا فائدہ باطل ہوجائے۔

اور اس بات پر کہ امام کو بے حجت کے نہین جان سکتے بہت سی عقلی اور نقلی دلائل قائم ہین۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ ہر موجود کہ جسکا وجود ثابت ہی اُسکا کمال بغیر غیر کی تاثیر کے قوت سے فعل ہین نہین آسکتا اگر ایسا ہوتا تو چاہئے تھا کہ تمام اجسام جنکا کمال حرکت ہے جو اِن ہین موجود ہے غیر کی تاثیر کے بدون حرکت کرسکتے چنانچہ جس طرح مادی اور جمادی اشیا بغیر دوسرے کی تاثیر کے حرکت نہین کرسکتین اسی طرح موجودات نباتی وحیوانی وجسمانی بھی بغیر امداد روح نباتی وروح حیوانی وروح انسانی کے حرکت نہین کرسکتے اور جبکہ جسم سے کہ مثال ہے اپنی ذات سے حرکت ظہور ہین

نہین آتی تو روح متعلم ہین بھی کہ مشول ہے حرکت روحانی کہ ترقی نقصان سے کمال کی طرف ہی اور قابلون کی طرف ادا کرنا اور اُن کو سکھانا ہے بغیر حجت کے فعل ہین نہین آسکتا اور دلیل نقلی یہ ہے کہ خواہ ظاہر شریعت کہ کلام خدا اور رسول کا ہے جو اہل ظاہر کے درمیان مشہور ہے خواہ قول اہل حق کہ ان کی سند ہین کہا ہو جیسے حکیم سنائی و محققؒ رومی و شیخ عطار وغیرہ کے اقوال خواہ قول اہل باطن کہ خداوند نے اُنکی زبان پر جاری کیا ہے تاہم اپنے قول سے باطل ہوتے ہین خود اُس سے واقف نہو نگے اور خود باطن حقیقت سے بہت سی باتین ہین جو امام نے اپنے ظہور معنوی ہین فرمائی ہین یا حجت نے کہی ہین جو ہمیشہ امام کا ظہور معنوی ہے ظاہر شریعت سے قرآن ہے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ اور قرآن کی تاویل اور مشول یہ سب حجت کے نام ہین اِسلئے کہ تاویل کی حد ہین فرشتہ اہلِ وحدت کو کہتے ہین اور وہ حجت ہے کوئی اور نہین اور جہان ذکر داعی کا کرتے ہین پیغمبر مراد ہوتا ہے جیسے اِس آیت ہین ہے وداعیًا الی اللہ باذنہ سراجًا منیرا اور یہ کہ جبرئیلؑ سے سیکھتا تھا مراد اِس سے یہ ہے کہ داعی تھا کہ سلمانؓ سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور پیغمبر کے کئی قول بھی اسپر گواہ ہین مثلاً آپنے فرمایا ہے لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقد کفرہ یعنے اگر ابوذر جان لے کہ سلمان کے دل ہین کیا ہی تو اُسکو قتل کر دینا چاہے۔ جب سیدنا سے اِس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ اگر سلمان ابوذر سے یہ کہتا کہ میرا مرتبہ پیغمبر سے بڑھکر ہے اور مولانا علی عالم کا پید کرنے والا ہی تو وہ اِس کہنے سے کافر ہو جاتا اور ابوذر سلمان کے قتل کا قصد کرتا۔ دیکھو موسیٰ نے خضر سے کمال حاصل کیا ہے اور ابتدا ہین جب تک خضر سے تعلیم حاصل نکرلی اُنکے کام کا بھید نہ معلوم کر سکے۔ بہشت آدمؑ۔ اور کشتی نوحؑ اور عیسیٰؑ اور مریمؑ اور کوہ طور موسیٰؑ اور جبرئیلؑ مصطفےٰ یہ تمام حجت تھے۔ سب اہلِ ظاہران باتون کو جانتے ہین مگر ان کی تاویل سے بے خبر ہین۔

امیر سید علی واعظ اہلِ ظاہر ہین سے ایک شخص ہے اُسنے ایک قصیدہ حضرت علیؓ کی

تعریف مین لکھا ہے جس مین مذکور ہے کہ ایک روز رسولؐ بیٹھے تھے اور اُن کے پاس جبریلؑ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے مین حضرت علیؑ آئے جبریل اُن کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے حضرت محمدؐ نے کہا کہ ہمارے گھر کے ایک لڑکے کی اتنی تعظیم کیون کی جبریلؑ نے جواب دیا کہ ابتدا مین یہ لڑکا میرا معلم تھا رسولؐ نے دریافت کیا کہ تمھاری ابتدائی پیدائش کو کتنا عرصہ گذرا اُسنے جواب دیا۔

اگرچہ من عدد سال خود نمے دانم	ولے ستارہ دانم کہ ہست عرش آرا
ستارہ ایست کہ ہر سی ہزار سال یکے	طلوع مے کند از عرش اعظم اعلا
ازان زمان کہ شدم من زقدرتش موجود	ہمین ستارہ نمود ست سی ہزار بار مرا

دیکھو جبریلؑ کو باقی فرشتون کی طرح ایک پرند کی صورت پر بتاتے ہین لیکن اُس دن مرد کی شکل پر رسول پر ظاہر ہوے تھے اور حضرت مصطفےٰ کے پاس مرد کی شکل مین بیٹھے تھے حال آنکہ امام جو اصل ہے اور جبریلؑ کہ امام کے بعد ہین اور مصطفےٰ کہ جبریلؑ کے بعد ہین تینون مرد ہین اور ان کے معنے بھی آخر مین کہ مصطفےٰ دعوت حجت کو پہونچے ایک ہو گئے یہی مصطفےٰ جو اہلِ ترتیب مین سب سے قوی ہین اِن کے ساتھ ایک ہو گئے تو باقی حدود بھی جو مصطفےٰ کے تلے ہین جب اُس معرفت کو پہونچ جاتے ہین تو ایک ہو جاتے ہین اِسی قبیل سے وہ حکایت بھی ہے جو اہلِ ظاہر مین مشہور ہے کہ عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ یہ بات صحیح ہے کہ پیغمبر کہتے ہین کہ مین آسمان پر گیا تھا اور وہ حالات دیکھے تھے عائشہؓ نے جواب دیا کہ مین نے بھی دیکھا کہ وہ مکان سے باہر نکلے اور اتنی جلد واپس آ گئے کہ چلتے ہین جو اُن کے دامن کا جھٹکا ظرف آب کو لگ کر پانی زمین پر بہنے لگا تھا وہ ہنوز جاری تھا اور یہ جو پیغمبر کہا کرتے تھے کہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور خدا کے پاس سے یہ پیغام لائے مین صرف اِس قدر جانتی ہون کہ سلمان برہنہ پا اُن کے پاس آتے اور چپکے سے کچھ کہکر چلے جاتے اور اُنکے جانے کے بعد وہ یہ کہنے لگتے کہ جبریلؑ آئے تھے اور یہ پیغام الٰہی لائے تھے القصہ تمام اہلِ ظاہر کی باتین اِس امر پر دلیل ہین کہ جبریلؑ سلمانؓ ہے لیکن ان

بیچارون کو اِسکا بھید معلوم نہین اور اہلِ حقیقت کی سراسر باتین اسپر دلالت کرتی ہین امام فرماتا ہے کہ سلمان منی وانا من سلمان یعنی سلمان مجھ سے ہی اور مین سلمان سے ہون اور دوسری جگھ فرماتا ہے کہ مین اپنے دوستون کے پاس ہون جہان بھی مجھے طلب کرین خواہ پہاڑ مین خواہ میدان مین خواہ جنگل مین اور ایسا آدمی جسپر مین نے اپنی ذات یعنی معرفت کو ظاہر کردیا ہو وہ نزدیکی مکان کا محتاج نہین اور یہی قیامت بزرگ ہی اور ایک اور جگھ فرماتا ہے میرا حکم مان تاکہ تو میری طرح مثل سلمان کے ہوجائے خواجہ قاسم تشتری کہتا ہے۔

بشناختم بمرد امامِ زمانہ را	آن بے نظیر نام خداے یگانہ را

اِس شعر مین آن مرد سے مراد حجت ہے اور بے نظیر نام امام سے مقصود بھی حجت ہے اِس لئے کہ حقیقی اور اصلی نام امام کا جس سے اُسکو جانتے ہین حجت ہے نہ یہ اسماے مجازی جو اِس فرقے کے انشا پردازون کے شعرون اور نثرون مین مستعمل ہین یہ جو کہتے ہین کہ امام کی رحمت اور معرفت کا دروازہ حجت ہے اِس مین امام کے جسم و اسم کے معنے مستور ہین جو کوئی دروازے سے آتا ہے مکان مین پہونچ جاتا ہے اور جو نہین آتا تو نہین پہونچ سکتا۔

امام اور حجت دونون کے معنے اور ذات ایک سمجھنی چاہیئے اگر ایک نہون تو دو ہونگی تو ایسی صورت مین ایک خدا ہوگا دوسرا خلق اور خلق سے خدا کو جان نہین سکتے اور فرق اِس فرقے اور باقی فرقہاے نظریہ مین اسی مقام کے اعتبار سے ہے اور قول اہلِ ظاہر کا بھی اِسی بات پر دلالت کرتا ہے باوجودیکہ اصل امر کی اُن کو خبر نہین۔ کسی نے کہا ہے۔

مردان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند

سوال امام اور حجت معنے مین ایک ہین لیکن جسم مین ایک نہین اِسکی کیا وجہ ہے۔

جواب اگر انکا جسم علیحدہ علیحدہ نہوتا اور یہ دو شخص نہوتے جن مین سے ایک دوسرے کو دعوت کرتا ہے تو عوام کو شک پیدا ہوتا اور جب وہ دعوت اپنی طرف

کرتا تو اُسے صاحب غرض جانتے اور ظاہر ہین جب کہ دعوت دوسرے کو کرتا ہے
تو بے غرض جانتے ہین اور اُس سے غافل ہین کہ حقیقت ہین دونون ایک ہین
اور جو کہ ابھی عالم کثرت ہین ہین - پس اگر دونون دین و دعوت ہین ایک نہوے
تو اُس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ دین اور حقیقت بھی دو ہون اور داخل کثرت ہو جائین
اور جب دین کثرت ہین داخل ہوا تو دو ہون یا اکثر سب برابر ہین -
دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حجت اور امام شخصیت ہین دو نہونگے کہ جن ہین سے ایک
تینون کون ہین ظہور کرے - اور دوسرا حقیقت شریعت (دین) کی حفاظت کرے تو اہل
ترتب کو جو راہ حق کے طالب ہین اُسکی دعوت ہین شک پیدا ہو جاے گا -
اِن دلائل عقلی و نقلی سے یہ ثابت ہو چکا کہ شب دین کی اِن چھ ہزار سالون ہین
بے حجت کے امام کو نہین پہچان سکتے -

معجزہ

معجزہ دو قسم پر ہے ایک فعل و قدرت دوسرے علم و حجت پھر انہین سے ہر ایک کے مشابہ
و مثل ہوتا ہے مثل سے مراد یہ ہی کہ بظاہر معجزے کی طرح ہوتا ہے لیکن حقیقت ہین
معجزہ نہین ہوتا -
معجزۂ فعل و قدرت یہ ہے کہ جسم سے واقع ہو اور معجزۂ علم و حجت یہ ہے کہ روح
سے واقع ہو - تمام موجودات ہین فعل و قدرت جسم سے واقع ہوتی ہے اور تمام
موجودات جسمیت ہین اُسکے شریک ہین اور قدرت اس سے زیادہ نہین ہوسکتی
کہ کوئی آدمی تمام عالم پر مسلط ہو جائے اور تمام عالم کو برباد کر دے اسی طرح شیر اور
سانپ بھی انسانون کو ہلاک کرتے ہین لیکن کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ انسان سے
بہتر ہین اِسی طرح جو کچھ حیوان سے ظہور ہین آتا ہے یا آگ پانی ہوا خاک
جمادات وغیرہ ہین سے بھی کوئی فرد اِس عالم کی جسمی اور فعلی اپنی مخفی عجیب
و غریب ایسی خاصیت نہین رکھتی جس ہین اُسکے ساتھ دوسرا شریک نہو اور

معجزۂ فعلی کے ساتھ مشابہت رکھنے والے جادو اور شعبدہ اور کرامات مشائخ اور حکام نجوم و رمل وغیرہ ہین جن مین عالم خلقیت کی مخفی باتون کی خبر دی جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ ایسا معجزہ جسکا کوئی شریک و مماثل نہو حجت کا علم حقیقی ہے جو باطل کے مٹانے اور حق یعنی امام کے ثابت کرنیکے متعلق ہوتا ہے جسکا کوئی عاقل اور منصف انکار نہین کرسکتا پس ایسا معجزہ جسپر کوئی قدرت نہین پاسکتا یہی خاص اُسکا معجزہ ہے۔ پھر اس بات پر کہ حجت کا علم کلمۃ الحق ہے اور معجزہ بھی اُسکا وہی ہے نہ فعل جسمانی یعنی وہ معاملات جو جسمانی قوت سے ظاہر ہین دلائل علم ظاہر و باطن سے بہت سے ہین۔ علم ظاہر سے مراد شریعت ہے جو عام طور پر مروج ہی اور علم باطن سے حقیقت مراد ہے جو خاص قاعدہ ہے۔

دلیل ظاہر شریعت کے قبیل سے یہ آیت ہی وما علے الرسول الا البلاغ مطلب اسکا یہ ہی کہ جبریل سے اُسکی تعلیم کہ وحدت خداوند حق کے ثبوت پر ہی طلب کرنی چاہیئے اور پیغمبر نے ایک جگھ فرمایا ہے کہ حلالہاے شرعی کے نجاننے والے پر تمام چیزین حرام ہین اور حرام ہاے شرعی کے جاننے والے پر شراب وغیرہ سب کچھ حلال ہے لیکن پہچاننے والا صرف ایک شخص ہے یا وہ شخص پہچانتا ہے جو معنے مین اُس سے متحد ہے اور باطن حقیقت سے حجتون اور داعیون کی باتین ہین چنانچہ رئیس اجل فرماتا ہے ؎

شراب راکہ بدنیا خوری بامر کسے	ز روے مرتبہ اور اشمر شراب طہور

جو کوئی شراب مرد حق کے حکم سے پیتا ہے اور دوسرون کو پلاتا ہے حلال ہوجاتی ہی اُسپر کیونکر حرام ہوگی حکیم نزاری کا قول ہے۔

تو امام وقت خود را شناختی بہ تحقیق	بیقین بدانکہ بر تو زر و مال حرام ست

پس جبکہ اُسکے افعال دکھ نہین سکتے تو اُسکو بے معجزہ و نشان کے نہین جان سکتے پس قول کے بعد کس چیز کو دلیل بناسکین اِس مضمون مین کئی جگھ بیان ہوچکا ہی کہ محق یعنی کلمۃ الحق کو معجزۂ علمیہ سے جان سکتے ہین اور بعض مقامون پر واقع ہی

کہ حقیقت یعنی اس کلمۃ الحق کا جو امام زمان ہے قول محق سے کہ حجت ہے سننا چاہیے پھر اُسکے حجت کا اقرار کرنا چاہیے اور اس قول و کلمہ کے سننے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اُسکے معنے کو سمجھا جائے جو باطل کی نفی اور امام کا ثابت کرنا ہی چنانچہ شریعت حق مین لا الہ الا اللہ کو محق شریعت سے جو مصطفےٰ ہین سننا چاہیے اور معنی اِن دو لفظ شہادت کے کہ ایک شریعت مین ہے اور ایک حقیقت مین باطل کی نفی اور حق کا ثابت کرنا ہے پس جو کوئی اِس عالم مین باطل کی نفی اور حق یعنی امام کا اثبات حجت و دلیل کے ساتھ نہین کرتا وہ مسلمان نہین کہلاتا صرف یہ الفاظ زبان سے ادا کر دینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہین یہ حکم حقیقت کا ہے البتہ شریعت مین ایسے شخص کو جو اقرار زبانی کر لے مسلمان کہتے ہین لیکن ہر وقت کلمۃ الحق کو دلیل نہین بنا سکتے صرف ایک بار ایسا ہوتا ہے۔ اس تمام بحث سے معجزہ اور نشان کہ کلمۃ الحق ہے ثابت ہوگیا۔

پیغمبر و امام اور حاکم شریعت مین تفریق

ہر دورے کے شروع مین کہ تمام احکام ہزار سالہ اُن دونون مین مشخص ہوتے ہین حجت کے بعد تین آدمیون سے زیادہ نہین ہوتے جو اُس دورے مین ہوتے ہین ایک پیغمبر دوسرا امام تیسرا حاکم شریعت اِن مین سے پیغمبر کا ظہور دونون کون مین ہوتا ہے اِسلئے کہ اُسکو حجت ہونے کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا اور امام تینون کون مین ظہور رکھتا ہی اور حاکم شریعت صرف شریعت مین ظہور رکھتا ہے پس اگر حجت شریعت کا کام کرنے لگے تو اُسکے متبع دعوت حقیقت مین شک مین پڑ جائین اور اگر مثل حاکم شریعت کے شریعت مین بھی ظہور کرے تو گنا ہگار بلکہ اِس سے بھی بدتر ہو جائے چنانچہ دورۂ محمدی کے شروع مین کہ ہم اِس ہین داخل ہین حجت مسلمان تھے شریعت کا پابند نہ تھے قصداً اور سب کے سامنے نامشروع کام کرتے تھے اسی سبب سے اُنکے تمام ضد اُنپر لعن وطعن کرتے تھے اور حضرت علیؑ شرع کے تمام احکام کی

پابندی کرتے تھے اور حضرت پیغمبر کے بعد خود تو ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن سلمان کو بیعت نکرنے دی۔

چنانچہ جب عمرؓ جناب امیر کا گریبان پکڑ کر کشان کشان بیعت کے واسطے لئے جارہے تھے تو صندوں میں سے ایک شخص وہان پہونچا اور سلمان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ جس شخص کی تم اتنی بڑائی کرتے تھے اُسکو اِس ذلت سے لئے جارہے ہین سلمان نے جواب دیا کہ اس مین اتنی قدرت ہے کہ چاہے تو زمین و آسمان کے نظام کو درہم برہم کردے۔ علی نے سلمان کی طرف گھور کے دیکھا اور کہا جو کچھ منھ مین آتا ہی کہدیتا ہے اور جب سلمان کو فارسیون کی ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ بیعت کے لئے پکڑ کرلے چلے تو علیؓ نے چھوڑا دیا اور بیعت کو نہ جانے دیا۔ اور بھید اسکا کہ خود تو بیعت کرلی اور سلمان کو نہ کرنے دی یہ تھا کہ مصطفے کے وقت مین اُن کی شریعت ہر جگہ نہین پہونچی تھی اِسلئے چاہا کہ پہونچ جائے جب خود تمام کرنے والا ابوبکر وغیرہ کی متابعت نکرتا اہلِ تضاد بھی اُس کام مین متابعت نکرتے پس شریعت مصطفے تمام نہوتی یہ ضروری ہے کہ اہلِ تضاد کا بھی وجود ہونا چاہیے کیونکہ اگر یہ باطل ہونے کی وجہ سے نہوتے تو انکا حال نہ کھُلتا اور اہل ترتب کی رونق کا مدار باقی نہ رہتا اور اہلِ ترتب معرفت طلب مین مشغول نہوتے اور جب اہلِ تضاد کا ہونا ضروری ہوا تو شریعت کا ہونا بھی لازم آیا کیونکہ اگر شریعت اِن کے ظلم و فساد کو نہ روکتی تو یہ کسی کو زندہ نچھوڑتے اور عالم ویران ہو جاتا اور اہلِ ترتب کے ہونے سے اِس مین کوئی فائدہ نرہتا پس ثابت ہوا کہ شریعت بھی اصلاح کا سبب ہی پس امام کا کون شریعت مین بھی ظہور ضرور چاہیئے چنانچہ لائے ہین کہ مالک و رضوان جو دوزخ و بہشت کے ممشول ہین اُن کو وجود ذاتی حاصل ہین یہ سمجھنا غلطی ہے بلکہ انکا قیام امام کے ساتھ ہے پس جس طرح رضوان جنت ہی اور رحمت کا سبب ہے اُسکے حکم سے ہے اِسی طرح مالک بھی کہ دوزخ ہی اور عذاب کا سبب ہے

اُسکے فرمان سے ہے جس طرح رضوان کو صرف ادعائے نیکی سے نیکونکا ستر بنا رکھا ہے
وہ کیا ہے صرف آدمیون کی نیکی ہے جسے رضوان سے تعبیر کرتے ہین رضوان کوئی مستقل
علنحدہ وجود نہین اسی طرح مالک کو بھی ادعائے بدی سے بدون کا ستر بنا رکھا ہے
جو حقیقت مین آدمیون کی بدی ہے بہشت نیکون سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور دوزخ
بدون سے بری معلوم ہوتی ہے۔ ہر وقت مین دو شخص ہوتے ہین ایک بہشت دوسرا
دوزخ۔ بہشت اہل بہشت کے لئے اور دوزخ اہل دوزخ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔
امر خاص بہشت کے لئے فرمایا ہے اور امر عام دوزخ کے لئے اور آپ دونون کے
مذہب پر عمل کرتا ہے تاکہ دونون کے لئے وجود ثابت ہو اور اُن دونون مین سے
کسی کے لئے یہ حکم نہین ہوا ہے کہ دوسرے کی متابعت کرے تاکہ اُنکے متبع شک مین
نہ پڑ جائین اور اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھین اور عالم ظاہر و باطن کو بے رونق نکردین پس
ثابت ہوا کہ حجت کے لئے واجب ہے کہ شریعت کو ترک کردے۔

اہل ترتب

اہل ترتب دو طور پر ہین ایک قوی دوسرے ضعیف قوی اُن لوگون کو کہتے ہین جو
حجت کی معرفت رکھتے ہون اور مستجابون کو حجت کی طرف دعوت کرین ان کی
پہچان یہ ہے کہ سب نے حجت کی دعوت کو قبول کر لیا ہو اور پھر اُسکو ضعیفونکو پہونچائین
اور احکام شریعت کے موافق زندگی بسر کرین۔ ضعیف وہ لوگ ہین کہ دعوت و
تعلیم و بیان کو بخوبی تسلیم کر لیا ہو اور احکام عقلی کے بموجب شریعت کی زندگی
بسر کرین داعی اور ماذون اور معلم اور ماذونان اصغر یہ تمام قوی اہل ترتب مین
شمار پاتے ہین اور ضعیفون مین مستجابون کا شمار ہے۔
قوی ہو یا ضعیف ادائے اثبات امامت مین جب تک حجت کے درجے کو نہین پہونچیگا
صاحب تائید نہوگا اور اُسکی گردن سے ایسے احکام خلقی شریعت جیسے شراب پینا
سور کا گوشت کھانا وغیرہ ساقط نہونگے۔ البتہ ایسے احکام خلقی شریعت جیسے کلمہ

شہادت کا اقرار اور طہارت و نماز و روزہ و زکوۃ و حج و جہاد اسوقت ساقط ہوتے ہین کہ تاویل کے ساتھ کام کرے لیکن وہ بھی جبکہ تقیہ کا موقع نہو اور تقیہ کے موقع پر ساقط نہین ہوتے

نذرانہ

چونکہ مذہب اِس فرقے کا دین حقیقی مولانا علی اور اُسکی حجت کلہی اور حقیقت کا نذرانہ اُن کے نزدیک متبع کے پاس کی تمام چیزین ہین نہ صرف دسوان حصہ کہ وہ شریعت کے نذرانے سے زیادہ نہین اور شریعت اِس دسوین حصے کے بھی قابل نہین پس اہلِ ترتب ہین سے اِس زمانِ شب ہین وہ شخص حقیقت کو رکھے گا جو تمام چیزین اُسکی راہ ہین دیدے گا اگر ایک جو برابر بھی اپنے لئے رکھ لیگا تو حقیقت کو نہ پائیگا یعنی حجت کی رضامندی اور علم و معرفت اُسے حاصل نہو گا اور جو شخص علم و معرفت نہ حاصل کریگا نجات نہ پائیگا پس اگر ایک ذرہ برابر چیز بھی قیمت حقیقت سے کہ حجت ہے روک لیگا حقیقت کو نہین پا سکتا اور جب حقیقت سے گر گیا تو سب سے گر جائیگا اسلئے کہ سب کچھ وہی ہے اور جو کچھ بغیر اُسکے ہے ہیچ ہے اور اگر تمام چیزین اُسکو دے ڈالیگا اور خود کچھ بھی پاس نکریگا تب بھی دونون عالم پر حاکم و بادشاہ ہوگا۔

اہل تضاد

یہ دو قسم پر ہین ایک کافر دوسرے منافق کافر سے منافق بدتر ہے اس لئے کہ کافر ایسے آدمی کو کہتے ہین جو حاضر و غائب ہین یکسان ہو اور منافق وہ ہے کہ اِس گروہ کے معلم کے سامنے تو تعلیم کو قبول کرلے اور غائبانہ انکار کرنے لگے تاکہ اُس اقرار کی وجہ سے جو معلم کے سامنے کرچکا ہے اُسکے مکر سے غافل رہین اور اِس سبب سے جو کچھ اُسکے ہاتھ سے ہو سکے دشمنی اور عداوت ہین کمی نہ کرے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ اُسکے دل ہین ہوتا ہے مخفی نہین رکھتا اُس سے لوگ امن ہین رہتے ہین کیا اچھا کہا ہے۔

بسیار بود سگِ موافق	بہتر زِ برادرِ منافق
یا کافر صرف باش یا مومن پاک	کافر باشی بہ کہ منافق باشی

بعونہ تعالیٰ درین زمان میمنت اقتران

کتاب لاجواب مسمّٰی

بہ

مذاہب الاسلام

من تصنیف لطیف عالم بیبدل فاضل اجل طبیب کامل ادیب ماہر جناب حکیم مولوی

محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف کتب متعددہ و مختلفہ

بار اوّل

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع جامع منشی نولکشور لکھنؤ میں شائع ہوئی

اور طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی

کرون حمد شاہنشہ دو جہان — خداوند اقلیم کون و مکان
کئے جلوہ گر جس نے شمس و قمر — زمین پر نمایان کئے بحر و بر
گہر آب تر سے ہویدا کئے — دلِ سنگ سے لعل پیدا کئے
کیا وجد مین جوش زن آب کو — پھرایا محبت مین گرداب کو
دل آیا جو فرطِ کرم کی طرف — بھرا موتیون سے دہانِ صدف
دیا موج کو ذوق ہست و عدم — روانہ کیا سیل کو بے قدم
دکھائی بہارِ نسیمِ چمن — کھلائے گل و لالہ و یاسمن
خموشی کی لذت لبِ گل کو دی — تمنائے فریادِ بلبل کو دی
زبانون کو قدرت سے گویا کیا — بیانِ مطالب پہ شیدا کیا
عطا اُسنے ہمکو یہ توفیق کی — کہ ہمنے مذاہب کی تحقیق کی
جو اسلام مین فرقے پیدا ہوئے — وہ سب جستجو کرکے اک جا لکھے
زبانِ بشر مین یہ قدرت کہان — کرے شکرِ پروردگارِ جہان
مناسب ہی عرضِ تمنا کرون — مناجات مین دل کو گویا کرون

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

آلہی مین بندہ خطاوار ہون
جو کچھ تو سزا دے سزاوار ہون

نظر کر نہ زشتیِ کردار پر
سیہ کاریون سے مری درگذر

وہ دل دے جو شیدا کسی کا نہو
ترا ہوکے اصلا کسی کا نہو

ترا ذکر دن رات کرتا رہے
تجھی پر شب و روز مرتا رہے

شرابِ محبّت سے پُرجوش ہو
تری یاد مین خود فراموش ہو

جدھر چشمِ بینا اُٹھائے نظر
ترے حُسن کا جلوہ آئے نظر

تجھے سمجھے دنرات حاجت روا
تجھی سے کہے جو کہے مدّعا

تجھے جانے ہردم سمیع و بصیر
تجھی سے کرے عرض مافی الضمیر

سوا تیرے سمجھے وہ دنیا کو ہیچ
زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ

رہے بادۂ عشق سے تیرے مست
نہ بھولے کبھی عہد روزِ الست

پسِ مرگ بھی یاد کرتا رہے
نہو ہوش پر ہوش تیرا رہے

ہر اِک سے جدا سب سے بیگانہ ہو
تری شمع وحدت کا پروانہ ہو

زمانے کے جھگڑے بھلائے رہے
تری روز و شب لو لگائے رہے

خوشی ہو کہ ہو کاہشِ درد و غم
ترا شکر کرتا رہے دم بدم

گوارا رہے تنگدستی مجھے
مبارک مری فاقہ مستی مجھے

مگر اے خداوند عرشِ برین
نہ دکھلا امیرون کی چینِ جبین

نہون لغو باتون سے کان آشنا
نہ کہنا پڑے جا و بیجا بجا

قناعت دے نانِ جوین پر مجھے
پھرا بھر روزی نہ در در مجھے

تلاشِ تنعم مین حیران نکر
مجھے کاسہ لیسِ امیران نکر

مین بندہ ترا ہون تو پروردگار
تجھے فکر میری مجھے تجھ سے کار

دمِ غیر ہردم بھرون کس لئے
کسی کی خوشامد کرون کس لئے

رہِ دین مین دے استقامت مجھے	تزلزل نہو تا قیامت مجھے

نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

محمدؐ کی اُلفت سے جنپر مدام	خدا بھیجتا ہی درود و سلام
کوئی اُنسے رتبے مین بڑھکر نہین	خدائی مین ایسا پیمبر نہین
اگر دیکھ لے شکل خیر الانام	بشر پر ہو دوزخ کی آتش حرام
لگائے جو خاکِ قدم بے بصر	ازل سے ابدتک سب آئے نظر
زبانِ نبیؐ تھی زبانِ خدا	بیان آپ کا ہی بیانِ خدا
وہ دلچسپ تبلیغ احکام کی	کہ دنیا نظر آئی اِسلام کی
بظاہر تھے اُمّی شہِ خاص وعام	زبان پر تھا علمِ لدنّی تمام
نقوش وورق کی ضرورت نہ تھی	کوئی چیز خطّ وکتابت نہ تھی
بیان کی وہ توحید حق مین دلیل	ہوئے سُن کے کفّار مشرک ذلیل
ہوئے بدعت کفر کے گُل چراغ	نظر آئے گلہاے دین باغ باغ
یہی چاہیے ہمکو کہنا مدام	علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

التماس مؤلف

مسلمانون کے واسطے اِس بات کی بڑی ضرورت ہی کہ اُنکو اپنے ہان کے تمام نہین تو اکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر مذہب مین امتیاز حاصل رہے اِس فن کی جامع اور مفصل کتاب اُردو اور فارسی مین تو آج تک لکھی ہی نہین گئی یا لکھی گئی ہی تو ہم تک نہین پہونچی - عربی مین بھی جہانتک تلاش کی گئی تو فرقہاے اسلام کے حال مین یکجائی بیان نہین ملا - مجھکو علم کلام سے بہت دلچسپی ہی اِس فن مین مین نے کئی کتابین لکھی ہین - جب عقائد نسفی کی شرح زبان اُردو مین لکھنے لگا تو اُسکے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہو گیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت مین کر لیا

اور اُس کا نام **مذاہب الاسلام** رکھا اِس فن مین ایسی کافی ووافی کتاب کا تیار ہوجانا محض تائید ایزدی ہے - ورنہ کین کہان اور اِس گلشن ہمیشہ بہار کا سرانجام کہان اگر شائقین تلاش کرینگے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ مذاہب الاسلام کے بیان مین کِسی زبان مین کوئی کتاب نہین پائین گے یہ میرا بیان اپنی تعلّی کے لئے نہین بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے - معاش کی صعوبت - افلاس کی نکبت - آمدنی کی قلت - خرچ کی کثرت - اہلِ دولت کی ناقدروانی ونخوت اور ناحق کوشون کی عداوت اِس کام پر ہمت نہین بندھنے دیتی تھی مگر محض اپنے شوق سے بزرگان قدرشناس کی تحسین کی امید پر اِس سخت کام کو پورا کرتا رہا سختی و نرمی سردی وگرمی گذرتی ہین اور گذر جائینگی ایک دِن مین نہونگا میری یادگار رہجاے گی اور کبھی نہ کبھی اِسی کی بدولت اِن بزرگون کی جنھون نے تصنیف وتالیف سے ملک وملت کی مدد کی ہے معنوی ہم نشینی نصیب ہوجاے گی مذاہب کے بیان مین اِس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متاخرین کی تحقیقات کے مطابق ہے اور ایک بہت بڑے کتب خانے کی چھان بین کرنے کے بعد حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو علوم اسلامیہ کی طرف سے اِس بے اعتنائی کے زمانے مین غنیمت ہے - مین نے احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام وجلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اِس طرح مین نے اپنا وہ فرض ادا کردیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمے تھا - میرا مقصود اِس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا ہے کسی مسئلہ عقائد کا فیصل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی بُرائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہین جیسا کہ میری بے رو ورعایت تحریر سے ثابت ہوگا -

محمد نجم الغنی ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب رام پوری ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۷ھ مطابق جون ۱۹۰۹ء

پہلا حصہ فرقہاے اہل سنت اور معتزلہ اور شیعہ اور خوارج اور مرجیہ اور نجاریہ اور جبریہ اور قدریہ اور مشبہ کے بیان مین

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہین (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہین (۲) اشراقیین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بغیر حاصل کرتے ہین (۳) مشائین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہین (۴) متکلمین یہ کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہین اور یہ ۷۳ فرقے ہین جن کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے افترقت الیہود علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقة وافترقت النصاریٰ علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقة یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاریٰ بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہوجاے گی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف بن مالکؓ سے یون ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہو گئے جن مین سے ایک جنت مین اور ستر دوزخ مین ہین اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے کہ اکہتر آگ مین ہین اور ایک جنت مین قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے قبضۂ قدرت مین بقاے ذات محمدی ہے تحقیق میری اُمت تہتر فرقے ہوجاے گی جن مین سے ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر دوزخی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علے امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب یعنی میری امت کے لوگون پر وہی آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے اُن کے یہانتک کہ اگر کسی نے اُن مین سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت مین بھی

کوئی شخص پیدا ہو جائے گا کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتّر فرقے ہو گئے میری امت تہتّر فرقے
ہو جائے گی سب آگ مین جائینگے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہین اے رسول خدا فرمایا
وہ طریقہ جسپر مین اور میرے اصحاب ہین احمد اور ابو داؤد کا لفظ معاویہ سے یون ہے قام فینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان من کان قبلکم من اهل الکتاب افترقوا علے ثنتین وسبعین ملة
وان هذا الامة ستفترق علی ثلث وسبعین فرقة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة
فی الجنة وهی الجماعة یعنی ہم مین آنحضرتؐ خطبے کو کھڑے ہوے اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو تم سے پہلے
اہل کتاب تھے وہ بہتّر فرقے ہو گئے اور قریب ہے کہ یہ امت تہتّر فرقے ہو جائے گی بہتّر نار مین جائینگے
اور ایک جنت مین وہ جماعت ہے لفظ **جماعت** کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت
ہوا ہے اور ابن عدی نے ابوہریرہؓ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے یہود اکہتّر فرقے بن گئے اور
نصاریٰ بہتّر میری امت تہتّر فرقے ہو جائے گی۔ بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح حسن کہا ہے
اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین مین اسی مضمون کی حدیث ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے
پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول مین یہ ایک بڑی حدیث ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف
بن مالک نے مثل اس کے روایت کی ہے اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ
اور ابن مسعود اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور عویمر اور ابو درداء اور واثلہ اور عبد اللہ بن عمرو بن
عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتین آئی ہین اور ابو ہریرہؓ بھی اسکے
راوی ہین اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ
محققین حدیث نے اس کو اپنی اپنی کتب مین روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول و تیسیر الوصول
اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ مین ان روایات کو اُن کتب صحاح حدیث وغیرہ
سے نقل کیا ہے تو اس کی صحت مین کلام نہین مجھے مولوی شبلی صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ
اُنھون نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ مین محض اپنی رائے سے اس حدیث کو کیون موضوع قرار
دیدیا کوئی بھی دلیل اس کی موضوعیت کی مولوی صاحب نے نہین بیان کی۔ اس حدیث کے
طرق بہت ہین اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو
غریب کہا ہے سو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے مین اس کی روایت ایک ہی راوی سے

ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہ لہ - اور تمام طریقون مین تفرق تہتر فرقون مین آیا ہے نہ بہتر مین اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جو انس رض سے مروی ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت بہتر فرقے ہوجاے گی سب دوزخ مین جائین گے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفرالسعادت مین کہتے ہین کہ اس روایت کا اعتبار اُن بہت سی روایات کے مقابل نہین ہوسکتا بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت محمدی کے تہتر فرقے ہوجانے کے باب مین نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب سفرالسعادت نے فرمایا ہے کہ درباب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نہ شدہ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت تہتر فرقون پر ثابت ہوا ہے نہ بہتر پر اور اگر یہ ثابت کیا جاے کہ مصنف سفرالسعادت کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت کے باب مین مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اور جو کچھ اس معاملے مین آیا ہے وہ سب موضوع ہے تو یہ قول اُن کا کیسے معتبر ہوسکتا ہے جبکہ اتنے بہت ائمہ حدیث افتراق امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہین اور بہت سے طریقون سے مروی بھی ہے شاید مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہین سے اُڑایا ہے مگر صاحب سفرالسعادت تو یہ کہتے ہین کہ امت محمدی کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے ثابت نہین مولوی صاحب نے ایک بڑھاکر تہتر اپنی راے سے کہا ہے۔

یہود ونصاریٰ کے فرقے

یہود کے اشہر واظہر فرقے **عنانیہ** - **عیسویہ** اور **یوذعانیہ** تھے انھین مین سے **موشکافیہ** و **سامریہ** ہین یہ فرقے بڑے ہین ان مین سے اکہتر فرقے نکلے جن مین سے بعض بُت پرست ہین اور بعض آفتاب وماہتاب ونجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم کہتے ہین بُت کو وثن کہتے ہین استھان کو اس لفظ مین سارے معبود باطلہ داخل ہین جیسے بُت شجر وغیرہ - سالونیکا مین ایک اور عجیب فرقہ یہودیون کا رہتا ہے جسے **ماسم** بولتے ہین اُسکا اعتقاد جھوٹے مسیح سیت لیوی پر ہے جس کی نسبت بیان کیا ہے کہ وہ پھر اپنے ہمراہیون کے ساتھ

آئے گا مگر علاوہ اِس کے اِن لوگون مین اور بہت سے مختلف عقائد ہین جس کے لحاظ سے یہ تین
فرقون مین منقسم ہو رہے ہین وہ دل سے یہودی ہین مگر یہودیون کے بڑے گروہ اور مسلمانون کے
ساتھ آباد رہنے سے ذلیل ہو رہے ہین اور وہ اپنے آپس ہی مین بیاہ شادی کرتے ہین اور قصبے
مین ایک خاص مقام پر یکجا آباد ہین یا یہ کہ ان کا ایک محلہ ہی علٰحدہ ہے اِس فرقے کے کچھ لوگ
روسی عملداری مین رہتے ہین سالونیکا مین عموماً وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہین مگر ہین وہ یہودی ہی اور بڑے
فرقے نصاریٰ کے تین ہین **ملکانیہ ۔ نسطوریہ** اور **یعقوبیہ** باقی فرقے انھین مین سے نکلے ہین
شہرستانی نے ان سب فرقون کا ذکر ملل ونحل مین کیا ہے اُنکے احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہین ہے
مگر اِس ضمن مین اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیون مین تین مذہب خاص کر سب سے بڑے
تصور کیے جاتے ہین ایک **رُومَن کیتھولِک** یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا سب سے بڑا
امام اور حضرت عیسیٰ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور کیا جاتا ہے جو اٹلی کے
قدیم شہر رُوم (بواو مجہول) مین رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیون مین رومی کلیسیا کے لوگ
زیادہ ہین مگر اِس مذہب والون کی سلطنتون مین پہلے سے کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک
سلطنت فرانس کی ان مین بہت زبردست باقی ہے دوسرا مذہب **گریک چرچ** یعنی یونانی
کلیسا ہے اِس فرقے کے سب عیسائی زار روس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہین
اور اُس کے کل احکام دینی و دنیوی واجب التعمیل جانتے ہین اور جو عیسائی اِن احکام کی تعمیل
سے اعراض و انکار کرے اُسے اپنی جماعت سے خارج اور بے دین تصور کرتے ہین ۔ تیسرا بڑا مذہب
پرُوٹِسٹِنٹ ہے اِس فرقے والون کا زور آج کل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی
سلطنتین رکھتے ہین انگلستان و جرمن دو سلطنتین اِن مین بہت زبردست ہین اس مذہب مین
بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل **لُوتھرَن ۔ کیلوِنسٹ ۔ رِیفائنڈ چرچ**
پرِیس بائی ٹرِین اور **چرچ آف انگلینڈ** وغیرہ وغیرہ پیدا ہو گئے ہین ۔
گلاسگو واقع سکاٹ لینڈ مین کارلائل کے زمانے سے عیسائیونکا ایک فرقہ **یونیٹیرِین**
(مُوحد) نامی پیدا ہو گیا ہے جو مسلمانون کی طرح خدائے وحدہٗ لاشریک پر اعتقاد رکھتا ہے
اور حضرت عیسیٰؑ کو صرف اُسکا پیغمبر مانتا ہے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین مگر

اسلام سے اِن کو نفرت بدستور چلی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ اِن کے پاس صرف متعصب عیسائی مصنفون کی کتابین ہین۔

فرقۂ ناجی و ناری

احادیث افتراق امت مین اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ اِن مین اکثر اشخاص امت محمدیؐ پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثون مین آیا ہے کہ یہ امت مرحوم ہے اور جنت مین سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہانتک کہ وہان دو ثلث اِس اُمت کے لوگ ہونگے اور ایک ثلث مین باقی اُمتین اِس کا جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہے کہ مراد اس جگہ اُمت سے امت دعوت ہے نہ امت اجابت اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ مین کہتے ہین کہ ظاہر مراد اُمت اجابت ہے نہ اُمت دعوت اِس لیے کہ اکثر جب حدیث مین اِس طور پر بیان ہوا ہے تو اُس کلام سے مراد اہل قبلہ ہین انتہیٰ واقعی حدیث مذکور مین امت دعوت قرار دینا درست نہین کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرتؐ کی اپنی اُمت کی تفریق کے بیان مین وارد ہوئی ہے چنانچہ اس مین لفظ امتی ہے۔ اُمت حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا شمار اس مین داخل کرکے نہین فرمایا ہے اِن کے واسطے اور حدیث ہے انہ قال صلے اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسیٰؑ علی احدی وسبعین فرقۃ وبعد عیسے علے اثنین وسبعین فرقۃ وستفرق امتی من بعدی ثلثۃ وسبعون فرقۃ اگر سب فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی اُمت دعوت ہین لیکن یہان مراد اُمت سے اُمت اجابت ہے جنھون نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے اُمتی کہکر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے دوسرا اشکال بابت تعینِ فرقۂ ناجیہ کے ہے ہر فرقے کو یہ گمان ہے مین ناجی ہون اور غیر میرا ناری ہے اس پر ہر کسی نے اپنی اپنی دلیلین لکھی ہین جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہین فرقۂ ناجیہ وہی فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اُسی شخص پر صادق آتا ہے جس کے عقیدے و عمل مین کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہین ہے بلکہ سارے عقائد و اعمال اُسکے مطابق سنت مطہرہ و سیرت صحابہ کے ہین کسی نے یون بھی کہا ہے کہ فرقۂ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہین کسی نے کہا

اہل بیت رسالت ہین لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ خاص نہین ناجی وہی گروہ ہے جوکہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت و ہوا مین مبتلا نہین جس طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع اسلام کو حضرت سے دریافت کرکے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علے ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے جو آپ نے فرمادیا ہے مین اسپر نہ کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اس سے کچھ کم کرونگا اسپر حضرت نے اسکو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعوی نجات کا کرے اور اسکے عقائد واعمال خلاف طریقۂ حضرت اور سیرت صحابہ کے ہون تو وہ دعوی اسکا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقون مین سے وہ کون فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہین جانتا ہے ایک امامیہ مذہب شاعر کہتا ہے مصرع ناجی بخدا فرقۂ اثنا عشری ہے ۔ لیکن تصدیق اس دعوے کی یا تکذیب اسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ واصحابی کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اسکے عقیدے و عمل مین نہ آئے گو بعض تقصیرات فروعیہ اس سے صادر ہوجائین وہ ناجی ہے اور جس کا عقیدہ و عمل اسکے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ مین کسی کے عمل و عقیدے مین کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت مین قصور و فتور وارتکاب فجور ہوجاتا تھا ابن حزم نے زیادت الا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعوی ان کا صحت کو نہین پہونچا۔ نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع بعض علما فرماتے ہین کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اسلام کا مخلد فی النار نہ رہیگا اور اگر مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار مین رہیگا پھر نجات پائیگا تو یہ بات مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ مین سے نار مین نہ جائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہین اس بات پر کہ فساق مومنین چندے نار مین جائینگے تو یہ شبہہ قدیمہ ہے اہل علم نے اسکے چار یا پنج جواب لکھے ہین جوکہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال مین مذکور ہین ان مین سے زیادہ ارجح واقوی اس جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کرکے یعنی مراد دخول من حیث الاعتقاد ہے اور فرقۂ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہ ہوگا گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ مین جائین دوسرا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقۂ

ناجیہ سے وہ لوگ ہین جو کہ مطلقًا نار مین نہ جائین گے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل جنت ہون گے اُن کی معصیت خواہ عفو ہوجائے یا شدائد موت و قبر و اہوال قیامت مین مجرا ہو جائے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہوجائین غزالی کا یہ کہنا کہ فرقۂ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب وکتاب و بے شفاعت بہشت مین جائے گا کما حقہٗ نہین تھا اِس لیے کہ اِس صورت مین دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرماکر تقریر مسطور کی ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلہا فی النار کے معنے کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کی افراد سے آگ مین جائے گا پس اِس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنے سے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہوسکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اِس صورت مین معنی الا واحدۃ کے یہ ہونگے کہ ہر ہر فرد اِس فرقے کی دوزخ مین داخل نہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہون اِس صورت مین اشکال مرتفع ہوگیا - اور فرقون غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ مین وجہ امتیاز اِسی قدر ہوئی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہونگے اور یہ فرقہ سارا دوزخ مین نہ جائے گا لیکن فرقۂ ناجی کا امتیاز اور فرقون سے اعمال کے ساتھ نہین ہوسکتا اِس لیے کہ اعمال سب مین مشترک ہین پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اِس جواب کا مرجع بھی جواب اول کی طرف ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث مین بھی اِس کے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے چنانچہ جب کہتے ہین فلان چیز فی النار ہے تو اِس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے الہذاء فی النار یعنی زبان درازی باطل ہے اور سورۂ نساء مین ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا جو لوگ یتیمون کا مال ناحق کھاتے ہین اِس کے سوا نہین کہ اپنے پیٹون مین آگ کھاتے ہین نارًا سے مراد یہان باطل و حرام چیز ہے اِس لیے کہ یتیم کا مال حقیقت مین آگ نہین اور مجاز پر اِس واسطے حمل نہین کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹون مین کھاتے ہین یہ قول سرے سے پکار کر بتا رہا ہے کہ یہان مجاز مراد نہین پس حدیث مذکور مین کلہم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہین گو ایک عقیدہ اور ایک عمل کی وجہ سے ہون

یا دو کی اور فرقۂ ناجی کے نہ عقیدے مین بطلان ہے نہ عمل مین مگر یہ چاہیے کہ فرقۂ ناجی کی تخصیص اِس بات کے ساتھ کردی جاے کہ نہ اُن کے عمل مین بدعت ہے نہ عقیدے مین اور یہی منشا جواب دوم کا بھی ہے یا بطلان کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کردیا جاے یعنی یہ کہا جاے کہ اُنکے اعتقاد مین کسی طرح کا فتور نہین پس اِس صورت مین یہ جواب پہلے جواب کی طرف رجوع کرے گا اِسی واسطے کہا ہے کہ اقوی وارجح وہی جواب اول ہے۔ اور شیخ علاءالدولہ سمنانی نے عروہ مین کہا ہے کہ اسلام کے تمام فرقے اہلِ نجات ہین اور حدیث مین مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہیٰ مراد سارے فرقہاے اسلام کے اہلِ نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزاے معاصی کے دوزخ مین رہکر بالآخر اُس سے نجات پائین گے اور بہشت مین داخل کیے جائین گے اور ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے مین وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے جواب مین بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو محققین متاخرین نے امام غزالی کے جواب مین اصلاح کرکے بیان کیا ہے۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفاے اربعہ اور باقی عشرۂ مبشرہ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو درداء اور بی بی عائشہ اور ابن عمر بن خطاب اور ابن عباس اور ابن عمرو بن عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسیٰ اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے سے مقامون مین فقہ اِنکے سوا دوسرے صحابہ سے بھی منقول ہوا ہے جیسے ابو ذر اور عمار اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ بن صامت اور ابو مسعود اور فضالہ اور واثلہ اور خالد اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ام سلمہ اور اسما بنت ابوبکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور اِن مین سے جنکے فتوے شہرت کو پہونچ گئے وہ نو ہین حضرت عمر[1] حضرت علی[2] ابن مسعود[3] اور ابی بن کعب[4] اور زید[5] اور ابو موسیٰ اور ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر[6] بن خطاب اور ابن عمرو بن عاص اور اِن مین سے بھی زیادہ مشہور یہ تین شخص ہوے عبداللہ بن مسعود زید بن ثابت عبداللہ بن عباس اہلِ مدینہ کا فقہ مین زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور اہلِ مکہ کا ابن عباس کی راے پر اور اہلِ کوفہ کا حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کی راے پر اور

اہلِ مصر ابو موسیٰ اشعری اور عمران بن حصین کی راے پر تھے اور شام مین معاذ اور ابو درداء وغیرہ تھے
بعد اُسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پہونچی چنانچہ صحابہ کے بعد مدینے مین سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر
اور قاسم بن محمد اور خارجہ بن زید اور سلیمان بن یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابوبکر بن
عبد الرحمن بن حارث تھے اور مدینے کے جو سات فقہا مشہور ہین وہ یہی ہین اور اسی طبقے مین سے
مدینے مین یہ لوگ بھی تھے سالم بن عبد اللہ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابان بن عثمان اور قبیصہ بن
ذویب وغیرہ اور جنھون نے انکی متابعت کی اُنکا بھی اسی طبقے مین شمار ہے جیسے عمر و بن عبد العزیز
اور علی بن حسین اور یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہ پھر فقہ تبع تابعین کی
طرف منتقل ہوا جیسے ابو ذیب اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور اُن کے اصحاب اور مکے مین
عبید بن عمیر اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعد بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمر بن دینار
وغیرہ تھے پھر فقہ ابن ابی نجیح اور ابن جریح اور سفیان بن عُیَیْنَہ اور مسلم بن خالد اور سعید بن سالم
وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبد اللہ شافعی اور اُن کے اصحاب کی طرف منتقل ہوا اور کوفے مین ابن
مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبد الرحمن ابناے یزید اور عمر بن شرحبیل
اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے اُستاد تھے اور انکے بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی اِنکے بعد حکم بن عُیَیْنَہ
اور حماد بن ابی سلیمان اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد ان کے ابن شُبْرُمَہ اور ابن ابی لیلیٰ
اور حسن بن ابی صالح اور شریک بن عبد اللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اِن دونون
کے اصحاب تھے اور بصرے مین حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبد اللہ اور جابر بن زید اور
ابو قلابہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور ابن عون اور عثمان تبی پھر حماد بن زید
اور حماد بن سلمہ جو حمادین یا حمادان کہلاتے ہین اور یحییٰ بن سعید اور ابن مہدی تھے اور شام مین
ادریس خولانی اور شہر بن حَوْشَب اور ابن ابی زکریا اور رجا بن حیات اور عبادہ بن نسیٔ اور مکحول
وغیرہ تھے اور یمن مین طاؤس اور وہب بن مُنَبِّہ وغیرہ تھے اور مصر مین یزید بن ابی حبیب
اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور اُن کے
اصحاب اور خراسان مین ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صایغ اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن
راہویہ اور بغداد مین امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل پھر ابو ثور

اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داؤد اور محمد بن جریر وغیرہ اِن فقہا مین سے ہر طبقے مین اگرچہ ہر ایک فقیہ فقہ مین نامور تھا مگر پھر بھی باعتبار شہرت کے اُن مین بڑا تفاوت ہے۔ ۱۲

مسائل فروعی و اجتہادی مین صحابہ کے اختلافات

نبی علیہ السلام کی وفات تک مسلمان ایک ہی عقیدے اور طریقے پر تھے مگر جو لوگ ظاہر مین مسلمان باطن مین منافق تھے وہ زمانۂ حیات آنحضرت مین بھی مکروفریب کرتے تھے اور وہ نفاق اُن کا ہر وقت اُن کے اعتراض کرنے سے حرکات و سکنات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوتا رہتا تھا وہ اختلافات جو حال مرض اور بعد وفات حضرت کے صحابہ مین واقع ہوئے وہ اجتہادی تھے غرض اُن اختلافات سے معاملات دین اور اسلام کا قائم کرنا تھا نہ اور کچھ **پہلا** تنازع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری مین ہوا وہ حضرت کا کاغذ اور دوات و قلم مانگنا اور حضرت عمرؓ کا غلبہ درد کے خیال سے یہ کہکر کہ ہمکو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے نہ دینا ہے **دوسرا** اختلاف حال مرض نبوی مین یہ ہوا کہ آنحضرتؐ نے لشکر اسامہ کی تیاری کے واسطے حکم دیا اُسپر کچھ صحابہ نے یہ کہا کہ ہمپر بجا آوری اس حکم کی واجب ہے اور کچھ نے کہا کہ حضرت کا مرض بڑھ گیا ہے ہمارا جی حضرت کے چھوڑنے کو اس حال مین نہین چاہتا ہے **تیسرا** اختلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت مین ہوا حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہین مین اُسکو اِس تلوار سے قتل کرونگا وہ تو آسمان پر مثل عیسیٰ بن مریم کے چڑھائے گئے ہین حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ بیشک مر گئے ہین اور یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ یعنی محمد خدا کے رسول ہین اگر وہ مر جائین یا مارے جائین تو اے لوگو تم اپنی اگلی راہ پر پھر جاؤ گے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے کیا دین چھوڑکر پھر کفر اختیار کروگے اُس وقت صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کی طرف رجوع کیا اور حضرت عمرؓ نے بھی تسلیم کیا **چوتھا** خلاف آنحضرت کے دفن کے مقام مین ہوا مہاجرین اہل مکہ نے چاہا کہ ہم نعش مبارک کو لیجائین انصار اہل مدینہ نے چاہا کہ مدینہ مین دفن ہوں کچھ صحابہ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کو لیجائین اس لیے کہ وہ جگہ دفن انبیا کی ہے اور آپ کی معراج اُسی جگہ سے آسمان کی طرف

ہوئی تھی پھر سب نے اتفاق کرکے مدینے میں دفن کیا اس لئے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ انبیا اُسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں مرتے ہیں **پانچواں** خلاف مسئلہ خلافت میں مہاجرین وانصار کے درمیان ہوا کہ انصار کہتے تھے ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین کا ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر آمادہ ہوگئے مگر جب اُن سے یہ کہا گیا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام قریش میں سے چاہیے تو آخرکار حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر سب نے اتفاق کرلیا اور فساد مٹ گیا **چھٹا** خلاف معاملہ فدک میں ہوا تھا کہ حضرت کا وارث بعد حضرت کے کون ہے فاطمہ علیہا السلام نے کبھی دعوی وراثت کا کیا اور کبھی ملکیت کا یہانتک کہ پہلا دعوی بدلیل مشہور نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ (ہم گروہ انبیا ہیں نہیں چھوڑتے ہم میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے) دفع ہوگیا اور دوسرا دعوی اس لیے خارج ہوا کہ گواہ بی بی صاحب کی طرف سے پورے نہ گذرے **ساتواں** خلاف وہ ہے کہ عرب کے بعض قبیلوں نے اور وہ غطفان اور بنی تمیم وغیرہ تھے زکوۃ نہ دی تو صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے لڑنے کا ارادہ کیا کچھ صحابہ نے جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے یہ سمجھا کہ اقرار شہادتین سے دنیا کی عقوبت منع ہو جاتی ہے اور کہا کہ ہم اُن سے اُس طرح جنگ نکرینگے جیسے کفار سے کرتے ہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُن کا قتال اُس وقت ممتنع ہے جبکہ حقوق اسلام ادا کریں اور جو بات صدیق نے سمجھی تھی وہی بات صراحۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھی اور بہت سے صحابہ نے سمجھی تھی قرآن پاک بھی اسی پر دلیل ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین یعنی اخوت دین کی ثابت نہیں ہوتی مگر ادائے فرائض سے کیونکہ توبہ شرک سے بغیر توحید کے حاصل نہیں اور توحید بغیر عمل صالح کے تمام نہیں ہوتی حضرت ابوبکرؓ اُن سے قتال کے واسطے نکلے تو آخر سارے صحابہ نے اُن کا ساتھ دیا **آٹھواں** خلاف اس میں ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے قریب حضرت عمرؓ کی خلافت کے لیے نص کی بعض صحابہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ایک سخت مزاج والے آدمی کو حاکم کیا ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہا لو سألنی ربی یوم القیامۃ لقلت ولیت علیہم خیرا اھلھم یعنی اگر اللہ تعالی مجھ سے قیامت کو اس بات کا سوال کریگا تو میں یہ جواب دونگا کہ میں نے ایک سب سے عمدہ آدمی کو اُن پر حاکم کیا تھا تب خلاف مرتفع ہوگیا اور سب نے تسلیم کیا **نواں** خلاف خلیفۂ سوم کے انتخاب کے وقت ہوا تھا پہلے رایوں میں اختلاف ہوا

پھر سب نے حضرت عثمانؓ کی بیعت پر اتفاق کیا **دسوان** خلاف یہ ہوا کہ جب حضرت عثمانؓ کے رشتہ دارون نے رعایا پر جبر کرنا شروع کیا تو لوگ حضرت عثمان سے ناراض ہو گئے سب نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا اُن کی کچھ مدد نہ کی یہانتک کہ وہ مظلومانہ اپنے گھر مین مارے گئے **گیارھوان** خلاف وہ ہے جو حضرت علیؑ کے زمانہ مین واقع ہوا بعد اسکے کہ اُنپر اتفاق کر کے بیعت کر لی تھی اس زمانے مین پہلا خلاف جنگ کرنا طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ وغیرہ کا ہے اِسکو جنگ جمل کہتے ہین دوسرا خلاف جناب امیرؑ اور معاویہؓ مین تھا جنگ صفین کی وجہ سے تیسرا خلاف خوارج کا مخالفت کرنا اور تحکیم یعنی پنچایت کا ہونا تھا چوتھا خلاف عمرو بن عاص کا تحکیم مین ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ فریب کرنا تھا پانچوان وہ خلاف ہے جو خوارج کے ساتھ مقام نہروان مین وقوع مین آیا۔ اِسی طرح صحابہ کے زمانہ مین اختلاف کثیر میراث جد و اخوت و کلالت[1] و دیت انگشتان و دیت دندان و حدود و بعض جرائم مین جن مین کوئی نص وارد نہین ہوئی تھی واقع ہوئے۔ تاج الدین اسماعیل قونوی شارح حاوی کا بیان ہے کہ پہلا خلاف جو معاملات فروعی مین صحابہ مین واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلے مین ہوا ہے چونکہ اُس مین رائین بہت مختلف ہوئین اِسلیے اسکا نام **مسئلہ خرق** ہے ایک شخص مرا اور ایک بہن ایک مان ایک دادا اُس کے وارث رہے ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمشیرہ کو نصف ترکہ دینا چاہیے اور مان کو تہائی اور باقی جو بچے وہ دادا کا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کر کے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیے اور زید بن ثابت نے کہا کہ مان کا تہائی ہے اور باقی مین سے دادا کا دو تہائی اور ہمشیرہ کا تہائی قاضی عضد نے شرح مختصر مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ عول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود کے مخالف تھے اور شرح فرائض مین میر سید شریف نے کہا ہے کہ جسنے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین اور شرح مختصر مین یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو حضرت عمرؓ نے طلب کیا اُس کا حمل ساقط ہو گیا حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمرؓ سے کہا انما انت مؤدب لا نری علیك شیئا یعنی بے شک تم صاحب ادب ہو تم مین ہم کوئی نقصان نہین پاتے اور حضرت علیؑ نے کہا ان کان عثمان قد اجتهد فقد اخطأ وان لم یجتهد فقد غشك یعنی اگر حضرت عثمانؓ نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہین کیا تو تمھین دھوکا دیا اور روز بروز

[1] کلالت بالفتح …

مسائل فروعی و اعمال مین خلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا مگر اصول و عقائد دین مین کوئی اختلاف اُسوقت تک نہ تھا

اختلاف مذاہب کی بنا

جب مسائل اعتقادیہ مین کوئی سوال کسی مسلمان کو پیش آتا تو حضرت سرور عالم سے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے اصحاب سے حل کر لیتا جب یہ قرن گذر گئے تو عقائد مین بہت سی باتین پیدا ہونے لگین معبد جہنی اور غیلان دمشقی اور یونس اسواری نے قدر کا مسئلہ نکالا اور تمام افعال تقدیر الٰہی کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرنے لگے اور پھر وقتاً فوقتاً اہلِ اسلام مین اصول عقائد مین اختلاف پیدا ہوتا رہا اور خلفاے عباسیہ کے وقت سے فلاسفہ اور حکماے یونان کے اقوال بھی دین اسلام کی باتون مین مل گئے اور وجہ اِسکی یہ ہوئی کہ عبداللہ مامون بن ہارون الرشید خلیفۂ ہفتم عباسیۂ بغداد کو علوم قدیمہ کے ساتھ بہت فریفتگی تھی ملک روم مین کچھ لوگ بھیجکر کتب فلاسفہ کا ترجمہ زبان عربی مین کرایا۔ کچھ اوپر سنہ دو سو ہجری مین وہ علوم زبان عربی مین ترجمہ ہوکر اُس کے پاس آئے تب سے فلاسفہ کے اقوال لوگون مین پھیل گئے۔ تصور صحیح کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رد شبہات دہریہ ابتداے زمانۂ اسلام مین ہمارے نبی اور صحابہ اور تابعین کے اقوال سے بھی ہمکو ہوتا تھا اور آخر وہ اصطلاحات علم حکمت کے جو بمقابلے دہریون کے معارضے اور جوابات مین بولنے ضرور تھے اُن کے اقوال مقدسہ مین بھی وارد ہونے لگے اور اُن الفاظ کا زبان زد ہونا مجبوری تھا مگر کرنا ہی پڑا اور پھر بعد اُن حضرات کے علماے اسلام کو ضرورت زیادہ ہوئی کہ اُنھون نے فلسفہ حکماے قدیم کے ابطال کی غرض سے سیکھا اور اُسی فلسفے کے اصول کو رد کرکے شبہات دہری وغیرہ کو باطل کیا اور وہ سارے مباحث جمع ہوکر ایک علم ہوگیا اور اُسنے **علم کلام** نام پایا اگرچہ بعض لوگون کو توغل زیادہ بھی ہوا کہ اتنا اُنکو مجاز نہ تھا اور یہ غلطی اُستاد و معلم کی تھی خواہ آزادی و خودسری متعلم کی مگر تکمیل علم کلام کی اچھی ہوگئی اور شبہات دہری پادر ہوا انھین کے مجاہدات سے ہوگئے اگر وہ لوگ ایسا نکرتے تو دہریت کے پھیلنے مین جیسی آج کل بوجہ عدم توجہ علماے اسلام کے زور و شور پر ہے کچھ باقی رہتا کبھی نہ رہتا اور پھر ہرگز نہ رہتا اور کلام ایک ایسا علم ہے جسکی وجہ سے عقائد دینیہ کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنے اور نیز شبہات رفع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور اِس علم کے موضوع

کے بارے مین متقدمین ومتاخرین نے اختلاف کیا ہے متقدمین یہ کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع
اللہ پاک کی ذات وصفات ہین اِن مین سے بعض کی یہ راے ہے کہ موضوع موجود من حیث ہو
موجود ہے اور متاخرین کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اِس حیثیت سے کہ اُسکے ساتھ عقائد
دینیہ کا ثابت کرنا مقصود ہو اور تعلق عام ہے اِس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے[1] ابتدا رونق علم کلام کی خلفاے عباسیہ جیسے ہارون۔ مامون معتصم۔ واثق
اور متوکل کے ہاتھون سے ہوئی اور اُسکی انتہا صاحب بن عبادہ اور دیالمہ کی ایک جماعت پرہوئی
غرض کہ اہلِ علم صحابہ کے آثار پر چلتے تھے کہ حسن بصری نے ریاست علم مین شہرت حاصل کی
اور اُن کے شاگرد واصل نے ایک مسلۂ خاص مین سرِعام اُستاد کے ساتھ مخالفت کی حسن نے اُس سے
فرمایا اِعْتَزِلْ عَنَّا اِس لیے واصل نے اُن سے علیحدگی اختیار کی اور مستقلا اپنے لیے ایک مجلس قائم کی
اور ایک بڑا جتھا اُسکے متبعون کا ہوگیا اور وہ **معتزلہ** کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ خداے تعالی
کی صفات کا انکار کرتے تھے اسلیے سلف[2] اُنکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب **صفاتیہ**
رکھدیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی ثابت کرتے تھے جیسے علم۔ ارادہ۔ قدرت۔
حیات۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ جلال۔ اکرام۔ جود۔ انعام۔ عزت۔ عظمت۔ اور صفات ذات اور
صفات فعل مین فرق نہین کرتے تھے دونون کو مساوی سمجھتے تھے اسی طرح صفات خبریہ ثابت
کرتے تھے اور وہ یہ ہین ہاتھ پانون۔ مُنھ وغیرہ اِن مین تاویل بالکل نہین کرتے تھے۔
چونکہ یہ صفات اخبار مین وارد ہوئی ہین اس لیے اِنھین **صفات خبریہ** بولتے تھے پھر بعض
سلف اثبات صفات الٰہی مین تشبیہ کی حدمین داخل ہوگئے یعنی محدثات کی صفات کے ساتھ اِن
صفات کو مشابہ جاننے لگے بعض نے صرف اُن صفات پر اختصار کیا جنپر افعال دلالت کرتے ہین
اور بعض سلف صفات خبریہ مین مقتضاے لفظ کے مطابق تاویل کرنے لگے اور بعض نے تاویل
کرنے سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہماری عقل کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہین وہ بے مثل ہے
اور جو اِس قسم کے الفاظ قرآن وحدیث مین آئے ہین اُن کے مفہوم ہمکو معلوم نہین جو اُن سے
مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور نہ ہمکو یہ حکم ہے کہ اِن الفاظ کے معانی اور حقیقت سمجھنے
کی کوشش کرین بلکہ ہمکو تو اِس بات پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے۔

مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کا ظاہر پر جاری کرنا اور اُن کی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہین اور تاویل سے تعرض نکرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص مین مبتلا ہو گئے جو یہود کا طریق ہے اور یہ اعتقاد سلف کے خلاف تھا مگر بعض شیعہ نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو اُن کا یہ تھا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کے ساتھ تشبیہ دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دی مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے مقالات زیادہ شہرت پکڑ گئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چھوڑ کر معتزلہ سے مل گئے - اور اُن سلف مین سے جو تاویل و تشبیہ کی طرف متوجہ ہوے یہ ہین مالک بن انس - احمد بن حنبل - سفیان اور داؤد اصفہانی - یہانتک کہ عبداللہ بن سعید بن کُلّاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابو عبداللہ محاسبی کا دور شروع ہوا اگرچہ یہ بھی سلف کے طریق پر تھے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے لگے اور عقائد سلف کی تائید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پہونچ گئی اور عقلون کے تصرف اُس مین بڑھنے لگے بعض نے کتابین بنائین اور بعض درس و تدریس مین مشغول رہے - پھر ایک جماعت معتزلۂ متوسطہ کی ظاہر ہوئی جیسے ضرار بن عمر اور حفص فرد اور حسین نجار اور اُن کے متاخرین نے جیسے ابو علی جبائی اور اُس کا بیٹا ابو ہاشم اور قاضی عبدالجبار اور ابو الحسین بصری ہین اپنے اصحاب کے طریقون کا خلاصہ کیا اور چند مسائل مین اُن سے متفرد ہو گئے اور اپنے شیوخ کا خلاف کیا اور مذہب اعتزال کی تائید مین بہت سی تصنیفین بطریق جدلیہ کر ڈالین ایک خلائق اُن کی راے کے تابع ہو گئی آخر ائمہ اہلِ سنت نے اُن کے مذہب سے انکار کیا اور علم کلام کی مذمت بیان کی اور جو شخص ان کے مذہب کو پسند کرتا اُس کو چھوڑ دیتے - ربیع نے امام یافعی سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی اپنی کتابون کے دینے کی کسی کے لیے وصیت کرے تو اُس وصیت مین کتب کلام داخل ہونگی اِس لیے کہ کلام کوئی علم نہین اور امام یافعی نے کہا ہے کہ اہلِ بدع و اہوا کی شہادت ناجائز ہے اور مراد اِس سے علماے کلام ہین اور امام احمد نے علماے کلام کو زنادقہ کہا ہے اور زندیق اُسے کہتے ہین جو روز آخرت اور وحدانیت خالق پر ایمان نہ لایا ہو لیکن معتزلہ کے مذہب کو قوت اور اُن کے متبعون کی کثرت ہوتی رہی یہانتک کہ ابو علی محمد بن عبدالوہاب جبائی معتزلی اور اُس کے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کے درمیان ایک بار اِس مسئلے مین کہ جو چیز بندے کے حق مین اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے مناظرہ

و مباحثہ ہوگیا اور جب اُس مباحثے مین جبائی لاجواب ہوگیا تو اشعری اور جبائی مین علیحدگی ہوگئی اور اشعری
نے اپنے لیے ایک علیحدہ مجلس مقرر کی سند تعلیم و تعلم پر بیٹھ گئے اور بہت لوگ اُن کی اتباع کرنے لگے
اور اب صفاتیہ **اشعریہ** کہلانے لگے۔ اشعری مذہب اعتزال کو چھوڑ کر اِن دو بزرگون کے طریق پر چلے
(۱) ابو محمد عبداللہ بن سعید المعروف بہ ابن کُلّاب جنکے متبع **کُلّابیہ** کہلاتے ہین (۲) حارث محاسبی۔
اشعری نے اِن ہی کے قوانین پر مسائل صفات و قدر مین کلام کیا اور مذہب سلف کی تائید قاعدہٗ
کلامیہ پر کی اور اشعری نے فاعل مختار کا قائل ہوکر ان باتون کا رد کیا کہ ہر چیز مین حسن و قبح عقل کی
طرف سے ہے حکم شرع کو اِس مین دخل نہین اور جو چیز بندے کے لیے بہتر ہے وہ اللہ پر واجب ہے
اور یہ بات ثابت کی کہ ورود شرع سے قبل اشیا کا حسن و قبح عقل نہین واجب کر سکتی کہ افعال
کی ذات کو حسن و قبح واجب نہین ہے ورنہ شرع مین نسخ جائز نہوتا اِس لیے کہ جو چیز
بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اُس مین اختلاف اور تخلف پیدا نہین ہوتا پس شرع نے جس کو اچھا کہا وہ اچھا
ہوا اور جس کو بُرا کہا وہ بُرا ہوا اور علوم گو عقل سے حاصل ہوتے ہین لیکن وجوب اُنکا عقل سے
نہین ہے اور نبوات جائزات عقلیہ اور واجبات سمعیہ سے ہین غرض مذہب اشعری کی حقیقت طریقہٗ
وسط پر چلنا ہے درمیان نفی صفات الٰہی کے جو مذہب اعتزال ہے اور درمیان اثبات صفات کے
جو مذہب اہل تجسم ہے جب اشعری نے اس بات پر مناظرہ کیا اور اپنے مذہب کی حجت بیان کی تو ایک
جماعت اُن کی طرف مائل ہوگئی اور اُن کی رائے پر اعتماد کیا گیا۔ اشاعرہ اور معتزلہ مین روز بروز سلسلہ
خصومت بڑھتا رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لئے براہین حکمیہ کو عقائد مین
داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر اُن سے استدلال کرنے لگے اس لیے معتزلہ کے مطالب کلامیہ
دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ سے خلط ملط ہوگئے اور رفتہ رفتہ یہانتک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے
مسائل کا مذاق اُن مین بڑھا کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ اشاعرہٗ معتزلہ کی وجہ سے براہین
فلسفیہ کو رد کرنے اور اُن کی مذمت بیان کرنے لگے قاضی ابوبکر باقلانی اور ابن فورک اور ابو اسحاق
اسفرائنی اور ابو اسحاق شیرازی اور غزالی اور عبدالکریم شہرستانی اور فخر رازی وغیرہ اس مذہب کے
مددگار ہوے اور مخالفین کے ساتھ مناظرے اور مجادلے سے پیش آئے اور اپنی مصنفات مین بہت سی
دلیلین بیان کین یہانتک کہ اشعری کا مذہب سنہ ۳۸۰ ہجری سے عراق مین پھیل گیا اور شام کی طرف

منتقل ہوا سلطان صلاح الدین یوسف مصر کے بادشاہ ہوے تو اُنھون نے سارے لوگون کو التزام عقائد اشعرہ پر آمادہ کیا اور اِس عقیدے کا اوقاف دیار مصرین ہونا شرط کیا جیسے مدرسہ ناصریہ و قمحیہ و خانقاہ سعید السعداء واقع قاہرہ چنانچہ یہی چال عقیدہ اشعری کی سارے ملک مصر اور ملک شام اور ملک حجاز اور ملک یمن اور زمین مغرب مین چلی گئی۔ ملک مغرب یعنی افریقہ مین اشعری کی راے کو ابو عبداللہ محمد بن تومرت شاگرد غزالی نے داخل کیا اور ایک عقیدہ بنا دیا جس کو عامہ نے یاد کر لیا یہانتک کہ اُسکے قائم مقامونکی تلوار کے زور سے یہ اعتقاد ان سب شہرون مین ایسا جاری ہوا کہ جو کوئی خلاف کرتا اُسکی گردن ماری جاتی یہان تک کہ سوا اسکے اور سب مذاہب مٹ گئے کوئی مذہب خلاف اشعری کے باقی نرہا مگر حنابلہ کا مذہب اپنی اُسی چال ڈھال سابق پر باقی رہا یہ تاویل صفات کے معتقد نہین۔

فرقون کی تقسیم

یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری اُمت تہتر فرقے ہوجائے گی ایک معجزہ ہے اِسلیے کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم وکاست ظہور مین آیا۔ ابن حزم نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ اہل اسلام کے پانچ فرقے ہین ایک **اہلِ سنت** دوسرے **معتزلہ** اور اِنھین مین قدریہ داخل ہین تیسرے **مرجیہ** اور اِنھین مین جہمیہ کرامیہ کا شمار ہے چوتھے **شیعہ** پانچوین **خوارج** انھین مین ازارقہ و اباضیہ ہین پھر ہر ایک فرقہ اِن مین سے کئی فرق ہوگیا۔ بڑا افتراق اہلِ سنت کا فتوے مین ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات مین فتوئی مین چار مذہب ہو گئے **حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی** اعتقادین مین گروہ ہو گئے **اشعری۔ ماتریدی۔ حنبلی**۔ رہے چار فرقے سواے اہلِ سنت کے سو اُن مین سے کسی کا خلاف اہلِ سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب **مرجیہ** کے فرقون مین اہل سنت سے قریب وہ ہین جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہین دل اور زبان دونون سے تصدیق و اقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض و شرائع اسلام ہین ایمان مین داخل نہین اور ان مین اہلِ سنت سے بعید دو فرقے ہین ایک اصحاب جہم بن صفوان جن کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مؤمن کفر و تثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی نہو تب بھی ایمان نہین جا سکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے دوسرے اصحاب محمد بن کرام جن کا

قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمۂ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہین پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اُس کا ایمان باطل نہین ہوسکتا جب تک زبانی اقرار باقی ہے اسی طرح اور باقی فرقون کا ذکر ہے۔ خبیۃ الاکوان مین لکھا ہے کہ **معتزلہ** مین اہلِ سنت سے قریب وہ ہین جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہین اور بعید اُن کے اصحاب ابوہذیل علاف ہین اور مذاہب **شیعہ** مین اہلِ سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہین جن کا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ مین شمار پاتا ہے اور اِن مین سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہے غلاۃ انکے سوا وہ سرے سے مسلمان ہی نہین بلکہ اہل ردت و شرک ہین اور قریب فرقہ **خوارج** مین اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہین اور بعید اُن کے ازارقہ ہین رہے بطیخیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن مین سے ہین اور اجماع کے مخالف ہین جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع امت کفار ہین انتہیٰ واضح رہے کہ ہمنے فرقون کے بیان مین شرح مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہمنے جہمیہ کو جبریہ مین اور کرامیہ کو قدریہ مین اور مریسیہ کو مرجیہ مین ذکر کیا ہے وعلی ہذا القیاس۔ صاحب اشعۃ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا تہتر فرقون پر حدیث سے ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے بیس فرقے ہین اور شیعہ بائیس اور خوارج بیس اور مرجیہ پندرہ اور نجاریہ تین اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہلِ سنت و جماعت کا اور غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ تہتر فرقون کی اصل یہ دس فرقے ہین اہل سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ اہلِ سنت کا ایک فرقہ ہے خوارج کے پندرہ فرقہ ہین شیعہ کے بتیس معتزلہ کے چھ مرجیہ کے بارہ جہمیہ ضراریہ۔ نجاریہ۔ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے مشبہ کے تین فرقے ہین کل تہتر فرقے ہو گئے اور مکحول نے اِن تہتر فرقون کے اصول سوائے اہلِ سنت و جماعت کے چھ فرقے قرار دئے ہین جنکے یہ نام ہین جہمیہ قدریہ شیعہ۔ حروریہ۔ مرجیہ۔ جبریہ۔ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہین اِس حساب سے بہتر فرقے ہو گئے۔ اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ مین سب فرقون کے اصول چھ ہی فرقے قرار دئے ہین اور یہ نام لکھے ہین۔ جبریہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ معطلہ۔ مشبہ۔ اور شیخ ابوالحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دئے ہین شیعہ۔ خوارج۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ حسنیہ۔ بکریہ۔ مجسمہ۔ اور امام فخرالاسلام نے بزدوی الکلام مین اُن کی چھ قسمین اِن نامون کے ساتھ مقرر کی ہین شیعہ نجاریہ۔ قدریہ۔ جبریہ۔ مرجیہ۔ مجسمہ۔ اور محمود الغزالی نے

اپنے رسالے مین اور ابن السراج نے تذکرۃ المذاہب مین اور محمد صالح بن محمد شریف خیرآبادی نے مؤید الافاضل مین تمام فرقون کے اصول یہی چھ فرقے ذکر کیئے ہین مگر انھون نے بجاے مجسمہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے اور مؤلف مجر المذاہب نے بھی ان کے مطابق بیان کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کیے ہین مگر یہ قلمی نسخے ایسے لکھے ہوے ہین کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے سے مطابق نہین بلکہ صحیح بھی نہین پڑھے جاتے اور چونکہ نہ اُنکی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اس لئے اور مشتبہ ہوگئے ہین۔ اور یہ خرابی اُن کاتبون کی وجہ سے زیادہ پڑگئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہین تفصیل اِن فرقون کی اِس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ۔ ابدیہ۔ شیعیہ[۱]۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ۔ عباسیہ۔ امامیہ۔ ناکسیہ۔ متناسخیہ۔ لاعنیہ[۲]۔ راجعیہ[۳]۔ متراضیہ[۴]۔

خوارج

ازرقیہ۔ اباضیہ۔ ثعلبیہ۔ خازمیہ[۵]۔ خلفیہ[۶]۔ کرزیہ[۷]۔ کنزیہ۔ معتزلیہ۔ میمونیہ محکمیہ۔ اخنسیہ[۸]۔ شمراخیہ

جبریہ

مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیئیہ[۹]۔ مفروغیہ۔ نجاریہ۔ میثمیہ۔ کسلیہ[۱۰]۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوفیہ[۱۱]۔ فکریہ۔ حسبیہ[۱۲]۔

قدریہ

احمدیہ[۱۳]۔ ثنویہ۔ کیسانیہ۔ شیطانیہ۔ شریکیہ۔ وہمیہ۔ ابدیہ[۱۴]۔ ناکثیہ[۱۵]۔ بتریہ[۱۶] قاسطیہ۔ نظامیہ[۱۷]۔ منزلیہ[۱۸]۔

---

[۱] تذکرہ مین یون ہی ہے اور خبیئۃ الاکوان مین شاعیہ ہے ۱۲
[۲] تذکرۃ المذاہب مین یون ہی ہے خبیئۃ الاکوان ... اور بحر المذاہب مین لاغیہ ہے ۱۲
[۳] تذکرۃ المذاہب ... مین یون ہی ہے خبیئۃ الاکوان مین رجعیہ ہے ۱۲
[۴] تذکرے کا یہی نسخہ ہے اور بحر مین علم ... کا ماخذ ہے
[۵] تذکرۃ المذاہب مین یون ہی ... اور خبیئۃ الاکوان مین ... ہے ۱۲
[۶] تذکرۃ المذاہب مین خلفیہ ہے اور مؤید مین ... ہے ۱۲
[۷] ... اور صحیح حازمیہ ہے ۱۲
[۸] تذکرے مین یون ہی ہے اور مؤید مین اخنسیہ ہے ۱۲
[۹] تذکرے مین یون ہی ہے اور خبیئۃ مین ... ہے ۱۲
[۱۷] تذکرے مین یون ہی ہے اور مؤید مین بطانیہ ہے ۱۲ [۱۸] تذکرے مین یون ہی ہے اور مؤید مین ... ہے ۱۲

جہمیہ

معطلہ- مرابصیہ- متراقیہ- واردیہ- حرقیہ- مخلوقیہ- غیریہ- فانیہ- زنادقیہ-
لفظیہ- قبریہ- واقفیہ-

مرجیہ

تارکیہ- مشاغیہ- راجیہ- شاکیہ- تہمیہ- علمیہ- منقوصیہ- مستثنیہ- اشریہ- بدعیہ
مشبہ- حشویہ- تموید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین لکھا ہے کہ انکے علاوہ سات فرقے
اور ہین دہریہ- صائمیہ- اباحیہ- باطنیہ- براہیمیہ- اشعریہ- کرامیہ-
صاحب مواقف نے کہا ہے کہ فقہاے اسلام کے اصول یہ آٹھ فرقے ہین- معتزلہ- شیعہ- خوارج
مرجیہ- نجاریہ- جبریہ- مشبہہ- اہل سنت وجماعت- اور تفصیل ان کی یون ہے معتزلہ کے بیس فرقے ہین
واصلیہ- عمریہ- ہذیلیہ- نظامیہ- اسواریہ- اسکافیہ- جعفریہ- بشریہ- مزداریہ- ہشامیہ-
حائطیہ- حدثیہ- صالحیہ- معمریہ- ثمامیہ- خیاطیہ- جاحظیہ- کعبیہ- جبائیہ- بہشمیہ- اور شیعہ
بائیس فرقے ہین- جن مین سے یہ اٹھارہ غلاۃ کہلاتے ہین- سبائیہ- کاملیہ- مغیریہ- بنانیہ- جناحیہ
منصوریہ- خطابیہ- غرابیہ- ذمیہ- حکمیہ- سالمیہ- زراریہ- نعمانیہ- یونسیہ- رزامیہ- مفوضہ- نصیریہ
اسماعیلیہ- جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہین- باقی چار فرقے یہ ہین- جارودیہ- سلیمانیہ- بتریہ-
یہ تینون زیدیہ ہین اور امامیہ جنھین اثنا عشری بھی کہتے ہین- اور خوارج بیس فرقے ہین- محکمہ-
بیہسیہ- ازارقہ- نجدات- اصفریہ- اباضیہ- میمونیہ- حمزیہ- شعیبیہ- حازمیہ- خلفیہ- اطرافیہ-
معلومیہ- مجہولیہ- صلتیہ- ثعالبہ- یہ دسون عجاردہ کہلاتے ہین- اخنسیہ- معبدیہ- شیبانیہ- مکرمیہ-
یہ چارون فرقے ثعالبہ کی شاخ ہین اور مرجیہ کے پانچ فرقے ہین- یونسیہ- عبیدیہ- غسانیہ- ثوبانیہ-
تومنیہ- اور نجاریہ کے تین فرقے ہین- برغوثیہ- زعفرانیہ- مستدرکہ- اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ

اور اہل سنت وجماعت ہے۔ جہمیہ۔ جبریہ۔ ہین اور کرامیہ وحشویہ مشبہ ہین اور اِن فرقون ہین بعض قدریہ بھی ہین۔ یہ تہتّر فرقے جو مشہور ہین اِن مین بھی کئی فرقے مثل شاخون کے ظاہر ہوے ہین جو شخص جس فرقے کا کام کریگا اُس ہین شمار پائیگا اور اِن شاخون کی وجہ سے شمار فرقونکا تہتّر سے بڑھ گیا ہے میر سید شریف نے تعریفات ہین لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ اہلِ سنت کا سا نہین۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اہل ہوئے ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت کے ہے تاویل فاسد کے ساتھ وہ اہل ہوئی ہے مُعَرّب مین ہے کہ اہل ہوے وہ لوگ ہین جو طریقۂ اہل سنت وجماعت سے کجروی کرین اور اہلِ قبلہ ہون یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہون صاحب تعریفات کہتے ہین کہ اہل ہوائے جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور مشبہ ہین اور ان ہین سے ہر ایک کے بارہ فرقہ ہین اِس صورت مین تہتّر فرقے ہو گئے مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اِس لیے کہ اِسی قدر فرقون ہین اہلِ اسلام کے فرقون کا حصر نہین ہے تہتّر سے بہت زیادہ تعداد ہو گئی ہے اور آنحضرت نے جو تہتّر کا عدد فرمایا ہے وہ غالبًا انحصار کے لیے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے۔

اب غور کرو کہ عامۂ مصنفین نے انحصار بڑے بڑے گروہ اسلام کا نو فرقون ہین کیا ہے اہلِ سنت وجماعت۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہہ۔

فرقۂ اہلِ سنت وجماعت

اِن مین بھی اختلاف پیدا ہو کر کئی فرقے اور مذہب ہو گئے ہین چوتھی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تھی یہانتک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اعلیٰ اسلام کی برباد ہو گئی تو لوگون کی راے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اِس لیے کہ یہ مذاہب اور مذاہب کی بہ نسبت کسی قدر مدون ہو چکے تھے مگر ابھی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تھا بلکہ عوام کے لیے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تھے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تھے بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پھیلتے پھیلتے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پھیل گئے اور ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی اور بعض اہلِ تحقیق جو تقلید کے محتاج نہ تھے وہ خاص اِس ضرورت سے تقلید مین پڑ گئے کہ عامۂ خلق اُن سے منحرف نہو جائے اور بُرا نہ جاننے لگے اور پھر بھی بعض ایک

مذہب پر چلنا نہ اپنے لیے پسند کرتے تھے اور نہ اپنے فتووں پر اور لوگون کے پابند ہونے کی خواہش رکھتے تھے **اہل سنت** عموماً اِن مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ جیسے مذاہب سفیان ثوری اور داوٗد ظاہری کو بھی شامل ہے اہل سنت کا انحصار انھین چار گروہ مین نہین ہے ان مین سے سفیان ثوری کا مذہب اُن کے سلوک مین چھپ گیا ہے ۔ تاج المکلل مین لکھا ہے کہ فرج بن برقوق جرکسی نے جس کا لقب ناصر ہے اور [51] سنہ ہجری مین پیدا ہوا تھا چارون مصلّے بیت الحرام مین قائم کئے ہین ۔ اور مجتہد ان مذاہب اربعہ مین سے ۔

ایک امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہین

[80] سنہ ہجری مین پیدا ہوے نعمان نام تھا ابو حنیفہ کنیت امام اعظم لقب مگر یہ کنیت حقیقی نہین ہے امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا یہ کنیت وصفی معنے کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفہ قرآن مین خدا نے مسلمانون سے خطاب کر کے کہا ہے واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی تابع ہو جاوٗ دین ابراہیم کے جو مستقیم تھا امام نے اِس نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار کی اور دو بار اُن کو عہدہ [52] قضا اختیار کرنے کی تکلیف دی گئی جو کہ شرائط موجود نہ تھین اِس لیے اُنھون نے قبول نہ کیا اول بار کوفے مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو مروان حمار کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا اُنکو اِس عہدے کے اختیار کرنے کے لیے کہا اور انکار کرنے پر اُن کے سو کوڑے اِس طرح لگوائے کہ دس کوڑے روز دس دن تک لگوائے گئے جب امام موصوف کو کمال ایذا پہونچنے لگی تو فقہا نے اُن کو مشورہ دیا کہ دفع الوقتی کے لیے آپ کوئی کام قبول کر لیجیے امام موصوف نے مجبور ہو کر یہ خدمت چاہی کہ گھاس کے جتنے بوجھ اُس کی سرکار مین آتے اُسکا حساب درست کرتے یزید نے اِس خدمت کے قبول کر لینے کے بعد اُنھین چھوڑ دیا [54] اور دوسری بار بغداد مین منصور دوانقی خلیفہ بغداد نے اُن کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام نے انکار کیا تو تیس [55] کوڑے لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ سو کوڑے [56] لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ دس کوڑے لگوائے جاتے تھے [57] اور قید کر دیا وہ [146] سنہ ہجری مین قید ہوئے تھے اور شہر پناہ بغداد کی تیاری کے لئے جتنی اینٹین آتین اُن کا حساب درست کرنے کا کام اُن سے کرایا گیا آخر قید خانے مین زہر دیے گئے اور ماہ رجب [150] سنہ ہجری مین اُنھون نے وفات پائی قبل از دفن

چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیون کا مجمع تھا دفن کے بعد بیس دن تک لوگ جنازے کی نماز پڑھتے رہے بغداد مین مقبرۂ خیزران کے باب الطاق مین دفن ہوے امام شافعی جب بغداد مین آتے تھے اور صبح کی نماز امام کی قبر کے پاس پڑھتے تھے تو ادب کے لحاظ سے قنوت چھوڑ دیتے تھے اور بسم اللہ کو بہت آہستہ کہتے تھے ثابت مہرگان کے دن حضرت علیؑ کی خدمت مین فالودہ لے گئے تھے اُنھون نے ثابت کے حق مین دعا کی تھی دعا کی برکت سے اُن مین اور اُن کی اولاد مین علم پیدا ہوا ثابت کے باپ کا نام زوطیٰ ہے اور زوطا دراصل کابل کا یا بابل کا یا انبار کا رہنے والا تھا غلامی کا طوق اُس کی گردن مین پڑ گیا تھا اور قبیلۂ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید کیا تھا پھر زوطا آزاد بھی ہوگیا تھا اس لیے امام کا خاندان بنی تیم اللہ کا آزاد غلام کہلاتا ہے ثابت زوطا کی حالت اسلام مین پیدا ہوئے تھے مگر خطیب مورخ بغداد نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ ہم کبھی کسی کی غلامی مین نہین آئے اور بعضون نے امام ابو حنیفہ کا نسب یون بیان کیا ہے کہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو مطیع نے اُن کو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسلۂ نسب یون بتایا ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحییٰ بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور حافظ ابو اسحاق نے شجرۂ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن بہرام امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رسالہ منسوب ہے اِس کی روایت ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی نے امام سے کی ہے۔ ضوء الاکثر مین مرقوم ہے کہ امام صاحب نے فقہ اکبر کو حالت حیات مین اور وصیت کو وقت وفات کے تصنیف کیا تھا انتہیٰ مگر تحقیق یہ ہے کہ فقہ اکبر کو امام نے خود تصنیف نہین کیا ہے بلکہ ابو مطیع نے اپنی مرویات کو جمع کیا ہے اِسکو امام کی تصنیف اِس وجہ سے کہتے ہین کہ ابو مطیع نے مرویات امام اعظم کو اس مین جمع کیا ہے اور ایک مسند بھی اُنکی طرف منسوب ہے جو قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ سنہ ۶۷۲ ہجری مین اُسکو رواج دیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علماے سابق نے مرتب کی تھین اِس مسند مین جمع کر دیا ہے چنانچہ خود خطبے مین اِس بات کی تصریح کی ہے اُن مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین ابتک متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن محمد بن خسرو کی۔ کہتے ہین کہ امام صاحب کی تین کتابین تصنیف ہین باقی زبانی منقول ہین ایک کتاب العالم والمتعلم

دوسری کتاب الرسالۃ کہ ابوعثمان لبتی کو بھیجی تھی تیسری فقہ اکبر کہ آپ کے شاگرد ابو مطیع نے روایت کی ہے اور بعض کہتے ہین کہ کتاب مقصود صرف ہین بھی لکھی ہے۔

دارقطنی نے امام ابوحنیفہ پر نہایت ناانصفی سے جرح کی ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث مین نہایت ضعیف تھے اور یہ نہایت شناعت ہے جو ایسے امام متقی عابد و زاہد کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ لوگ اُن کا ضعیف الحدیث ہونا کسی دلیل سے ثابت نکر سکے کبھی یہ کہدیتے ہین کہ اُن کو فقہ مین نہایت اشتغال تھا اس لیے حدیث مین ضعیف رہے مگر یہ کتنی کمزور دلیل ہے۔ اِس لیے کہ جو شخص اعلیٰ درجے کا فقیہ ہوگا وہ اخذ حدیث مین بھی دوسرون سے کامل ہوگا۔ عبداللہ بن مبارک جو امام کے مشہور شاگرد ہین وہ بیروت مین فن حدیث کے امام اوزاعی سے ملے تو اوزاعی نے پہلی ہی ملاقات مین اُن سے پوچھا کہ کوفے مین ابوحنیفہ کون شخص پیدا ہوا ہے جو دین مین نئی باتین نکالتا ہے اُنھون نے کچھ جواب ندیا اور گھر چلے آئے دو تین دن کے بعد پھر گئے تو کچھ اجزا ساتھ لیتے گئے اوزاعی نے انکے ہاتھ سے وہ اجزا لے لیے سرنامہ پر لکھا تھا قال نعمان بن ثابت اوزاعی دیر تک غور سے دیکھا کیے پھر عبداللہ سے پوچھا نعمان کون بزرگ ہین اُنھون نے کہا کہ عراق مین ایک شخص ہین جنکی صحبت مین مین رہا ہون فرمایا بڑے پائے کا آدمی ہے عبداللہ نے عرض کیا وہی ابوحنیفہ ہین جنکو آپ مبتدع بتاتے تھے اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔ حج کی تقریب سے اوزاعی مکے کو گئے تو امام ابوحنیفہ سے ملاقات ہوئی اُنھین مسائل کا ذکر آیا اتفاق سے عبداللہ بن مبارک بھی موجود تھے اُن کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اِس خوبی سے تقریر کی کہ اوزاعی حیران رہگئے اور اُن کے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ اِس شخص کے کمال نے اِس کو لوگون کا محسود بنایا ہے بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مین افسوس کرتا ہون۔

حافظ عبدالبر کا یہ کلام ایسا ہے جسے آب زر سے لکھنا چاہیے دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ لوگ اکابر کے پیچھے پڑجاتے ہین اور قسم قسم کے معائب اُن کی طرف منسوب کرتے ہین ایسے لوگون کی زبان سے انبیا بھی محفوظ نہ ہے چونکہ امام اپنے زمانے مین آپ اپنی نظیر تھے لوگون نے آپ کے معائب مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھی بلکہ اِس زمانے تک جو چل رہا ہے یہ سلسلہ جاری ہے مگر جس قدر لوگون نے امام کے مطاعن مین جد و جہد کی اُن کی سعی مشکور نہوئی ہر زمانے مین عیب جو یون پر مدح

کرنے والون کو غلبہ ہوتا رہا یہانتک کہ امام کا مذہب ملک ملک اِس قدر شایع ہوا کہ کسی دوسرے کا مذہب اُسکے ہم پایہ نہین ہوسکتا۔ اگر یہ کہا جاے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے امام صاحب سے روایت نہین کی دو ایک روایتین مستثنیٰ ہین تو اِس الزام مین اور ائمہ بھی اُن کے شریک ہین امام شافعی جنکو بڑے بڑے محدثین نے حدیث و روایت کا مخزن تسلیم کیا ہے اُنکی سند سے صحیحین مین ایک بھی روایت نہین کبھی یون کہدیتے ہین کہ وہ ائمہ حدیث سے نہین ملنے پائے تھے جو کچھ اُنھون نے حاصل کیا ہے حماد سے حاصل کیا ہے جو شاگرد ہین ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی نے علقمہ سے اور اُنھون نے عبداللہ بن مسعود صحابی سے حاصل کیا ہے اور یہ قول بھی باطل ہے اِس لیے کہ اُنھون نے بہت سے ائمہ سے روایت کی ہے جیسے امام محمد باقر اور اعمش وغیرہ حالانکہ حماد کا وہ پایہ ہے کہ صرف اُن سے حاصل کرنا دوسرون سے روایت کرنے سے بے پروا کرتا ہے ابوحفص کبیر نے دعوی کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کم از کم چار ہزار شخصون سے حدیثین روایت کین لیکن انصاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ دعویٰ محدثانہ اصول پر ثابت نہین ہوسکتا البتہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امام نے ایک گروہ کثیر سے روایت کی ہے اور اِسکا خود محدثین کو اعتراف ہے علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین جہان اُن کے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین آخر مین لکھدیا ہے وخلقٌ کثیرٌ بعض نے کہا ہے کہ اُنھون نے بارہ سو ائمہ سے روایت کی ہے حافظ ابوالمحاسن شافعی نے تین سو انیس شخصون کے نام بقید نسب لکھے ہین لیکن چونکہ اُنکی فہرست زیادہ تر فقہاے حنفیہ سے ماخوذ ہے ممکن ہے کہ محدثین کو کلیۃً اُس سے اتفاق نہو۔ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین یون جواب دیا ہے کہ زیادہ استادون سے اُن کا حاصل نہ کرنا اُن کے ورع و تقوے اور کمال علم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ زیادہ استاد ہوتے تو زیادہ حقوق ثابت ہوجاتے امام نے بہت سے حقوق کے ایفا کی قدرت اپنے مین نپاکر زیادہ استاد نہ بناے یہ جواب نہایت نامناسب اور لغو ہے فقہاے حنفیہ امام کی روایت بہت سے صحابہ سے بھی ثابت کرتے ہین اگرچہ اہلِ حدیث کے طریقے مین وہ ثابت نہین ہے مگر محققین کا اسپر اتفاق ہے کہ امام نے چار صحابیون کو پایا ہے اور اس قول سے اکثر اہلِ حدیث نے بھی اتفاق کیا ہے ایک اُن مین سے انس بن مالک ہین بصرے مین دوسرے عبداللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہین کوفے مین تیسرے سہل بن سعید ساعدی ہین مدینے مین اور

چوتھے ابو الطفیل عامر بن واصلہ مکے مین ہین ابن حجر نے کہا ہے کہ امام نے ابن ابی اوفی سے ایک حدیث روایت کی ہے اور تاریخ بغداد مین خطیب نے بیان کیا ہے کہ امام نے انس بن مالک رض کو دیکھا ہے اور ابن حجر نے کہا ہے کہ امام کا انس کو دیکھنا صحیح ہے جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام نے انس کو دیکھا ہے اور وہ گیارہ یا تیرہ برس کے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ امام فرماتے ہین کہ مین نے انس کو کئی بار دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب کرتے تھے اور کئی طریقون سے آیا ہے کہ امام نے اُن سے تین حدیثین روایت کین اور بعض لوگون نے جو نفی کی ہے تو وہ اثبات کی معارض نہین ہوسکتی اِس وجہ سے اثبات ایسے محل مین باتفاق علما نفی پر مقدم ہے عبداللہ بن ابی اوفی کے وقت مین امام چھ یا سات برس کے تھے اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جب لڑکے مین تمیز کی قوت آجاے سماع صحیح ہے گو پنج سالہ کیون نہو ابن حجر اپنی مختصر مین کہتے ہین کہ پانچ برس کا سن سماع حدیث مین معتبر ہے لہذا اسماعیل بخاری نے محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کے سن کی قبول کی ہے اور سہل بن ساعدی کے عہد مین امام آٹھ یا گیارہ برس کے تھے اور امام نے پہلا حج سنہ چھیانوے ہجری مین سولہ برس کی عمر مین کیا ہے ابو طفیل عامر بن واصلہ جن کا انتقال سنہ ۱۰۲ ہجری کو ہوا اُس وقت مکے مین موجود تھے پس امام کا ابو طفیل سے کہ جہان مین ایک صحابی اُسوقت باقی تھے نہ ملنا مستبعد ہے

اور کبھی یون کہتے ہین کہ وہ راے اور قیاس سے بہ نسبت حدیث کے زیادہ کام رکھتے تھے اور حدیث کو چھوڑ کر راے پر چلتے تھے یہانتک کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مین ایک باب امام پر رد کے لیے باندھا ہے اور سرخی اُسکی باب الرد علی ابی حنیفۃ مقرر کی ہے اور یہ نہایت بے انصافی کی بات ہے کیونکہ امام نے کبھی قیاس کے مقابلے مین کسی حدیث کو ترک نہین کیا عقود الجمان کے سولھوین باب مین لکھا ہے کہ ایک بار امام باقر رض نے امام ابو حنیفہ رح سے فرمایا کہ تم قیاس کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثون سے مخالفت کرتے ہو انھون نے نہایت ادب سے کہا عیاذاً باللہ حدیث کی کون مخالفت کرسکتا ہے فرمایئے کہ مرد ضعیف ہے یا عورت امام باقر نے فرمایا کہ عورت ابو حنیفہ نے کہا کہ وراثت مین مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا امام باقر رح نے فرمایا کہ مرد کا امام ابو حنیفہ نے کہا اگر مین قیاس لگاتا تو فتوے دیتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بنا پر زیادہ ملنا چاہیے پھر ابو حنیفہ نے پوچھا کہ نماز افضل ہے یا روزہ امام باقر نے

فرمایا کہ نماز ابو حنیفہ نے کہا کہ اِس اعتبار سے حائضہ پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہیئے نہ روزے کی حالانکہ مین روزے ہی کی قضا کا فتوی دیتا ہون امام باقرؑ اِس قدر خوش ہوے کہ اُٹھکر اُن سے معانقہ اور مصافحہ کرکے عذر کیا اور کہا کہ مخالفین عناد سے تمھین متہم کرتے ہین۔
امام جعفرؑ نے بہ سند متصل روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ہم اخذ کرتے ہین اول کتاب اللہ سے پھر سنت رسول ؐ سے پھر قضایاے صحابہ سے اور ہم اُسپر عمل کرتے ہین جسپر صحابہ کا اتفاق ہوتا ہے اور جس مین صحابہ کا اختلاف ہوتا ہے اُسکو اور مسئلے پر قیاس کرتے ہین اور بیہقی نے مدخل مین بہ سند صحیح امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ بن مبارک قال سمعت اباحنیفۃ یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلے الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم نختارُ من قولہم واذا جاء من التابعین زاحمنا ہم یعنی جسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول آئے تو وہ سر آنکھو نپر ہے اور جسوقت صحابہ سے آئے تو اسمین سے ہم اختیار کرتے ہین یعنی خاص صحابہ کے اقوال مین سے جس کا قول صواب معلوم ہوتا ہے اُس کو اختیار کرتے ہین اور جس وقت تابعین سے آیا ہووے تو ہم اُس کی مزاحمت کرتے ہین یعنی اُس مین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل دیتے ہین۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ تابعین کے قول مین کس طرح مزاحمت نکرتے کیونکہ وہ خود بھی تابعین مین سے ہین۔ علامہ کفوی فرماتے ہین کہ اگرچہ بعض محدثین امام کے تابعی ہونے کو نہین مانتے لیکن اُنکے تابعی ہونے مین کوئی شبہہ نہین۔ خوارزمی نے مسند ابو حنیفہ مین لکھا ہے کہ امام کا اصحاب سے روایت کرنا علما کے نزدیک متفق ہے مگر اعداد اصحاب مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ سات مرد اور ایک عورت اور بعض نے کم و بیش ذکر کیے ہین۔ منکرین کہتے ہین کہ اُن کے زمانہ مین چار اصحاب ضرور تھے لیکن ملاقات اور روایات ثابت نہین مگر یہ اُنکا محض تعصب اور عناد ہے۔ اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جسنے صحابہ کو دیکھا ہے اگرچہ صحبت نہو۔ روضۃ العلما مین مذکور ہے کہ امام نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ترک کرو میرا قول بمقابلۂ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا اذا صح الحدیث فہو مذہبی یعنی جب حدیث صحیح ہو جاے تو وہی میرا مذہب ہے صراط مستقیم مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب متفق ہین کہ حدیث گو اسناد اُسکی ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد سے

اولی ومقدم ہے۔ میزان شعرانی مین ہے وما طعن احد فی قول من اقوالھم الا بجھلہ اما من حیث دلیلہ واما من حیث دقۃ مدارکہ علیہ لاسیما الامام الاعظم ابو حنیفۃ الذی اجمع السلف والخلف علی ورعہ وعبادتہ ودقۃ مدارکہ واستنباط وحاشاہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لا شھد لہ ظاھر کتاب ولا سنۃ یعنی کسی شخص نے کسی مجتہد کے قول مین طعن نہین کیا مگر بوجہ اپنی جہالت کے کہ یا تو اُس کے قول کی دلیل اُسکی سمجھ مین نہ آئی یا اُسکی باریکی سے اُسکا ذہن قاصر رہا خصوصًا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی قول پر جو کسی نے اعتراض کیا ہے اُسکا یہی سبب ہے جنکے علم وورع اور عبادت اور دقت نظر اور استنباطات پر سلف وخلف کا اجماع ہے اور سب اس بات کو مانتے ہین کہ امام موصوف دین خدا مین رائے کے ساتھ ایسی بات کہنے سے بچے ہین جس کا ثبوت کتاب سنت سے نہوتا ہو بعض لوگ کہتے ہین کہ امام نے احادیث صحیحہ کی صریح مخالفت کی ہے چونکہ یہ باب نہایت وسیع ہے اس لیے چند قواعد اجمالی ذکر کیے جاتے ہین متقدمین مین سے سفیان ثوری کو اور اُن کے بعد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی وشیخ بخاری کو یہ گمان ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن لوگون نے امام کے قواعد واصول پر غور وخوض نہ کیا اگر غور کرتے تو ظن غالب ہے کہ اُن کو اس قسم کی بدگمانی نہوتی امام کے بعض قواعد سے یہ ہے کہ خبر واحد ایسے وقت قبول نہین کی جاتی کہ جب وہ مخالف اصول مجمع علیہا کے ہو پھر اس وقت قیاس خبر واحد پر مقدم ہوگا خبر واحد کے قبول نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیث پر مطلع نہوے یا اُنکے نزدیک اُس حدیث کی صحت نہ پائی گئی یا اُس حدیث کی روایت بعض غیر فقیہ سے پائی گئی یا راوی نے اپنی روایت کے خلاف کام کیا جس سے اُس حدیث کا نسخ وغیرہ ظاہر ہوتا ہے یا عموم بلوے پایا گیا یعنی وہ ایسا امر ہو جسکے علم کی ہر شخص کو احتیاج ہو مگر اس امر مین صرف ایک شخص نے روایت کی پھر اس قسم کی روایت قابل قدح ہوگی یا وہ حدیث حد یا کفارے مین وارد ہوئی جو شبہہ سے ساقط ہو جاتے ہین اور احتمال خطاے راوی منفرد کا شبہہ ہے یا قیاس جلی کے مخالف ہے یا اُس قیاس کے جسکو دوسری حدیث سے قوت پہونچی ہو یا بعض سلف نے اُس مین طعن کیا ہو یا صحابہ نے آپس مین ایک مسئلے مین اختلاف کیا جسمین خبر واحد وارد ہے

اور کسی نے اُس سے احتجاج نکیا پس احتجاج سے اعراض کرنا یہ دلیل نسخ یا عدم اعتماد کی ہے یا وہ حدیث ظاہر عموم قرآن کے مخالف ہو اِس لئے کہ امام اعظمؒ عموم قرآن کی تخصیص یا تنسیخ خبر واحد سے جائز نہین سمجھتے اِس لیے کہ خبر واحد ظنی ہے اور وہ یقینی اور تقدیم دو دلیلون مین سے اُس دلیل کی واجب ہے جو اقوی ہے یا وہ سنت مشہورہ کے مخالف ہو اِس لیے کہ خبر مشہور خبر آحاد سے قوی ہوتی ہے یا وہ زائد علی القرآن ہو اِس سے معلوم ہو گیا کہ امام خبر آحاد کو بدون حجت کے ترک نہین کرتے بلکہ ایسی دلیل سے ترک کرتے ہین جو اُنکے نزدیک قوی اور واضح ہوتی ہے تمام حنفیہ کا اسپر اجماع ہے کہ مذہب حنفی مین ضعیف حدیث رائے سے اولیٰ ہے اِسی وجہ سے احادیث مرسلہ پر عمل کرتے ہین اور قیاس کو چھوڑ دیتے ہین۔ محققین کہتے ہین کہ حدیث پر عمل نہین ہو سکتا جب تک رائے کا استعمال نکیا جاے اِس لئے کہ رائے سے اُس کے معنے کا ادراک کیا جاتا ہے جو مدار احکام ہین بعض محدثین اِس اصول کے ترک سے بہت بڑی غلطی مین پڑ گئے اور اُنھون نے یہ کہا کہ اگر ایک بکری کا دودھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی بیین تو ان دونون مین حرمت رضاعت ہو جاتی ہے۔ ہان رائے محض قابل عمل نہین۔

امام نے اول فقہ کو مرتب کیا اور سب سے پہلے کتاب فرائض و کتاب شروط مرتب کی۔ درمختار مین امام ابو حنیفہؒ کے جہان اور اوصاف لکھے ہین اُن مین یہ بھی لکھا ہے یحکم بمذہبہ عیسےٰ علیہ السلام یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق عیسیٰ علیہ السلام حکم کرینگے اور حلبی محشی نے اِس کا مطلب یون بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اُنکا اجتہاد امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنا ہر گز لائق نہین ہے ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابو حنیفہؒ مجتہد ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی ثواب کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کے صاحبین نے اکثر مین و ثلث احکام سے اُنکا خلاف کیا ہی پس جو شخص معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اُس شخص کی تقلید کیونکر کرے جس کی صفت مخطی و مصیب ہے امام صاحب کی فضیلت ایسی بے اصل چیزون کے ساتھ ثابت کرنا جس سے تنقیص انبیا علیہم السلام کی

لازم آئے کیا ضرور ہے جبکہ اُن کے فضائل واقعیہ بے شمار موجود ہین جن مین علماے محققین نے
کتابین تصنیف کی ہین اگر امام ابو حنیفہؒ ایسے افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتویٰ دیتے

دوسرے امام مالک ابو عبداللہ

بن انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی ہین کہ ۹۳ھ ہجری مین مدینے کے اندر پیدا ہوے ابو عامر صحابی تھے اور یہ انس بن مالک غیر ہین اُن انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اُن کا ذکر نہین کیا ہے باوجودیکہ اور تینون ائمہ کا حال بیان کیا ہے مدینے مین انکا مکان وہ تھا جو مکان ابن مسعود کا تھا اور مسجد نبوی مین اُس مقام پر بیٹھا کرتے تھے جہان حضرت عمرؓ بیٹھتے تھے احیاء العلوم مین ان کے زہد و سلوک کی بہت سی حکایتین لکھی ہین امام مالک نے ابتداے عمر مین علم نہایت تنگدستی کی حالت مین سیکھا تھا اپنے مکان کی چھت اُکھیڑتے اور اُسکی لکڑیان فروخت کرکے کتابین خریدتے۔ بعد اسکے اُنکی جانب دولت نے ایسا رُخ کیا کہ نہایت عمارت اور خدم و حشم کے ساتھ رہنے لگے سترہ برس کی عمر مین مسند افادہ پر قدم رکھا تھا اور مجلس مین اُنکی اعلیٰ درجے کا ہیبت و وقار ہوتا تھا۔ سفیان اور بشر حافی اُن کی مجلس مین حاضر ہوتے اور اُن کی شاگردی کو فخر جانتے تھے امام مالک سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب نے فرمایا کہ اِس زندیق کو مار ڈالو کہ اس کے کلام سے بہت سے فتنے پیدا ہونگے اور جہم بن صفوان نے اُن سے دریافت کیا کہ استوی علی العرش کے کیا معنے ہین اُنھون نے بہت غور کے بعد جواب دیا الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور فرمایا کہ اِس شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ یہ بدعتی ہے۔ امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبرؐ کے بعد افضل امت کون ہے کہا حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ جب حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے مین استفسار کیا تو جواب دیا کہ پیشوایان دین مین سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ اُن مین سے ایک کو دوسرے پر تفضیل دیتا ہو اور وہ کہتے تھے کہ مین نبی کے جگر پارے یعنے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے بھائی ابراہیم پر کسی کو تفضیل نہین دیتا اور امام موصوف دشمنان

صحابہ کا کفر اس آیت سے ثابت کرتے تھے لیغیظ بھم الکفار جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آنحضرت کے یارون کو روز افزون ترقی اس لیے دی ہے کہ بسبب اُن کے کافرون کو غصے مین لائے اوران کے مذہب مین ایمان اخلاص قلبی اور اقرار زبانی اور عمل اعضا کا نام ہے اور ایمان بوجہ اعمال کے کم وبیش ہوتا ہے اگر اعمال ناقص ہین تو ایمان بھی ناقص ہے اور اگر اعمال زیادہ ہین تو ایمان بھی زیادہ ہے اور ایمان بغیر اعمال کے کامل نہین ہوسکتا چنانچہ کتاب فقہ مالکی مصنفۂ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی مین اِس مضمون کو اِن الفاظ مین بیان کیا ہے وان الایمان قول باللسان واخلاص بالقلب وعمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال وینقص بنقص الاعمال فیکون فیہا النقص وبہا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل انھون نے حدیث مین کتاب جمع کرکے مؤطا نام رکھا ہے اُنھون نے مؤطا مین اول دس ہزار حدیثین لکھی تھین پھر آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حالت تک نوبت پہونچی اور جب تک زندہ رہے مؤطا کا مسودہ ہی رہا اسی لئے اُسکے نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخے کی ایک علٰحدہ طور پر ترتیب ہے بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے مؤطا کے کوئی کتاب اس وقت ایسی موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیف سے ہو اہلِ حدیث کہتے ہین کہ جب حدیث اُنکی روایت سے ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے ۔ جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے مؤطا کو سُنا اور تین ہزار دینار رشید نے اُنکو دئے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلیے میرا یہ ارادہ ہے کہ مسلمانون کو اس کتاب پر جمع کردن جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تھا امام مالک نے جواب دیا کہ یہ بات مناسب نہین اس لیے کہ حضرت سرور عالم کی وفات کے بعد اُن کے اصحاب جا بجا ملکون مین پھیل گئے تھے اِس لیے ہر شہر والون کے پاس علم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور امام مالک نے مدینے کو نہ چھوڑا اور وہین ۱۷۹ھ ہجری مین انتقال کیا ۔ منصور نے اُنکو حکم دیا تھا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا کیجیے پھر منصور نے دھوکہ دہی کی راہ سے ایک آدمی کو اُنکے پاس بھیجا کہ یہ مسئلہ دریافت کرے اُنھون نے برملا لوگون کے سامنے بیان کیا کہ جبر وباؤ ڈالکر طلاق دلوائی جائے تو یہ طلاق حقیقت مین واقع نہین ہوتی منصور نے اُنکو ذلت سے قید کردیا ایسی بے دردی سے مشکین بندھین کہ ہاتھ بازو سے

اُکھڑ گیا پھر اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا کہ اُس مسئلے کی صحت کا اقرار کرین جس کو وہ دل سے غلط جانتے تھے لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہون اور صاف کہتا ہون کہ طلاق المکرہ لیس بشئ اسپر ستر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ ہارون رشید نے درخواست کی کہ آنکر اُسکے فرزند امون و امین کو مؤطا روایت کرین آپ نے فرمایا العلم یوتی ولا یاتی ہارون الرشید اس جواب سے خوش ہوا ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک کے مذہب نے عالم مین بوجہ ریاست وسلطنت کے رواج و امتیاز پایا ہے۔ شرف الدولہ معز بن بادیس بن منصور بن یوسف سنہ ۴۰۷ھ مین والی افریقہ ہوا تو اُسنے افریقہ مین مذہب مالکی کا رواج دیا اور تمام آدمیونکو مالکی بنا دیا ورنہ اس سے پہلے وہ حنفی مذہب رکھتے تھے۔

تیسرے امام شافعی ابو عبد اللہ محمد

بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہین۔ سائب جنگ بدر مین مسلمان ہوے تھے شافعی باپ کی طرف سے مطلبی ہین اور ماں کی طرف سے ہاشمی جرجانی فقیہ حنفی نے کہا ہے کہ مالکیہ اُن کے اِس نسب کو تسلیم نہین کرتے بلکہ اُنکو ابو لہب کے غلام کی اولاد قرار دیتے ہین۔ یہ جرجانی کا تعصب ہے اور یہ بہتان اُنھون نے اِس وجہ سے باندھا ہے کہ لوگ امام ابو حنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہینؔ امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ ہجری مین مقام منیٰ یا عسقلان یا یمن مین پیدا ہوے تھے اور وہ دو برس کے تھے کہ اُنکو مکے کو لے گئے وہین نشو و نما پائی پندرہ برس کی عمر مین اُنکو اُنکے استاد مسلم بن خالد زنجی نے افتا اور تدریس کی اجازت دیدی تھی پھر مدینے کو گئے اور امام مالک کی شاگردی اختیار کی اور جب تک وہ زندہ رہے اُنھین کے دامن فیض مین تربیت پاتے رہے۔ امام شافعی علم کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تھے اور انساب و ایام عرب کے بڑے ماہر تھے۔ اصول فقہ مین تصنیف کی اولیت اُنکو حاصل ہے۔ شافعی سنہ ۱۹۵ھ مین بغداد گئے تھے اور وہان ایک مہینے کے قریب رہکر مصر کو چلے گئے اور وہین چوّن برس کی عمر مین رجب سنہ ۲۰۴ھ مین فوت ہو کر قرافہ مین مدفون ہوے۔ اُن کو لوگون نے المبیس سے بڑھکر مضر کہا رفض کی طرف نسبت کر کے قید کیا

اور اُن کے مرنے کی دعائین کین۔ علماے عراق ومصر نے ایسی تہمتین لگائین کہ یمن سے بغداد تک بے حرمتی وبے عزتی سے قید کرکے بھیجے گئے ہزارون آدمی ملامت کرتے اور گالیان دیتے جاتے تھے بیہقی نے امام شافعی کے حالات مین ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اُسمین کہا ہے کہ امام شافعی جب ہارون الرشید کے دربار مین گرفتار ہوکر آئے تو قاضی ابو یوسف اور امام محمد نے ہارون الرشید کو امام شافعی کے قتل کی راے دی اور کہا کہ اگر جلد تدارک نہین کیا جائیگا تو یہ شخص سلطنت کو صدمہ پہونچائیگا افسوس بیہقی کو با این ہمہ محدثیت یہ بھی خیال نہ آیا کہ قاضی ابو یوسف اس زمانے سے بہت پہلے انتقال کرچکے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ خود محدثین ہی نے اِس روایت کی تکذیب کی حافظ ابن حجر نے جن سے بڑھکر اُن کے بعد محدث نہین ہوا امام شافعی کے حالات مین ایک کتاب لکھی ہے اِس کتاب کا نام توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس ہے اور ۱۳۰۱ھ مین مصر مین چھاپی گئی ہے وہ اِس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہین فہی مکذوبۃ وغالب ما فیہا موضوع وبعضہا ملفق من روایات ملفقۃ واوضح ما فیہا من الکذب قولہ فیہا ان ابا یوسف ومحمد بن الحسن حرّضا الرشید علی قتل الشافعی یعنی یہ روایت اور اسکا اکثر حصہ موضوع ہے اور بعض حصے دوسری مختلط روایتون سے ماخوذ ہین اور جو صریحی جھوٹ اس مین ہے وہ یہ ہے کہ ابو یوسف اور محمد بن الحسن نے ہارون الرشید کو امام شافعی کے قتل کی ترغیب دی۔

اُن کی تصنیف سے اصول دین مین چودہ کتابین ہین اور فروع دین مین سو کتابون سے زیادہ تصنیف کی ہین امام احمد سے نقل ہے کہ مین ناسخ ومنسوخ حدیث مین سے اور خاص وعام اور مجمل ومفصل نہ جانتا تھا جب تک امام شافعی کی صحبت مین نہ بیٹھا تھا۔ ایک مسند بھی امام شافعی کی طرف منسوب ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جن احادیث کو امام شافعی اپنے شاگردون سے بیان کیا کرتے تھے اُن مین سے جس قدر حدیثین ربیع بن سلیمان شاگرد بے واسطہ امام شافعی سے ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نے سنی تھین اُنکو ابو جعفر محمد بن مطر نیشاپوری نے کتاب ام ومبسوط سے چھانٹ کر علٰحدہ جمع کیا ہے چونکہ یہ کام ابوالعباس اصم کی فرمائش سے وقوع مین آیا ہے اس لیے وہی مسند امام شافعی کی طرف منسوب کی گئی ہے بعض کہتے ہین کہ خود ابوالعباس نے اِن احادیث کو انتخاب کیا تھا اور محمد بن مطر صرف کاتب تھا مگر یہ کتاب نہ مسندون کے طور پر ہے نہ ابواب کی ترتیب سمین ہے

مسند محدثین کی اصطلاح مین اُس کتاب کو کہتے ہین جس کی احادیث کو صحابہ پر ترتیب دین مثلاً روایات ابوبکر کو علحدہ اور روایات حضرت عمرؓ کو جدا لکھین۔

چوتھے امام احمد بن محمد بن حنبل

شیبانی مروزی بغدادی ہین جو بغداد مین ۱۶۴ھ ہجری مین مہدی محمد بن ابو جعفر منصور کے عہد مین پیدا ہوے ان کا نسب ربیعہ بن معد بن عدنان سے ملتا ہے امام شافعی سے فقہ اور اصول فقہ سیکھا تھا مگر تاسف کرتے تھے کہ مین امام مالک کے ساتھ جمع نہ ہوا اس لیے کہ امام مالک اُس سال فوت ہوگئے جب اُنھون نے علم حدیث کو شروع کیا نہایت کریم الخلق مؤدب اور متواضع تھے پانچ بار حج کیا قتیبہ بن سعید کہتے تھے کہ ثوری کے ساتھ ورع مرگیا شافعی کے ساتھ سنن مرگئے احمد مرینگے تو بدعت ظاہر ہوجائیگی۔ ایک بار اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد نے اُن سے دریافت کیا کہ سمیع و بصیر کے کیا معنے ہین جواب دیا اللہ ایسا ہے جیسا اُسنے اپنے نفس کی تعریف کی ہے اسحاق نے کہا اسکا کیا مطلب ہوا احمد نے کہا کہ اس سے زیادہ مین کچھ نہین جانتا کہ جو اُسنے اپنا وصف کیا ہے ویسا ہی ہے اور اُن الفاظ کے باب مین جن کے ظاہری معانی سے اللہ تعالیٰ کی جسمیت سمجھی جاتی ہے سلف کے ساتھ موافق تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہین اور بعض جگہ تاویل بھی کرتے تھے امام احمد کے بھتیجے کہتے تھے کہ مین نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ ایک بار مناظرے مین میرے سامنے یہ حجت پیش کی گئی کہ حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین سورۂ بقرہ اور سورۂ تبارک آئیگی مین نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی۔ امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے جب اُن سے کہا گیا کہ اِس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے کوئی اُسکے مشابہ نہین جب اُنھون نے یہ راے ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے مع محمد بن نوح پا بزنجیر طرطوس کو روانہ کیے گئے ماہ رمضان ۲۲۰ھ ہجری مین کہ خلیفہ معتصم عباسی کا عہد تھا اُنتیس کوڑے لگوائے گئے اور قید کیے گئے تاکہ اپنے اس قول سے پھر جائین مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا اٹھائیس ۲۸ ماہ قید مین رہے بھاری بھاری زنجیرین اُنکے پاؤن مین ڈالی گئین ذلت کرنے کو مجلسون مین بلائے جاتے اور لوگ اُنکے طمانچے مارتے اور مُنھ پر تھوکتے

اور ہر شام کو جیل خانے سے نکالکر کوڑے مارے جاتے تھے اور شکین بھی باندھی گئی تھین متوکل انکی بہت تعظیم کرتا تھا ایک روز متوکل سے ایک شخص نے بیان کیا کہ احمد حنبل آپ کے باپ دادا کو زندیق کہتے ہین اور انکو بُرائی سے یاد کرتے ہین متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتین ملادی تھین کہ لوگون کو اسپر اعتراض کرنے کی گنجائش ہوئی اور ابو اسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو تھا اسکو کلام سے بہرہ نہ تھا اور میرے بھائی واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق مین جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اُسکے لیے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اِس شخص کے دوسو کوڑے لگائے جائین جس افسر کو اُس حکم کی تعمیل کے لیے متعین کیا تھا اُسنے بجاے دوسو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل نے اس زیادتی کا سبب دریافت کیا تو اُس افسر نے عرض کیا کہ دوسو تو حضور کے حکم کی تعمیل کے لیے لگائے ہین اور دوسو خدا کی رضامندی کے لیے لگائے اور سو اسوجہ سے لگائے کہ اُسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا ہے۔

امام احمد کی بہت سی تصنیفین ہین اُن مین سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت بسط سے لکھی ہے اور کتاب الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المنسک الکبیر اور کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ ہین اور کتاب فضائل حضرت ابوبکرؓ ہین اور کتاب فضائل حسنینؓ ہین اور کتاب تاریخ ہین اور کتاب الاشربہ مگر یہ کتابین متوسط درجے پر ہین دوسرے محدثین کی کتابین اُن بیانات مین اِن کتب سے کم نہین بلکہ تفوق رکھتی ہین۔ ایک بہت ضخیم مسند بھی ان کی تالیف سے ہے کہ جس کو بطور بیاض کے اپنی حیات مین جمع کیا تھا اور ترتیب وتہذیب نہین کرنے پائے تھے کہ ستتر برس کی عمر مین ۲۴۱ھ مین بغداد مین عہد خلافت متوکل مین انتقال کر گئے اُنکے بعد اُنکے بیٹے عبداللہ نے پھر ابوبکر قطیعی نے جس نے اِس کتاب کو عبداللہ سے روایت کیا تھا کچھ اِس مسند مین زیادہ کیا اور حسن بن علی نے اِس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ حسن وہ ہے جسنے قطیعی سے اِس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اِس کتاب کی ترتیب وتہذیب کی ہے مگر خطائین بھی بہت سی کی ہین کہ مدنیون کو شامیون مین اور شامیون کو مدنیون مین درج کر دیا ہے اس مسند مین کل چالیس ہزار اور بقولے تیس ہزار حدیثین ہین اور امام احمد نے اسکو ساڑھے سات لاکھ احادیث سے انتخاب کیا ہے اور اِس مین اٹھارہ مسند ہین اور ایک سو اٹھتر اجزا پر منقسم ہے۔

اشعۃ اللمعات مین لکھا ہے کہ امام احمد ہی کے سبب سے صحیح وسقیم اور مجروح ومعلول کو پہچانا گیا۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب امام احمد کے بالکل موافق ہے کہین تھوڑا سا فرق ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب زیادہ تر امام احمد کے مذہب کے مخالف ہے۔ ایک سو پچیس (۱۲۵) مسئلے اصول مسائل مین سے ایسے ہین کہ اُن مین امام احمدؒ امام ابوحنیفہ کے ساتھ موافق ہین اور شافعی کے ساتھ مخالف۔ نواب صدیق حسن خان نے تقصار وغیرہ مین نقل کیا ہے کہ علم حدیث مین کسی کو وہ حق حاصل نہین جو امام احمد حنبل کو ہے اور اُنکے مذہب مین جتنے ائمہ حدیث گذرے ہین وہ اور کسی مذہب مین کم گذرے ہین ابن تیمیہ اور ابن قیم اُنکے مذہب پر تھے خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اُنکے مذہب مین تھے مگر ابن تیمیہ کئی باتون مین ان سے مخالف بھی ہین۔

ابن تیمیہ

نامۂ دانشوران مین لکھا ہے کہ شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ اللہ کے لئے جہت اور جانب ثابت کرتے تھے کہتے تھے کہ نفی جہت سے نفی صانع لازم آتی ہے۔ مگر مولانا شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی نسبت جو کئی باتین مشہور ہین مثلاً (۱) استوی علی العرش کے معنے فوق العرش کہتے تھے سو اِس مسئلے مین جو مذہب انکا ہے وہی ابوالحسن اشعری کا ہے اشعری اپنی ایک کتاب مین لکھتے ہین کہ مین صفات الٰہی کے مسئلے مین اور اللہ کے فوق العرش ہونے کے بارے مین امام احمد کے مذہب پر ہون اور اِس مین شک نہین کہ اللہ کو عرش کے ساتھ جو خصوصیت ہے وہ اور مخلوق کے ساتھ نہین پس اِس خصوصیت کو استوی کے ساتھ تعبیر کیا ہے (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جانا ممنوع قرار دیتے تھے یہ بھی تحقیق کے خلاف ہے اُنھون نے مطلقاً زیارت کو منع نہین کیا ہے بلکہ خاص زیارت کے ارادے سے سفر اختیار کرنے کو منع کیا ہے اور یہ حدیث نبوی کے مطابق ہے۔ (۳) غوث وقطب وخضر کے وجود سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتھ اِس باب مین متفق نہین مگر یہ باتین کتاب وسنت سے کب ثابت ہین۔ (۴) محمد بن حسن عسکری کو امام محجوب نہین مانتے جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہین یہی عقیدہ اہل سنت کا بھی ہے (۵) جناب امیر کے ساتھ بے ادبی کی ہے مگر یہ اُنپر افترا ہے اصل یہ ہے کہ شیعہ نے جس طریق سے خلفائے ثلثہ پر طعن کئے ہین ابن تیمیہ نے اُسی قسم کی باتین جناب امیر مین ثابت کی ہین جنکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ باتین منقصت کا موجب نہین اور جن باتون سے

شیعہ نے جناب امیر کی تفضیل ثابت کی ہے ابن تیمیہ نے خلفائے ثلثہ کی تفضیل کے لیے وہ باتین بتائی ہین مگر شاہ صاحب کو ابن تیمیہ کے واقعی عقیدے کی خبر نہ تھی جو اُن کو اللہ تعالیٰ کے لیے جہت اور جانب کے ثبوت کا ہے ورنہ اِس باب مین ایسی تاویل نکرتے جو رائے امام احمد حنبل اور اشعری کی ہے یہ اُسپر نہین - ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ مین مقام دمشق کے حال مین لکھا ہے کہ مین ابن تیمیہ کے وعظ مین جمعہ کے دن حاضر ہوا تھا وہ مسجد جامع مین ممبر پر بیٹھے وعظ کہتے تھے اُس وقت اُنھون نے یہ کہا کہ اللہ آسمان دنیا پر اِس طرح اُترتا ہے جس طرح مین اُترتا ہون اور ممبر کے ایک درجے سے دوسرے درجے پر اُتر آئے - اور ابن تیمیہ کا طلاق کے باب مین یہ مذہب ہے کہ جب عورت کو ایک کلمے سے تین طلاقین دی جائین تو ایک ہی طلاق لازم آتی ہے انھین باتون کی وجہ سے قید کر دئے گئے جہان بیس ذیقعدہ ۷۲۸ھ ہجری کو انتقال کیا - ابن تیمیہ کے پیرو دمشق اور اضلاع دمشق اور تھوڑے سے مصر مین ابتک موجود ہین - عرب مین مروجہ مذاہب یہ ہین نجد مین وہابی یمن کے ایک حصے مین اسماعیلی و زیدی مسقط مین باضی محرہ مین شیعی باقی تمام علاقے مین سُنی شافعی -

اشاعرہ - ماتریدیہ - حنابلہ

اہل سنت کا اطلاق مذہب **حنفی - مالکی - شافعی** اور **حنبلی** پر باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے یعنی اہلِ سنت کے اعتقاد مین تین فرقے ہین - اشعری - ماتریدی اور حنبلی

اشاعرہ - شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری کے متبع ہین جو ۲۶۰ھ یا ۲۷۰ھ ہجری مین پیدا ہوے تھے اور وہ ابوموسیٰ اشعری کی جو حضرت سرور عالم کے صحابی تھے اولاد مین سے ہین اور اشعر ملک یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال مین نہایت متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا مانے گئے پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیساکہ ہم قبل اِس سے بیان کر چکے ہین اور اعتزال کو چھوڑ دیا اور بغداد مین داخل ہوئے اور ذکریا ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار ہوئے تو اول اپنے گھر مین پندرہ دن تک بیٹھے رہے اور لوگون سے نہین ملے بعد اسکے جامع مسجد مین گئے اور ممبر پر چڑھکر کہا اے مسلمانو اِس عرصے مین کہ مین تم سے مخفی رہا غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل

ایسی نہین پائی کہ جس کی وجہ سے مین ایک شے کو دوسری شے پر ترجیح دے سکتا یہانتک کہ
خداے پاک نے مجھے ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنھین مین نے اپنی کتب مین لکھا ہے اور
مین نے اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابین جو اہلِ سنت کے مذہب پر لکھی تھین
مسلمانون کو دیدین ۔ طبقات شافعیہ مین خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسن اشعری
متکلم نے بہت سی کتابین معتزلہ ۔ جہمیہ ۔ خوارج اور تمام اقسام اہلِ بدعت کے رد مین لکھی ہین ۔
ابن صلاح نے اپنے طبقات مین ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسن کی تصنیفات سے
پچپن کتابین ہین اور وہ بصری ہین مگر بغداد مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین ۳۲۴ھ
یا ۳۲۰ھ یا ۳۳۰ھ ہجری مین انتقال ہوا ہے ابواسحاق اسفرائنی نے حکایت کی ہے کہ شیخ
ابوالحسن ابواسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابواسحاق اُن سے علم کلام سیکھتے تھے اور ابوبکر
بن فورک نے طبقات متکلمین مین لکھا ہے کہ اشعری فقہ مین شافعی کے مذہب پر تھے اور یہ جو
بعض مالکیہ کہتے ہین کہ وہ مالکی تھے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تھے معتزلہ اشعریہ کو اشریہ بھی کہتے ہین ابن جوزی
کہتے ہین کہ ابوذر عبدالرحمن بن احمد نے اول مذہب اشاعرہ کو حرم مین داخل کیا اور وہان رواج دیا ۔
ماتریدیہ ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہین جو تین واسطے سے امام
ابوحنیفہ کے شاگرد ہین اور فقہ مین حنفی المذہب تھے ان کے زمانے مین ریاست مذہب امام
ابوحنیفہ کی اُن پر منتہی ہوئی ابومنصور کنیت تھی فقہ ابوبکر احمد جوزجانی تلمیذ ابوسلیمان جوزجانی سے
حاصل کیا ۔ طبقات الحنفیہ مین لکھا ہے کہ اُنھون نے اس بات کو مسلمانون پر مقرر کر دیا تھا کہ جو لوگ طالبعلمی
کے لیے مکلین اُنکی حاجات کو پورا کرین یہانتک کہ اگر اُنکی حاجات کو پورا کرنے مین کمی کرین تو اُسکا
پورا کرنا اُنپر قرض سمجھا جاے جیسا کہ زکوۃ نہ دیجاے تو وہ قرض رہتی ہے اور یہ بات خاص اُن کے
مختارات مین سے تھی ۔ کتاب التوحید ۔ کتاب المقالات ۔ کتاب بیان فساد راے المعتزلہ ۔ کتاب رد
امامت بعض روافض ۔ کتاب رد قرامطہ ۔ کتاب الرد علی ادلۃ الکعبی ۔ کتاب رد اصول خمسۂ محمد باہلی وغیرہ
اُنکی تصنیفات مشہور ہین علاوہ ان کے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی
بلکہ اِس فن مین جو تصنیفات پہلے ہو چکی ہین کوئی اُسکی برابری نہین کر سکتی ماترید سمرقند مین ایک
محلے کا نام ہے جس مین آپ رہا کرتے تھے بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہے

۳۳۳ھ ہجری مین وفات پائی سمرقند مین دفن کئے گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔

حنابلہ امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعون کا نام ہے۔

اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ مین اِس بات مین اختلاف ہے کہ تکوین بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ مین سے ہے یا نہین اور اشیا مین حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی اور ذات ایمان مین اقرار زبانی کو دخل ہے یا نہین اور جب بندے سے ایمان پایا جاے تو اُسکو یہ کہنا جائز ہے یا نہین کہ مین ایمان والا ہون اگر اللہ نے چاہا اور اللہ تعالیٰ کا کلام لفظی جو مرکب ہے حروف اور آواز سے اور اصطلاح علماے اصول اور عرف شریعت مین اسی کو قرآن کہا کرتے ہین اور اِس سے وہ معانی و مضامین جو خدا کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہین اور کلام نفسی کہلاتے ہین سمجھے جاتے ہین حادث ہے یا قدیم وغیرہ وغیرہ باقی مین اتفاق ہے سو مسئلہ اختلافیہ مین مالکی اور شافعی لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہین اس وجہ سے اُن کو اشعریہ کہتے ہین اور حنفی لوگ امام ابومنصور ماتریدی کے قول کے تابع ہین اِس سبب سے اُنکو ماتریدیہ کہتے ہین اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی کہلاتے ہین اس طریقے کے کچھ لوگ شام عراق بغداد اور نجد کے نواحی مین ہین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ یہ اُن صفات آلہی کی تاویل کے معتقد نہین جن کے معانی جسمیت پر دلالت کرتے ہین اور جو لوگ خاص متبع ہین وہ اپنے آپ کو ہرگز حنبلی نہین کہتے کہلاتے اُنکا لقب **محدث** اور خطاب **اہل سنت** ہے ابو الفدا نے لکھا ہے کہ ۳۲۳ھ مین حنابلہ نے بغداد مین لوگون پر بہت سختی کی سردارون اور رعایا پر خاک ڈالتے اور شراب دیکھتے تو گرا دیتے گانے والون کو مارتے اور اُنکے سازون کو توڑ ڈالتے اور لوگون پر خرید و فروخت اور چلنے پھرنے مین اعتراض کرتے کوتوال نے یہ حال دیکھکر اُن کو منع کیا اور حکم دیا کہ تم مین سے کوئی امام بن کر نماز نہ پڑھاے جب تک بسم اللہ الرحمن الرحیم پکار کر نہ کہے لیکن اُنھون نے تعمیل نکی پھر راضی باللہ خلیفہ نے حنابلہ کو ایک فرمان اعتقاد تشبیہ سے ممانعت اور زجر کے لیے لکھا اُس مین بیان کیا کہ تم یہ اعتقاد کرتے ہو کہ تمھارے بُرے بُرے چہرے رب العالمین کی صورت پر ہین اور تمھاری ہیئت خدا تعالیٰ کی ہیئت پر ہے اور تم کہتے ہو کہ اُسکے بال گھونگروالے ہین اور اُسکے آسمان پر چڑھنے اور دنیا پر اُترنے کے تم قائل ہو مین قسم کھاتا ہون کہ اگر تم ان باتونکو نہ چھوڑوگے تو تم کو قتل کر ڈالونگا اور تمھارے گھرون اور محلون کو برباد کر دونگا۔ اور ۳۲۳ھ مین حنبلیون

اور شافعیون کے درمیان بغداد مین بڑا فتنہ برپا ہوا۔

اصحاب حدیث واہل راے

شہرستانی نے ملل ونحل مین کہا ہے کہ **اصحاب حدیث** اہلِ حجاز ہین اور وہ یہ لوگ ہین یاران مالک بن انس۔ یاران محمد بن ادریس شافعی۔ یاران سفیان ثوری۔ یاران احمد بن حنبل۔ یاران داؤد بن علی اصفہانی۔ اِن کو اہلِ حدیث اِس وجہ سے کہتے ہین کہ انکا سارا اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی جانب تھا اور تمام احکام کی بنیاد نصوص پر رکھتے تھے جب تک اثر وخبر مل سکتی تھی قیاس جلی وخفی کی طرف رجوع نہین کرتے تھے۔

اور **اصحاب راے** اہل عراق ہین اور وہ امام ابو حنیفہؒ کے یار ہین۔ محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین اہل الراے کی سرخی سے ایک باب باندھا ہے اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہین۔ ابن ابی لیلی۔ ابو حنیفہ۔ ربیعۃ الراے۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ مالک بن انس۔ ابو یوسف قاضی۔ محمد بن حسن۔ ابن ابی قتیبہ نے ۲۷۶ھ مین وفات پائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورۂ بالا لوگ اہل الراے کے لقب سے مشہور تھے اور اِس لقب کے ساتھ اول اول جن کو امتیاز حاصل ہے وہ ربیعۃ الراے ہین جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث تھے راے کا لفظ اُن کے نام کا جز بن گیا ہے اور تاریخ واسماء الرجال کی کتابون مین ہمیشہ اُنکا نام ربیعۃ الراے لکھا جاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے درس وتدریس مین مشغول تھے اُن مین دو فرقے قائم ہو گئے ایک وہ جن کا کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تھا وہ حدیث سے صرف من حیث الروایت بحث کرتے تھے یہانتک کہ اُنکو ناسخ ومنسوخ سے بھی سروکار نہ تھا دوسرا فرقہ حدیثون کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے دیکھتا تھا اور اگر کوئی نص صریح نہین ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تھا اگرچہ یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تھین لیکن وصف غالب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تھا پہلا فرقہ **اہل الروایت** اور **اہل الحدیث** اور دوسرا فرقہ **مجتہد** اور **اہل الراے** کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ امام مالک سفیان ثوری اور اوزاعی اس لیے

اہل الرائے کہلائے کہ وہ محدث ہونے کے ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تھے لیکن چونکہ ان لوگون مین بھی معلومات حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تھا اس لیے اضافی طور پر کبھی اس فرقے مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث کہتے مثلاً امام مالک کی بہ نسبت امام ابوحنیفہؒ پر مجتہد اور اہل الرائے کا لقب زیادہ موزون تھا اور چونکہ وہ عام محدثین کے برخلاف روایت مین درایت سے بھی کام لیتے تھے اِس لیے اُن کی نسبت اس لقب کو زیادہ شہرت ہوئی۔ امام احمد سے لوگون نے پوچھا کہ تم امام ابوحنیفہ پر کیون اعتراض کرتے ہو انھون نے جواب دیا رائے کی وجہ سے پھر کہا گیا مالک صاحب رائے نہین فرمایا ہان مگر ابوحنیفہ اس باب مین اُن سے زیادہ ہین پھر کہا گیا تم مالک کی نسبت بہ قدر اُن کے حصے کے کیون نہین کلام کرتے احمد چپ ہو رہے۔

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل

اسباب علم

جو علم یعنی یقین دلیل مین غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے اُسے کسبی اور استدلالی و نظری کہتے ہین اور جو بغیر غور و تامل کے حاصل ہو جائے وہ ضروری و بدیہی ہے۔ اور اسباب علم بلحاظِ جریانِ عادتِ الٰہی ظاہر مین تین ہین **اول حواس خمسۂ ظاہر** یہ کہ سمع۔ بصر۔ شم۔ ذوق اور لمس ہین سمع کانون سے سننے کی قوت کا نام ہے اور بصر آنکھ سے دیکھنے کی قوت کو کہتے ہین اور شم ناک سے سونگھنے کی قوت ہے اور ذوق زبان سے چکھنے کی قوت ہے اور لمس بدن سے چھو کے دریافت کرنے کی قوت ہے گو کبھی بعض موقعون پر کسی مانع کے سبب سے حس غلطی کرتی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صفراوی شیرین کو تلخ جانتا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالبًا عدم موانع کی صورت مین حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اِسلیے حس کو مفید علم یقینی و قطعی جانتے ہین اور چونکہ حواس باطنیہ کے وجود کے دلائل علمائے اصول اسلامیہ کے نزدیک کامل نہین اِس لیے اُنکے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ **دوم عقل** گو عقل بھی کبھی بسبب مزاحمت وہم و خیال کے یا بہ سبب نہ لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ اکثر موانع نہونے کی صورت مین یقین حاصل ہوتا ہے اِس لیے عقل بھی مفید علم یقینی و قطعی ہے

سوم خبر ہے کہ حق تعالیٰ نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مافی الضمیر متکلم پر اُس کو وضع کیا ہے
لیکن احتمال کذب متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول
علم یقینی ہوتا ہے اس لیے خبر مطلق اسباب علم یقینی سے نہین بلکہ ظنیات سے ہے البتہ جس خبر مین
احتمال کذب باقی نہو اُس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر جو
ایسی جماعت سے حاصل ہوئی ہو کہ عقل کے نزدیک اُنکا اتفاق کذب پر بالبداہت ممتنع ہو
اور اِس جماعت نے اِسی طور سے جماعت اول سے یقین حاصل کیا ہو وہکذا یہانتک کہ وہ
خبر کسی ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوئی ہو
پس جو کہ نبوت اور عصمت دلیل سے ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً اور خطاءً دور ہوا اور خبر احاد مین ظنیت اُس ادی
کی وجہ سے ہے نہ خبر رسول ہونے کی جہت سے اور خبر مشہور سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہین ہوتا۔
اسباب علم مین سے اعلیٰ و اقویٰ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اُس مین کسی طرح خطا کا احتمال بسبب
عفت و عصمت جناب اقدس کے نہین ہے واجب سے ممکن تک اور ازل سے ابد تک اُس سے آگاہی
حاصل ہوتی ہے اُس کے بعد حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اُس مین نہین ہے لیکن اشیاے محسوسہ
مخصوصاً اُن کے ظاہر پر مقصور ہے بعد اسکے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اُس کی بنا اور منتہا بھی حس پر ہے
ولیس الخبر کالمعائنہ پھر عقل ہے اِس لیے کہ رایون کا اختلاف عقلا مین بہت ہوتا ہے۔
الہام اولیا چونکہ مختص بہ خواص ہے اور متکلمین اسباب علم عام سے بحث کرتے ہین اور نہ اُسکے
ساتھ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ من عند اللہ ہے اور حجت ہونے
کے قابل اور مطابق واقع کے ہے اور نیز الہام مین مزاحمت وہم و خیال اور کدورات نفسانی و
شیطانی مانع حصول علم یقینی ہے گو اُس شخص کو جس کو الہام ہوا ہے اُسپر پورا اعتماد ہو جاے مگر بغیر
قرائن خارجیہ کے نفس الہام ظنیت کے رتبے سے نہین نکلتا اس لیے اسباب علم مین سے نہین شمار کیا جاتا۔

عالم کا ثبوت و حدوث

عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزون کی حقیقت ثابت ہے اور علم اِس مسئلے کا یقینی ہے
فقط وہم و خیال نہین یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہ کہ اگر پانی کو مثل آگ کے سمجھیے

توآگ ہوجاے اور آگ کو مثل پانی کے سمجھئے تو پانی ہوجاے جیسا کہ عقیدہ سوفسطائیون کا ہے۔ اور عالم یعنی جو کچھ سواے ذات وصفات خدا کے ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ اُس مین دو تفریقین ہین اعیان و اعراض۔ **اعیان** اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی مین دوسری چیز کی ہستی کے تابع نہون ان کی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب جیسے جوہر اور جوہر فرد اور جزولایتجزی بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین ہوسکتی (۲) مرکب اجزاے لایتجزی سے جیسے جسم کہتے اِس مین طول وعرض وعمق تینون استداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہوسکتا ہے۔ **اعراض** اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی وقیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ کپڑے کے اور مزہ سیب کے اور بو پھول کی اور سردی پانی کی اور گرمی آگ کی اور افعال اختیاری حیوان کے بغیر موجود نہین ہوسکتے اور تمام اعراض حادث ہین بعض کا حادث ہونا مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے مثلاً نور کے بعد ظلمت پیدا ہوجاتی ہے یا سفیدی جاکر سیاہی آجاتی ہے یا کسی بدن مین سردی آنے سے گرمی دور ہوجاتی ہے اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم وجوہر کو حرکت وسکون عارض ہے اِس لیے کہ اُن کے واسطے مکان یا حیز یعنی ٹھیرنے کی جگھ تو ضرور ہے پس اگر اس آن سے پہلے بھی اِس حیز یا مکان مین تھے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت وسکون بسبب عرض ہونے کے حادث ہین پس یہ جسم یا جوہر کہ جن کو یہ حرکت اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا کہ حوادثات ازل مین پائے جائین اور قدیم کہلائین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ کل عالم انھین دو مین منحصر ہے۔

خالق عالم

عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا **اللہ** تعالیٰ ہے جو **موجود** ہے کیونکہ اُسنے عالم کو پیدا کیا اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہوگا وہ موجود ہوگا **واجب الوجود** ہے یعنے خود بخود ہے اُسنے سبکو بنایا ہے اُسکو کسی نے نہین بنایا نہ ہونا اُسکا ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع کی طرف محتاج ہوگا اور احتیاج عالم کے پیدا کرنے والے کے لیے منافی ہے **یکتا** ہے اسلیے

کہ اگر آسمان وزمین مین بہت سے معبود ہوتے توانتظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت والے ہوتے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دونون قدرت والے نہین ہوسکتے کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے مین مثلاً ممکن ہے پس دونون مین سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ بالفعل آپس مین اتفاق ہو **قدیم** ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو **علیم** ہے کہ ہر جزی وکلی کو ازل سے ابدتک جانتا ہے کیونکہ افعال اُسکے استوار وستحکم ہین پس فاعل ایسے افعال کا عالم ہے اور ہر جز وکل پر ممکنات سے ازل ہی ہے **قدرت** رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اُسکی ذات مقدس کی طرف برابر نسبت ہے پس بعض کے ساتھ اُس کی قدرت کا متعلق ہونا اور بعض کے ساتھ نہونا ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ محال ہے **زندہ** ہے اُسکے لیے علم وقدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے ممکن نہین اور یہان مراد حیات سے بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیا کو ادراک کرسکے اور اُن پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنے مراد ہین جو حیات سے عرف مین سمجھے جاتے ہین یعنے قوت حس وقوت تغذیہ اور وہ قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اُس کے طفیل تمام قواے حیوانی حاصل رہتے ہین **مختار** ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اُس کے اختیار مین ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تھا پھر دوسرے زمانے مین اُسکو ایجاد کیا پس زمانہ سابق مین عالم کو ایجاد نکرنا اور زمانہ لاحق مین ایجاد کرنا دلیل اس امر پر ہے کہ حق تعالیٰ مختار ہے۔ بے زبان کے **گویا** بے کانون کے **شنوا** بے آنکھون کے **بینا** ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندھا اور ناقص لائق خدائی کے نہین اور سننے اور دیکھنے کی صفات اُسکے لیے علٰحدہ ثابت ہین مسموعات اور مبصرات کے جاننے کا نام سمع وبصر نہین۔

کلام الٰہی

اللہ کا کلام حروف اور آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونون حادث ہین اور حق تعالیٰ قدیم ہے اور یہ بات محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الٰہی ایک معنے ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے **کلام نفسی** کہتے ہین اور جو کلام اس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ **کلام لفظی** ہے اور کلام لفظی حروف اور اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ یہ صفت

ازل سے ابدتک اُسکو حاصل ہے اسکے سبب سے جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ کلام الٰہی اِس سبب ہے کہ اُس کی صفت ہے اور اُسکے ساتھ قائم ہے اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے اُن کو کلام الٰہی اِس لیے کہتے ہین کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف و تصنیف نہین ہے بلکہ اِن کو خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام نفسی کے سمجھنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی مین کہ جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونون پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق قرآن نفسی ہے نہ لفظی - اور خدا ے تعالیٰ کے کلام مین تین مضمون ہین امر و نہی و خبر اور اللہ کے کلام مین کذب محال ہے کیونکہ کذب صفت نقصانی ہے اور اللہ پر نقصان ثابت ہونا محال ہے دوسرے خدا کے کلام کا کذب ضرور ہے کہ قدیم ہوگا اس لیے کہ ذات واجب کے ساتھ حوادث کا قائم ہونا محال ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا صدق کے ساتھ کبھی موصوف نہو سکے کیونکہ کذب اُسکے صفت ہونے کی وجہ سے قدیم مان لیا گیا ہے اور یہ غلط ہے اِسلیے کہ جو کوئی کسی چیز کو اصلی حالت کے ساتھ جانتا ہے تو ممکن نہین کہ وہ اس کو اُسی طرح بیان نہ کرے تیسرے تمام انبیا نے خبر دی ہے کہ اللہ کی ذات کذب سے بری ہے

صفات ثبوتی

صفات ثبوتی وہ ہین جو خدا ے تعالیٰ کی ذات پاک مین پائی جاتی ہین جنکی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہین ہے قدیم ہے اور ارادۂ الٰہی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر الٰہی دو متغائر چیزین ہین اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہین کرتا اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے اور کبھی نہ ارادہ کرتا ہے نہ حکم کرتا ہے پس حکم خدا ے تعالیٰ مستلزم ارادے کو نہین اور نہ نہی مستلزم عدم ارادہ کو ہے بلکہ حکم کیا ہے کافۂ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی فرمائی ہے کفر و معصیت سے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مؤمن کا اور کفر کافر کا اور بغیر ارادۂ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہین ہو سکتی اسلیے کہ قدرت ایجاد کی بہ نسبت ہر ممکن کے برابر ہے اختلاف اوقات سے مختلف نہین ہوتی ارادہ وہ ہے کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک وقت معین اور کمیت معین اور کیفیت معین وغیرہ کے ساتھ اور جس چیز کا کہ حق تعالیٰ

ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے تخلف مراد الٰہی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس چیز کے عدم وقوع کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تعلق ارادے کا اُس کے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل لازم ہو اور جائز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے کہ کسی شخص کو ہدایت فرمائے تو کسی کی قدرت نہین کہ اسکو گمراہ کر سکے ورنہ کوئی دوسرا خدا پر غالب آئے گا اور اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ کرے تو کسی کی مجال نہین کہ اُسکو ہدایت کرے اور سب کمال کی صفتین اُسکی ذات مین موجود ہین اور نقصان وزوال کی چیزون سے اُسکی ذات پاک منزہ ہے اور صفات اُسکی قدیم وباقی ہین جیسی کہ اُسکی ذات قدیم ہے اور باقی ہے اور کوئی چیز حادث اُسکی ذات مین قائم نہین ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہین ہوتا اور یہ سب صفات اُس مین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ انکی صفات اعضا وجوارح وحواس وروح ودل سے متعلق ہین اور اللہ تعالیٰ ان چیزون سے بری ہے اور باایں ہمہ سب صفات کامل طور پر اس مین موجود ہین اور ان صفات کے قِدم سے ان کے متعلقات کا قدم لازم نہین آتا کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ صفت قدیم ہو اور اُسکا تعلق حادث اور ان صفات کے تعلقات مین تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اُسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم کے وجود سے پہلے کسی سے متعلق نہ تھا اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق بھی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات قائم ہین ذات الٰہی کے ساتھ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اُسکے مغایر یعنی منفصل ہین اِس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی اور ایک صفت خدا کی دوسری صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور صفات خداے تعالیٰ کی متماثل ومتجانس ومتضاد نہین ہین اس لیے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین اور اللہ تعالیٰ کی صفات محدث نہین ہین اور حق تعالیٰ کی صفات دو قسم پر ہین ایک قسم صفات ذات دوسری قسم صفات فعل **صفات ذات** صفات حقیقی اور کمالی ہین اُسکی ذات مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور صفات کمال آٹھ ہین۔ حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور **صفات فعل** صفات ذات کے آثار ہین فی الحقیقۃ ان کے ساتھ متصف ہونا کمال نہین

بلکہ اپنپر قابو رکھنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا حقیقت مین کمال نہین بلکہ اُسپر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانے مین اسکی ضرورت ہو وقوع مین آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہین کہ حق تعالیٰ ایک زمانے مین تو پیدا کرسکتا ہو اور دوسرے زمانے مین پیدا نکرسکتا ہو یہی حال قوت اور مشیت اور فعل اور ترزیق وغیرہ صفات فعل کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتون مین ترتیب نہین ہے کہ ایک سے دوسری پہلے پیدا ہوئی ہو جیسے بندون مین پہلے زندگی آئی پیچھے علم پھر قدرت آئی کیونکہ اِس مین حدوث لازم آتا ہے۔

صفات سلبی

صفات سلبی وہ ہین جن سے خداے تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے چنانچہ پروردگار عالم نہ جسم ہے یعنی طول و عرض و عمق نہین رکھتا اور نہ جوہر (یعنی جزو لایتجزی) ہے جس سے جسم[1] بنتا ہے اور نہ عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ و بُو اور نہ صورت رکھتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج صانع کی طرف ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب ہے یعنی اُس کی ذات کے واسطے نہ اجزاے ترکیبی ہین کہ کئی چیزون سے ملکر بنی ہو نہ اجزاے تحلیلی کہ اُسکی ذات نصف و ربع وغیرہ ہوسکے کیونکہ اگر مرکب ہو تو محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے۔ نہ رنگین[2] ہے نہ اُس مین کوئی مزہ ہے۔ نہ کسی قسم کی بُو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہین اور جو ذات جسمیت سے منزہ ہے اُس کے لیے انکا ثابت کرنا [3]محال ہے اور نہ وہ معدود ہے کہ اُس کو گن سکین کہ کے ہین اِس لیے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد مین

داخل نہین۔ اور نہ محدود ہے کہ حد و نہایت رکھتا ہو اس لیے کہ حد اور غایت اُس چیز کی ہوتی ہے جسکا حصر اور انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی۔ پس اللہ تعالیٰ کی کوئی شکل نہین اور نہ کسی طرف ہے یعنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ داہنے ہے نہ بائین اور نہ کسی مکان[1] مین ہے کیونکہ اگر کسی مکان مین ہو تو ضرور محتاج ہوگا اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ عرض پس مکان مین نہوگا اور نہ کسی زمانے مین ہے یعنی زمانہ شامل اور محیط اُسکا نہین کیونکہ جب زمانہ نہ تھا تب بھی وہ موجود تھا اور اب کہ زمانہ ہے اب بھی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہین کہہ سکتے کہ خدا لاکھ برس کا یا ہزار برس کا ہوا۔ اور ذات وصفات مین کوئی اُسکا مثل و مانند نہین نہ کوئی اُسکا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت اور پیدایش و تدبیر مین اور نہ کوئی اُسکا مخالف ہے ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اُسکے کامون مین معین و مددگار ہے اور جائز نہین ہے کہ حق تعالیٰ حلول کرے اپنے غیر مین کیونکہ غیر مین در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کے ساتھ متحد ہو سکتا ہے **اتحاد** کے معنے یہ ہین کہ دو شے ایک ہوجائین بغیر زیادتی اور کمی کے اور یہ محال ہے اور اللہ تعالیٰ متصف بالمحال نہین ہوتا نہ کیفیات نفسانی جیسے بھوک رنج و راحت وغیرہ کے ساتھ متصف ہے اور نہ لذات عقلی کے ساتھ اُسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ نافرمانی کفار سے چاہیے کہ متالم بھی ہو اور بدَا اللہ تعالیٰ پر جائز نہین اس لیے کہ محال ہے کہ ظاہر ہووے اللہ پر وہ چیز کہ پہلے سے اس پر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا جہل ثابت ہوتا ہے۔

جبر و قدر وغیرہ

خالق و مُکَوِّن جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اُن کے افعال و حرکات و سکنات کا حق تعالیٰ ہی ممکن نہین کہ کوئی اور کسی چیز کو پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین کوئی اور حق تعالیٰ کا شریک ہو یا اُسنے کسی چیز کا پیدا کرنا اپنی مخلوقات مین سے کسی کے تفویض کیا ہو پس سب خیر و شر اور حسن و قبح اُسکے قضا و قدر[2] سے ہے۔

بات کا موجب نہین کہ قضائے الٰہی مین بھی تغیر پیدا ہوا اسلیے کہ انسان چار قسم کے ہین ص
مین مذکور ہے کہ مقتضی کا متغیر ہونا اس
[1] ضوء الاکثر شرح فقہ اکبر مولفہ نقشی
انوار مین سے ایک نور ہے ۱۲ منہ
صفات سے ہے اور نہ یہ اعتقاد رکھو کہ وہ
داخل ہے کیونکہ خروج و دخول اجسام کی
اپنی ذات کے خارج ہے اور عمل کی راہ سے
خارج ہے اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ وہ باعتبار
پس نہ دنیا مین داخل ہے نہ اُس سے
نہین جانتا اسلیے کہ اُسکے لیے مکان نہین
مت کہو کہ اللہ کا مکان سوا اللہ کے کوئی
از دقائق مالکی مین لکھا ہے یہ
[2] رسالہ عقیدہ امجد

انسان کو چاہیے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے مین بقدر امکان کے پھر باوجود اِسکے لائق ہے یہ کہ یقین کرے اُس بات کا کہ اُسکی طرف وہی پہونچتا ہے جو کچھ اللہ نے مقدر کیا ہے اور بندون کے کامون کا پیدا کرنے والا وہی ہے اِسلیئے کہ خالق سب چیزونکا وہی ہے اور افعال واعمال بھی بندون کے سب چیزون مین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب ہین خالق نہین اور نہ شریک خلق ہین **کسب** کے یہ معنے ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا ہے تو خداے تعالیٰ اُسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا اور **خلق** کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر و ایمان وطاعت وعصیان ونیکی وبدی بندونکی اللہ کے ارادے اور مشیت اور حکم وتقدیر سے صادر ہوتی ہے لیکن خداے تعالیٰ کفر ومعصیت سے راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور **رضا** وہ ہے کہ حکم دے کہ کرو اور اکثر ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہین چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اُسکو سواے حق تعالیٰ کے دوسرا نہین جانتا مگر باوجود اس بات کے کہ سب ارادہ وتقدیر الٓہی سے ہے بندون کو بھی اعمال مین اختیار دیا گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے ارادے واختیار سے کرتے ہین نہ جبر واضطرار سے کہ اُسی کے سبب ثواب پاتے ہین اور اُسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالیٰ کے مقدور ہین اختراع کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اُسکو اکتساب کہتے ہین اللہ تعالیٰ کی قدرت مؤثرہ ہے اور بندے کی قدرت کاسبہ اور غیر موثرہ پس افعال اختیاریہ جب بندے کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے نسبت کیے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس بندے کے مکسوب اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہونگے اللہ تعالیٰ بندے کے افعال اختیاریہ کو اُس کے ارادے کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل خیر کی قدرت واستطاعت اُس مین موجود کر دیتا ہے اور اگر بُرے کام کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے کرنے کی قدرت اُس مین پیدا کر دیتا ہے۔ بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو ضائع کر دیتا ہے اِس لیے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرض کہ بندہ کاسب ہے اور کسی قدر اختیار رکھتا ہے اِسی کا معتقد ہونا چاہیے کہ خلق خدا سے ہے اور عمل بندے سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک میں اللہ کی رضا ہے اور بد کام اللہ کی رضا اور خوشنودی کے خلاف ہے اِسکی مثال یون سمجھنا چاہیے

کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو بازار کو جا اور فلان چیز لے آ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا دام دیکر خرید لا اگر دام دیکر لاے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لائیگا تو ہم ناخوش ہونگے اِس صورت مین اگر اُسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعًا سزا پانے کا سزاوار ہے۔ اِسی طرح حق تعالیٰ نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ وہ اُس اختیار سے اچھے اور بُرے دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کامون سے ہم راضی ہین اور بدکام ہماری نارضامندی کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اُسکا بدلہ پاے گا اور یہ عین عدل و انصاف ہے حقیقت کا رامر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے دلیل اِس مدعا کی شریعت ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور اُنکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین جبتک کوئی بات معقول نہ ٹھیرے تصدیق نہین کرتے وہ اِس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین۔

اللہ پر کوئی چیز واجب نہین۔ اور اللہ کے کامون مین کوئی غرض نہین۔ اور اشیا کا حسن و قبح

اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے نہ لطف و قہر نہ ثواب و عذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی ہونچانا اُس کا احسان ہے ہمارا استحقاق اُسپر کچھ نہین ہے اگر وہ عوض ندے اور روزی نہ ہونچاوے تو اُسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اُسکی مملوک ہے اور مملوک کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اسکے حق مین بہتری اور لطف و مہربانی اور رعایت مصلحت مالک پر واجب ہو ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اُسکو دنیا و آخرت مین خسارہ ہے دوسرے اُسکا کسی بندے پر احسان و امتنان ثابت نہوتا کیونکہ اگر اُسنے کسی کو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اُس چیز کو کیا جو اُسپر واجب تھی تیسرے ابو جہل لعین اور نبی علیہ السّلام پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچھ زیادہ شکر گذاری حضرت پر واجب نہوتی اُسنے دونون کے لیے جو بہتر تھا وہ کیا اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا اور اللہ کے کامون مین کچھ غرض نہین کیونکہ غرض والا محتاج ہوتا ہے اور باوجود اِسکے اُسکا ہر ایک کام لاکھون حکمتون سے بھرا ہے کہ کوئی اُسکو دریافت نہین کر سکتا اور اُسکے فوائد و منافع خاص و عام کے لیے ہین نہ اُس کی

ذات مقدس کے واسطے کیونکہ اُسکو کسی چیز کی احتیاج نہین اور ہر چیز مین بُرائی بھلائی عقل کی طرف سے ہے جیسے کہ صانع عالم اور اُسکی توحید اور صفات کمالی کی معرفت عقلی ہے شرع پر موقوف نہین ورنہ دور لازم آئیگا باوجودیکہ اپر شرع موقوف ہے اسی طرح اشیا مین بھلائی بُرائی شرعی نہین اس طرح کہ شرع نے جسکو اچھا کہا وہ اچھا اور جسکو بُرا کہا وہ بُرا ہے اگر عکس کرتی تو عکس ہوتا مگر حسن وقبح اس بات کو نہین چاہتا کہ اُس مین حکم الٰہی بھی بندے کے لیے صادر ہو ہان وہ لائق اور مستحق اس بات کے ہوتا ہے کہ اُس مین حکم الٰہی نازل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے ترجیح بلا مرجح جائز نہین رکھتا کہ اچھی چیز کو بُرا اور بُری کو اچھا قرار دے بلکہ جو واقعی اچھی ہوتی ہے اُسکی نسبت حکم وجوب کا دیتا ہے اور جو بُری ہوتی ہے اُسے حرام کرتا ہے سو اصل حاکم اللہ ہے اور شرع کھولنے والی ہے پس جب تک اللہ تعالیٰ رسولون کو بھیجکر اور اپنا کلام نازل کر کے حکم نہ دے تب تک کوئی حکم حسن وقبح اور امر ونہی کا نہوگا یہی وجہ ہے کہ زمانۂ فترت کے لوگ ترک احکام الٰہی کی سزا مین معذب نہونگے اور اسی وجہ سے پہونچنا دعوت کا تعلق تکلیف مین شرط ہے یعنی آدمی تعمیل احکام کے ساتھ بعد پہونچنے دعوت کے مکلف ہوگا پس کافر کو جب تک دعوت نہ پہونچے اُس وقت تک نہ وہ ایمان کے ساتھ مکلف ہے اور نہ بسبب کفر کے آخرت مین مواخذہ دار ہے **فترت** ایسے زمانے کو کہتے ہین جو دو انبیا کے درمیان ہو اور آثار واحکام شریعت نبی سابق کے مضمحل ہوگئے ہون اور اہلِ فترت وہ لوگ ہین جو قبل از نسخ دین عیسوی کے متمسک تھے اور رسول منتظر کے مومن ومصدق تھے اور سلمان فارسی سے مروی ہے کہ فترت حضرت عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہین اخرجہ البخاری۔

استطاعت

استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور استطاعت کے دو معنی ہین ایک قدرت حقیقی کو کہتے ہین جو فعل کے موجود کر دینے کے لیے کافی ہوتی ہے دوسرے اسباب وآلات واعضا کی صحت و سلامتی کا نام ہے اور تکلیف شرعی کا مدار پچھلی قسم کی استطاعت پر ہے اسی لیے بچہ اور مجنون ایمان کے ساتھ مکلف نہین اور گونگا اقرار زبانی کے ساتھ مکلف نہین اور مریض کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کے واسطے مکلف نہین کیونکہ ایسے لوگون کے اعضا صحیح وسالم نہین اسلیے استطاعت

اِن مین مفقود ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو فقہ اکبر مین کہا ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کا جبر نہین کیا ہے اِسکا بھی مطلب یہی ہے کہ انسان کے واسطے تکلیف کا مدار استطاعت کے معنی دوم پر ہے نہ معنی اول پر پس جن لوگون نے یہ کہا کہ وہ مرجیہ یا جہمیہ تھے یہ اُن پر سراسر بہتان ہے اور جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو اللہ اُسکے ساتھ تکلیف اُسے نہین دیتا

مقتول کی اجل ۔ رزق حرام

مقتول اپنی اجل سے وقت پر مرتا ہے اللہ جتنی عمر اپنی تقدیر ازلی کے ذریعہ سے اُسکے لیے مقرر کر دیتا ہے اور جو وقت اُسکی موت کا علم الٰہی مین ہے اُسی وقت پر اُسکو موت آتی ہے اُسکی موت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اسلیے اُسمین کسی طرح تغیر تقدیم و تاخیر کے ساتھ قاتل کی وجہ سے پیدا نہین ہو سکتا اور قاتل پر قصاص عائد ہونا اور اُسکو عذاب الٰہی پہونچنا یہ امر شرعی ہے شرع نے رفع تنازع اور انسداد فساد اور انتظام کے لیے یہ سزائین مقرر کر رکھی ہین بندہ اگرچہ فعل قتل کا خالق نہین مگر کاسب تو ضرور ہے جب وہ ایسے نامشروع فعل کے کسب کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ موافق عادت کے اُسکے فعل کے بعد مقتول کی موت پیدا کر دیتا ہے اور موت مردے کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے بندے کو اُسکے پیدا کرنے مین دخل نہین ہے اور موت کا وقت ایک ہے متعدد نہین جو موت علم الٰہی مین ہر شخص کے مرنے کے واسطے معین ہے جس طور سے مقرر اور مقدر کی گئی ہے اُسی وقت پر آتی ہے تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اگر اس مین کچھ بھی تغیر و تبدل ہو تو علم الٰہی مین نقصان پایا جاے ۔ اور حرام بھی رزق ہوتا ہے اور ہر ایک جاندار اپنی روزی پوری کرتا ہے حلال ہو یا حرام کوئی شخص غیر آدمی کی روزی جو اللہ نے اُسکے لیے ازل مین اپنے علم اور قسمت ازلی کے ذریعہ سے مقدر کر رکھی ہے نہین کھا سکتا کیونکہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہونا ممتنع ہے ۔

دیدار الٰہی

رویتؑ حق تعالیٰ کی امکانی ہے لیکن دخول جنت سے اول واقع نہو گی دخول جنت کے بعد

مسلمان البتہ حق تعالیٰ کی رویت سے مشرف ہونگے اور رویت کے دو طریق ہین ایک یہ کہ ایسی اچھی طرح انکشاف ہوجاے کہ عقل کے ذریعہ سے اتنا یقین پیدا نہین ہوسکتا پس گویا کہ یہی نظر کے ساتھ دیکھنا ہے مگر یہ بات ہے کہ ایسا دیکھنا بغیر برابری اور مقابلے اور جہت اور رنگ اور شکل کے ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کی صورت پکڑکر مسلمانون کو اپنا دیدار دکھاے جیساکہ احادیث صحیحہ مین صورتون کا دیکھنا آیا ہے اس صورت مین اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے رنگ اور شکل اور مواجہ کے ساتھ دیکھین گے جیساکہ خواب مین رویت واقع ہوتی ہے مگر جنت مین رویت الٰہی ایسی بالمشافہ ہوگی کہ دنیا مین خواب کے اندر کبھی ایسی نہین ہوئی یہی دو طریق معلوم ہین اور اُن پر ہمارا یقین ہے اور اگر اللہ اور رسول کا رویت سے کچھ اور مطلب ہے تو ہمارا ایمان اُسپر بھی ہے اگرچہ ہم واقف نہین کہ وہ خاص کیا بات ہے[لہ]۔ اور حق یہ ہے کہ رویت کے لیے جو شرائط مثلاً کیف وجہت ومکان وصورت ومقابلہ وقرب وبعد مسافت وغیرہ قرار دی ہین یہ شرائط عادی ہین تمام اقسام حواس ہین حواس کے لیے جو چند باتین بطور عادت کے مقرر ہوگئی ہین وہم نے اُنکو شرائط ولوازم مان لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ حواس کا کام بغیران کے نہین چل سکتا درحقیقت بجز وجود رائی ومرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے اگر یہ شرطین رویت کے لیے لازمی ٹھیرین تو چاہیے کہ رویت الٰہی سے نسبت ممکنات کے بھی انکار کرین کیونکہ حق تعالیٰ حاسّے سے منزہ ہے اور اتصال شعاع کا اور مسافت متوسط کا درمیان رائی ومرئی کے متصور نہین یہ شرائط تو اجسام رنگین اور اعراض اجسام کے لیے ہین نہ اُس ذات کے لیے جو مادے سے بالکل مجرد ہو اور قرآن مین جو آیا ہے لا تدرکہ الابصار یعنی اُسکو نہین پاسکتین آنکھین اِس سے رویت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ ادراک کہتے ہین شے کی حقیقت کے جان لینے کو اور آیت مین اُسکی نفی کی گئی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شے کی رویت حاصل ہو اور اُسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیساکہ چاند کو دیکھتے ہین اور اُسکی حقیقت کا ادراک نہین کرتے یا ادراک اسے کہتے ہین کہ مرئی کو اُسکی تمام حدون سمیت پورا پورا دیکھ لینا یعنی اُسکا احاطہ کر لینا اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیساکہ علم کو احاطہ نکر لینے سے علم کا عدم لازم نہین آتا جائز ہے کہ رویت ہو مگر احاطے کے ساتھ نہو جس کی آیت مین نفی کی گئی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السّلام کو جو سوال رویت کے جواب مین خدا نے کہا لن ترانی یعنی تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا یہ انکار اِس غرض سے ہے

[لہ] ملخص حسن العقیدہ مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ ۱۲

کہ عادت الٰہی یوں جاری نہیں ہوئی ہے نہ اِس وجہ سے کہ رویت ناممکن الوقوع ہے اور غرض اِس خطاب سے یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طاقت اِن آلات حسیہ سے کہ فنا پذیر ہیں نہ لا سکے گا نہ یہ کہ آخرت میں بھی نہ دیکھ سکے گا۔ بلکہ قصہ سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نسبت رویت الٰہی کے ہمارے لیے حجت ہے جواز رویت کی اِس لیے کہ انبیا علیہم السلام سے حق جاننے والا نہ زیادہ کون ہے اگر رویت محال ہوتی تو سوال حضرت موسیٰ کا مشعر غفلت تھا مسئلہ دینی سے اور ایسی غفلت انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ کے ٹھیرے رہنے پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلیے کہ ٹھیرا رہنا پہاڑ کا جائز ہے اور معلق او پر جائز کے جائز ہے۔

فرشتے

اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں رات دن اللہ کی بندگی میں مصروف رہتے ہیں کبھی فرمان الٰہی کے بجالانے میں سستی وکاہلی نہیں کرتے صاحب پر و بازو ہیں حقیقت اُنکے پر و بازو کی خدا ہی جانتا ہے سب گناہان صغیرہ وکبیرہ سے بری ہیں کوئی اُن میں مرد و عورت نہیں چار فرشتے اُن میں سے اعلیٰ درجے کے ہیں ایک جبریل علیہ السلام جو پیغمبروں پر وحی لاتے ہیں دوسرے میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہیں تیسرے اسرافیل علیہ السلام جو قیامت میں صور پھونکیں گے چوتھے عزرائیل علیہ السلام ہیں جو روح کو قبض کرتے ہیں۔

کتب آسمانی

اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں جو اپنے پیغمبروں پر اُتاریں اور شمار اُنکا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں مشہور چار کتابیں ہیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئیں وہ یہ ہیں توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِن میں سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جتنی کتابیں اِسکے سوا نازل ہوئیں وہ سب منسوخ العمل ہیں یعنی اور کتابوں میں جو احکام قرآن شریف کے احکام کے مخالف اور متناقض ہیں اُنپر عمل کرنا درست نہیں اور نسخ میں بہت سی مصلحتیں ہوتی ہیں کیونکہ احکام

مصلحتون کے تابع ہوتے ہین اور یہ موافق اوقات کے بدلتے رہتے ہین اِس وقت جو کتابین اس نام کی اہلِ کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین اہل کتاب اپنی کتب سماویہ کے مجموعے کو بائبل کہتے ہین جو لفظ یونانی بمعنی کتاب ہے پھر اِسکے دو حصے ہین (۱) عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جس مین توریت و زبور وغیرہ اڑتیس کتابونکا مجموعہ ہے کبھی اِن تمام صحیفون کے مجموعے کو مجازاً توریت کہتے ہین انکو یہود اور عیسائی سب مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اِس مجموعے مین نو کتابین اور داخل کی ہین جنکے تسلیم وعدم تسلیم مین اُنکے متقدمین و متاخرین مین بڑا اختلاف ہے یہود اِن نو کتابون کو لغو قصے سمجھتے ہین (۲) عہد جدید اس مجموعے مین یہ کتابین ہین اول انجیل متی جس مین حضرت عیسیٰؑ کے بعد متی حواری نے مسیحؑ کی پیدایش سے لیکر موت تک کے حالات کو تاریخ کے طور پر زبان عبرانی مین جمع کیا ہے دوم انجیل مرقس اس مین بھی مرقس نے ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیحؑ کی سرگذشت سُنی سُنائی زبان رومہ مین بیان کی ہے سوم انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے زبان رومہ مین تالیف کیا ہے چہارم انجیل یوحنا اس مین یوحنا حواری نے حضرت مسیحؑ کا حال ابتدا سے انتہا تک رومہ مین لکھا ہے اِن چارون تاریخون کو کہ جن کے زمانۂ تالیف مین بڑا اختلاف ہے عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ تورات و اناجیل اربعہ اصل تورات و انجیل منزل علی موسیٰؑ و عیسیٰؑ جن کا ذکر قرآن شریف مین اکثر جگہ آیا ہے نہین وہ گم ہوگئی ہین بلکہ حسب اقرار علماے اہلِ کتاب تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جن مین بہت عرصے بعد انبیا اور حضرت مسیحؑ کے احوال کو ابتدا سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل کیا ہے اصل کتابین عبرانی و سریانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے ان کے ترجمے یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ مین ہوگئے ہین اور عہد جدید مین اناجیل کے ساتھ عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم قرار دیا ہے۔

معاد

ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہین دونون شانون پر نیک و بدکام کے تحریر کرنے کے لیے حق ہے اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت قبض ارواح کے حق ہے۔ اور عذاب قبر کا کافرون

اور بدکارون کے واسطے اور نعمتین عابدون اور مطیعون کے لیے حق ہے اور منکر و نکیر کا سوال حق ہے وہ دو فرشتے ہین مہیب صورت نیلی پیلی آنکھون والے قبر مین مردے کے پاس آتے ہین اور سوال کرتے ہین کہ پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو نازو نعمت مین رہے اور مثل عروس خواب ناز مین استراحت کرے اور قبر اسکی ایک چمن چمنہاے جنت سے متصور ہو اگر عہدہ جواب سے برات نہوئی تو محنت و عذاب دیکھے اور قبر اسکے حق مین ایک غار غارون دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت مین واسطہ ہے اور اسے عالم مثال کہتے ہین اور یہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا پہلو وہ ہے۔ قبر سے مراد یہان مدفن نہین تاکہ یہ کیفیت شامل اُن لوگون کی نسبت بھی ہو جو دریا مین ڈوب گئے ہین یا آگ مین جل کر مر گئے ہین یا کسی جانور نے اُن کو کھا لیا ہے اور عذاب روح اور بدن دونون کو ہوتا ہے مطلع ہونا اُس کی کیفیت پر ضرور نہین اور بعد مرنے کے قبرون سے مردونکا زندہ ہوکر اُٹھنا حق ہے عاقل و مجنون و صبی و جن و شیاطین و طیور و حشرات کل اُٹھین گے ظاہر ہے کہ جس نے اول عدم صرف اور نابود محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود مین لایا وہ بار دگر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ سباع و بہائم وغیرہ سے بایک دگر قصاص ہوگا اور نابود کئے جائین گے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت مین رہینگے اور عملونکا تولا جانا حق ہے تاکہ مقدار نیکی و بدی کی بندون کو معلوم ہو اور خداے علیم تو جانتا ہی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اعمال کا وزن نہین ہوگا بلکہ اعمال نامونکا وزن ہوگا یعنی جن کاغذون مین بندون کے اعمال لکھے ہونگے وہ وزن ہوکر اُن کی کمیت معلوم کی جاے گی کیونکہ اعمال اعراض ہین اور ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان سے ہے مؤمن کو لازم ہے کہ ایمان تو ترازو کے ہونے اور اعمال کے تلنے پر لاے مگر دریافت حقیقت و ادراک کیفیت کی جانب متوجہ نہو کہ کہان قائم ہوگی اور اعمال کیونکر وزن کئے جائینگے یا اعمال نامے وزن کئے جائینگے تو اُن مین اوراق کی کمی بیشی اور لمبے چوڑے اور ہلکے بھاری اور خط کے خفی و جلی ہونے اور سیاہی کی جسمیت اور عبارت کے

عالم مین مجسم اشیا موجود ہوسکتے ہین اور وہ ہر صورت خاص مین مشخص اپنے مناسب ایک واقوال وغیرہ اشیا کہ جسمین اعمال اور یہ عالم (عالم مثال) عالم عنصر کے سوا ایک دلالت کرتی ہین کہ اس صحیحہ اس بات پر اور بہت سی احادیث مین لکھا ہے بعض آیات حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے ہوچکی ہین عالم عنصری مین اسکے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بعینہ یہی چیزین عالم مین بیان سے نقل کر کے ثابت کی ہین ۱۲ منہ

طول و قصر کی کیا کیفیت ہے اور نامۂ اعمال مسلمانون کے داہنے ہاتھ مین سامنے سے اور کافرون کو پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرہ نیکی و بدی کا حق ہے اور گواہی اعضا کی حق ہے اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اُسکا پانی دودھ سے سفید تر اور اُسکی بو مشک سے خوش تر ہوگی اور اُس مین تارون سے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی اُسکا پانی ایک دفعہ پیے گا پھر کبھی پیاسا نہو گا۔ اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالیٰ روز قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریک تر اور تلوار کی باڑھ سے تیز تر رکھے گا اور اُسپر سے سبکو گذرنا ہوگا بعض ہوا کی صورت بعض آب روان کی مانند بعض تیز گھوڑے کی چال سے بعض پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعض چیونٹی کی روش سے اُس پُل کو طے کرین گے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گذرنے مین ہوگا جتنے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی طے کرنا پل کا آسان ہے بعض یہ بھی نجانین گے کہ پل تھا یا نہ تھا اور بعض مجروح ہونگے اور بعض کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے۔

شفاعت و جنت و دوزخ

شفاعت پیغمبرون اور علماء و صلحا کی گناہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالیٰ کے اور جہان شفاعت کا منع آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن اور رضا کے بغیر ہو اور جنت و دوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہو چکی ہین اب بھی موجود ہین آدم و حوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہونگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر آن واحد کے اس قول کے صادق آنے کے لیے کل شی ھالک الا وجہہ صور فنا کے وقت فنا ہو جائینگی۔ اور تعیین مکان بہشت دوزخ کی از روے نص کے ثابت نہین ہے اور چونکہ آدمیون کے نزدیک آسمان و زمین سے کوئی چیز بڑی نہین ہے اسلیے تمثیل کے طور پر کہا عرضھا السموات والارض یعنی عرضھا کعرض السموات والارض یعنی چوڑائی بہشت کی مثل چوڑائی آسمان و زمین کے ہے اور اِس آیت سے یہ مراد نہین ہے کہ جو عرض بہشت کا ہے وہی بعینہٖ آسمان و زمین کا ہے کیونکہ اِس صورت مین تداخل اجسام لازم آتا ہے

اور وہ ممتنع ہے اور جہان شارع نے سونا چاندی یا موتی وغیرہ کی چیزین جنت کے لیے بیان فرمائی ہین سو وہ اِن معدنیات کی قسم سے نہین ہین اور سمجھانا منظور تھا اِس عالم کے لوگون کو بس جنت مین جو چیزین یہان کے سونے یا چاندی یا موتی کے مشابہ کسی وصف مین تھین اُنکے سمجھانے کے واسطے اُن کو سونے چاندی یا موتی سے تعبیر کیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا عناصر کی چیزین ابد الآباد تک قیام پذیر نہین ہو سکتین بہشتی طرح طرح کی نعمتون سے خوش وخرم رہین گے اور دوزخی انواع الانواع عذاب سے معذب ہوا کرینگے -

شرائط قیامت

قیامت کی سب شرطین اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق نے خبر دی ہے حق ہین جیسے آفتاب کا مغرب سے نکلنا کہ توبہ کے دروازے بند ہوجانے کا دن ہے اور دجال اور دابۃ الارض کا ظہور کرنا اور یاجوج وماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانون کی مدد کے لیے آسمان سے اُترنا اور تین خسف کا واقع ہونا ایک مشرق مین ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین اور آسمانون کا پھٹ جانا اور کاغذ کی طرح لپٹ جانا اور تارونکا گر پڑنا اور اسرافیل کا صور پھونکنا ایک بار واسطے فنا کے اور دوسری[لہ] بارہ واسطے زندہ ہونے کے اور باقی نہ رہنا سواے واحد قہار کے یہ سب باتین واقع ہونے والی ہین -

ایمان

ایمان حق تعالیٰ پر فرض ہے اور ادراک فرضیت کے لیے عقل کافی ہے اور شرع اُسکی مؤید وموفق ہے اور ایمان تصدیق قلبی اور انقیاد واقرار زبانی کو کہتے ہین تصدیق بغیر انقیاد واقرار کے مفید نہین یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ کہ وہ خدا کے پاس سے لائے ہین اُسکو دل سے سچ جاننا اور مان لینا اور اُن کی پیغمبری کو دل سے قبول کرنا اور زبان سے اُسکا اقرار کرنا اور اُسکی گواہی دینا ایمان کہلاتا ہے اور اعمال ماہیت ایمان کا جز نہین بلکہ منجملہ کمالات ایمان سے ہین اِسی واسطے انکا تارک دائرۂ ایمان سے خارج نہین ہوتا اور نیز اعمال مین کیفاً اور کماً دونون طرح کی کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض کو ادا کرنا حضور دل

[لہ] دیکھو فتح البیان وکذا ب مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار باب ا فصل اول مطبوعہ قاہرہ صفحہ ۱۸۱

اور اطمینان اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت مین نفل سے بلکہ اُس فرض
سے بھی بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہو اور دو فرض ادا کرنا افضل ہے تعداد کی رو سے
ایک فرض کے ادا کرنے سے اسی طرح تمام فرض اور اُس کے ساتھ ساری سنتین اور نفل ادا
کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان مین کمی و زیادتی نہین ہوتی اس لیے کہ اگر
تصدیق نہین ہے تو مؤمن نہین ہے اور تصدیق عبارت ہے علم الیقین سے اُس مین گنجائش
گھٹنے بڑھنے کی نہین نہ یہ کہ جو شخص اعمال کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مؤمن ہے جو گناہگار ہے
وہ کم مؤمن ہے کیونکہ جب اعمال جزو ایمان نہین تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان مین کمی بیشی
نہین ہوسکتی اور یہ بھی ایک معمولی سی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے
جو دل سے متعلق ہے اور اعمال اعضا کے کام ہین اس لیے نہ اُن دونون سے کوئی حقیقت
مرکب ہوسکتی ہے نہ اِن مین سے ایک دوسرے کا جز ہوسکتا ہے اور متعلق ایمان مین کچھ تفاوت
نہین یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین ایمان کے لیے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا
ضروری ہے وہ سب کے لیے یکسان ہین صحابہ اور تمام مسلمان اِس لحاظ سے برابر ہین کہ دونون
ایک ہی چیز یعنی توحید و نبوت کا اعتقاد رکھتے ہین - اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونون
مین تغائر نہین اور اسلام و ایمان کے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہین
ہوسکتا دونون مین تلازم ہے جب ایک کسی پر صادق آئیگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آئیگا
یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کی نسبت کہا جاے وہ مؤمن ہے اور مسلمان نہو یا یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان ہے
اور حقیقت مین وہ مؤمن نہو- اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے اور وقت سکرات موت کے
جب آخرت کے اہوال نظر آتے ہون اُسوقت کا ایمان لانا مقبول نہین کیونکہ ایمان بالغیب
چاہیے اور یہ ایمان بالغیب نہین اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ مین مؤمن ہون اگر اللہ نے چاہا کیونکہ
اس کہنے سے ایمان مین شک پایا جاتا ہے اور شک یقین مین روا نہین اگرچہ یہ کلمہ تبرک
اور تادب کے واسطے اور جہان کام خدائے تعالی کی طرف حوالے کرنا ہوتا ہے وہان بھی استعمال
کرتے ہین مگر ایمان کے ساتھ تبرکاً بھی اِسکا استعمال درست نہین اِس لیے کہ موہم شک ہے
ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے

دیکھو مجمع العلوم فی شرح عقیدۃ الاصول ۱۲

(۳) ایمان مقبول وہ مومنون کا ایمان ہے (۴) ایمان موقوف وہ بدعتیون کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود وہ منافقون کا ایمان ہے - اور گناہ کبیرہ کرنا بندۂ مؤمن کو اصل ایمان سے نہین نکالتا ہے یعنی گناہ کبیرہ مؤمن کو کافر نہین بناتا بلکہ فاسق اور عاصی بناتا ہے اِس لیے کہ تصدیق باقی ہے اور گناہ کبیرہ کرنے والے مؤمن ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے اگرچہ بے توبہ مرے ہون اور جب تک خدائے تعالی چاہیگا بقدر مکافات اُن گناہون کے اُن کو دوزخ مین رکھکر پاک وصاف کرکے پھر اُنکو بہشت مین داخل کریگا اپنے فضل وکرم سے یا جناب شفیع المذنبین کی شفاعت سے - اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الٰہی پر ہے چاہے کرے یا نہ کرے اور عذاب کرے اور چاہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر وشرک کو نہین بخشتا ہے اور یہ بات شرعًا وعقلًا دونون طرح ثابت ہے اور اللہ تعالی اپنے وعدے کے بموجب مؤمن مطیع کو ایمان وطاعت پر یقینًا ثواب دیگا اور وعدے سے قطع نظر ثواب دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالی پر واجب نہین ہے - اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا تو توبہ اُسکی مقبول ہے اور جس نے جمیع کبائر سے توبہ کی اسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے - اور عفو کرنا حق تعالی کا لوگون کے حقوق کو بطور خرق عادت کے جائز ہے -

نبوت

واسطہ ہونا انبیا کا درمیان ممکنات اور واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کے کہ باہم متغائر ہین بالواسطہ ہونا چاہیے اور جو واسطہ دونون کا برزخ ہو وہ انبیا علیہ السلام ہین پس اللہ تعالی نے اصلاح معاش ومعاد کے لیے محض ازراہ تفضل جنس بشر سے انبیا ورسل کو واسطے پیغمبری کے بھیجا کہ آدمیون کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اُسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ ومطلع کرین اور احکام الٰہی سے بہ نسبت واجب ومندوب اور حرام ومکروہ ومباح کے خبردار کرین اور سب پیغمبرون کی معجزون کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہین اُنکی نبوت کے حق ہونے پر - اور معجزہ وہ امر خارق عادت

کو کہتے ہین کہ اُس سے اظہار صدق دعوئ نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خداے تعالیٰ کی طرف سے ایسے امر بنانے کی قدرت نہین ہوتی بلکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا از طرف خداے عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانے مین جس علم اور عمل کی وجہ سے قوم کو ضلالت ہوئی تھی وہی معجزہ اُس نبی کو خاصکر عطا ہوا جیسے حضرت موسیٰؑ کو ابطال سحر کا معجزہ خواہ حضرت عیسیٰؑ کو شفاے امراض لاعلاج مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت وبلاغت - اور بواسطۂ خبر متواتر نسبت معجزات کے ہمارے حق مین اور بواسطۂ حس صحابۂ کرام کے حق مین عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بیشک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد و وعید کا لائے ہین اور سب سے بڑا معجزہ اُن کا قرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کیا تھا قرآن کی عبارت اتنی اعلیٰ درجے کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص فصحاے عرب سے باوجود حد باندھے اور دشمنون کی کثرت کے بھی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورت کی مثل نہین بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت وبلاغت مین آنحضرتؐ سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جہان کے آپ رہنے والے تھے وہین کے وہ بھی بلکہ مجتمع ہو کر بھی اُسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اُنکو عار دلا کر کہا جاتا تھا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اگر تم سچّے ہو مقابلہ حروف سے مقاتلہ سیوف اُن کے نزدیک آسان تھا - اور عدد انبیا و رسل کا دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے پس ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ نکرنا چاہیے کہ کفر بہ نسبت بعض پیغمبرون کے اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین ہین عائد ہو پس عدد سے درگذر کر کے انبیا مین سے وہ جن کا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا متواتر حدیث سے ثابت ہوا بہ صراحت اُن کی نبوت پر اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات مین نہین ہے اُنکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین آدم علیہ السلام ہین اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آنحضرتؐ خاتم پیغمبران ہین بعد حضرتؐ کے کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آئے گا شریک اُنکا نبوت مین اُن کے زمانے مین کوئی نہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ نازل ہونگے وہ بعنوان رسالت نازل نہونگے بلکہ دین محمدی کے تابع ہونگے اور اب وہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہین جب اُن کو یہود نے قتل کرنا چاہا تو خدا نے اُنکے مشابہ ایک اور آدمی کو کردیا اور اُن کو آسمان پر اُٹھا لیا چنانچہ اللہ فرماتا ہے

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

یعنی یہود کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو کہ پیغمبر اللہ کا تھا مار ڈالا اور حال یہ ہے کہ نہ اسکو مارا ہے نہ سولی پر چڑھایا ہے لیکن وہی صورت بنگئی اُن کے آگے اور بعض کہتے ہین کہ شُبِّهَ لَهُمْ سے یہ مراد نہین کہ کسی اور شخص کی صورت حضرت عیسیٰؑ کی سی صورت ہوگئی مطلب یہ ہے کہ شبہہ ڈالا گیا اُنکے لیے وہ شبہہ یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چڑھا لیے گئے تو سرداران یہود نے دانستہ ایک غیر آدمی کو عوام کی دھوکا دہی کی غرض سے سولی دیدی اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہین قیامت کے قریب زمین پر اُترینگے اور دجال کو قتل کرینگے اسکے بعد خدا اُنکو موت دیگا۔

عصمت انبیا و تفضیل انبیا

عصمت شرط نبوت ہے اور مطاع ہونا اُنکا لوازم نبوت سے ہے اور ظاہر ہے کہ بشر ہین سے جو شخص باین صفات متصف ہوگا اُس شخص سے جس ہین یہ صفات نہون افضل ہوگا لہذا انبیا و رسل افضل خلائق ہین اور خدا کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہین اور سوائے نبیؐ کے کوئی کسی وقت ہین اولیٰ درجہ پیغمبر کو نہین پہونچ سکتا پس تمام بنی نوع انسان سے کوئی شخص انبیا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔ البتہ انبیا آپس ہین فاضل و مفضول ہین یعنی بعضون کا مرتبہ

بعضون سے زیادہ ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ کون پیغمبر ان پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے اور کون مرتبے مین کم ہے البتہ ہمارے پیغمبر سب انبیا علیہم السّلام سے افضل ہین نبوت اُن کی ثابت ہوئی ہے اور خود اُنھون نے اپنی فضیلت کی خبر دی ہے اور برخلاف اور انبیا و مرسلین کے وہ سب خلق کی طرف بھیجے گئے ہین اُن کی دعوت تمام ممالک کے بنی آدم اور جنون کو عام ہے مگر بعثت اولیٰ عرب کے انس وجن کی طرف ہے اور اُن کے ذریعے سے دوسرے ملکون تک رسالت پہونچی اِس لیے کتاب آپ پر عربی زبان مین مذاق اہلِ عرب کے موافق نازل ہوئی تاکہ اُنکے ذریعہ سے اِس کلام پاک کے دقائق اور معانی اور احکام سلسلہ بسلسلہ اور ممالک مین پہونچ جائین اگر ہر قوم کے لغت کی رعایت رکھی جاتی تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس حد تک اُس کتاب مین ہو جاتی کہ اصل مطلب کا سمجھنا دشوار ہوجاتا اور جبکہ ایسی کتاب نازل ہوتی وہ بھی ہر قوم کے لغات و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے تھے پس کلام مجہول اللفظ والمعنی کو کس طرح اُن قومون تک پہونچا سکتے اور وحی مین رویت فرشتے کی شرط نہین ہے اور نہ وحی نبی کا خاصہ ہے ۔ اور سب پیغمبر خدا کا حکم پہونچانے مین سچے ہین اور جو امر و نہی کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین نہ اپنے دل سے اور سب انبیا پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی کفر اور گمراہی سے پاک اور محفوظ ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً صادر نہین ہوتے اور سہواً گناہ کبیرہ سے بھی معصوم مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اُنکی اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اُن سے قول و فعل صادر ہو پس اُن سے کیونکر وہ چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اُنکی اقتدا کے ساتھ حکم کیے جائین اور جو صغیرہ ایسے ہین کہ اُن سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور رذیلہ پن پایا جاتا ہے وہ انبیا سے نہ عمداً سرزد ہوتے ہین اور نہ سہواً ہر طرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ ایسے نہین ہین وہ انبیا سے سہواً ممکن الوقوع ہین مگر اپنی خطا پر جمے نہین رہتے اُنکو غیب سے تنبیہ ہو جاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ جو سہو و نسیان اُن اقوال مین جو خبر دینے اور احکام الٰہی اور شرائع کے پہونچانے سے تعلق رکھتے ہین جائز نہین کیونکہ واقع کے خلاف خبر دینا کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے اِس لیے کہ کذب کی وجہ سے اُنکی خبرون سے وثوق اُٹھ جائیگا مگر جس بات کا کہ حق تعالیٰ نسخ چاہتا ہے اُسکو فراموش کرا دیتا ہے اور یہ جائز ہے کہ انبیا کسی کار مباح کا قصد کریں اور وہ اتفاقی طور پر معصیت ہو جائے ۔ اور انبیا کی اس لغزش کو

کہتے ہین اور جن جن انبیا سے زلّات سرزد ہوئے ہین سب معاف کردئے گئے ہین اور نیز انبیا منزّہ اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے مثل عُجب اور حسد اور حقد اور جبن اور مکر وغیرہ کے اِس لیے کہ رذائل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے بدتر ہین۔ اصل فطرت انبیا علیہم السّلام کی ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر علیا سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی کا جنپر عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہے ناممکن ہے اور عطا ہونا ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر عُلیا کا امر وہبی ہے اصل فطرت مین نہ کسبی اور نہ کوئی نوع بشر سے بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوئے مدارج کمال مین اُن کے رتبے کو پہونچتا۔

معراج

معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری مین مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہان سے آسمان تک پھر جہان تک کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا حق ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہے انکار اسکا کفر ہے اور اطباق سماوات سے گذرنے مین احادیث صحیحہ صریحہ مشہورہ وارد ہین انکار اسکا گمراہی وفسق ہے اور آگے اِس سے جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا احادیث آحاد سے ثابت ہے انکار اِس کا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہے اور معراج آسمانون کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمانون کے اوپر اُن کے حکم توفی مین تھا۔

اہل بیت تفضیل صحابہ

اہل بیت سے مقصود حضرت کی اولاد اور بیبیان ہین اور امام حسنؑ و حسینؑ بھی اہل بیت مین سے ہین اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کو معاشرت و ملازمت رہی ہے اِس لیے وہ بھی اُن مین سے ہین اور حضرت کے اصحاب سب امت سے بہتر اور افضل ہین اور خلفائے اربعہ سب اصحاب سے افضل ہین اور اُن کی افضلیت بہ ترتیب خلافت ہے یعنی پہلے ابُوبکرؓ صدیق پھر حضرت عمرؓ فاروق پھر حضرت عثمانؓ ذی النورین پھر حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین افضل ہین اور فضیلت کے

یہان معنے عند اللہ زیادتی ثواب کے لیے جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلاً کثرت علم و شرف نسب و شجاعت و مروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین پس جس کو کثرت ثواب کی وجہ سے تفضیل حاصل ہو اُس کے لیے یہ بات منقصت کا موجب نہین ہے کہ غیر شخص اُس سے کسی دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلاً کوئی صحابی کثرت روایت مین حضرت ابُوبکر سے زیادہ ہو تو اس فضل جزئی سے اُن کے فضل کلی مین نقصان نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک صحابی کی تفضیل دوسرے صحابی پر محال ہے اسلیے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور سنانی اور فن قضا اور ہاشمیت خصوصاً زوجیت بتول مین صدیق اکبر پر قطعی ہے پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جس کو نبی کے ساتھ زیادہ مشابہت تھی ریاست امت کے معاملے اور دین کی محافظت اور فتنہ و فساد کے مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملکون مین اسلام پھیلانے اور حدود و تعزیرات قائم کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی ہین وہ افضل ہے اور خلفاے اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و عبیدہ بن جراح صحابہ مین افضل ہین بعد عشرۂ مبشرہ کے اُن صحابہ کو فضیلت حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور بعد ان کے اُن صحابہ کو فضیلت ہے جو جنگ احد مین شریک ہوے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو فضیلت ہے اور عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ اور خدیجہ اور عایشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم بہشتی ہین اور اسلام مین انکا مرتبہ اعلیٰ ہے اور بی بی فاطمہؓ سردار ہین سب بہشت کی عورتون کی اور حسنؓ و حسینؓ سردار ہین جوانانِ اہلِ بہشت کے اور ابوطالب حالت کفر پر مرا ہے اور جناب رسالت مآب کے اہل بیت گناہون کے صدور سے محفوظ تھے معصوم نہ تھے عصمت انبیا سے خصوصیت رکھتی ہے اور اِن بزرگون کا حال دوسرے مجتہدین کا سا ہے کہ اپنے اجتہادات مین مصیب بھی ہوتے ہین اور مخطی بھی اور جس طرح انبیا سے زلّات سرزد ہوے ہین اِن سے بھی سرزد ہوئے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایسے امور اُن سے بھول چوک کر واقع ہو جاتے ہین جو اُن کے مراتب کے خلاف ہین نظیر اسکی یہ ہے کہ جب حضرت صدیق نے حضرت فاطمہؓ زہرا کی مرضی کے موافق باغ فدک تقسیم نہ کیا تو وہ اُنسے ناخوش ہو گئین اور حضرت ابُوبکر سے ترک کلام کر دیا اور برابر ترک کلام کیے رہین یہانتک کہ اُنکی وفات ہو گئی یہ بی بی صاحبہ کی طرف سے زلّت واقع ہوئی جس مین کسی قسم کا گناہ نہین ہے بلکہ

شرح مسلم الثبوت مولفہ بحر العلوم ۱۲

خلافت

خلافت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہی بعد اُسکے بادشاہت اور سرداری ہوگئی حضرت ابوبکرؓ کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت عمرؓ کی دس برس اور چھ مہینے اور حضرت عثمانؓ کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت علیؓ کی چار برس اور نو مہینے ہے اِس حساب سے خلافت چاروں خلفا کی اُنتیس برس اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے اُن مین حضرت امام حسن خلیفہ رہے پس یہ بھی خلفا مین سے ہوے اور یہ خلافت راشدہ ہے کہ نبوت کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت ہے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر چکا اور حکومت والامت کا دور شروع ہوگیا تو حضرت امام حسنؓ نے معاویہ سے جو برسر نزاع تھے صلح کر لی اور خلافت سے کنارہ کش ہوگئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبول تھی اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔ اور امام حسینؓ کا خروج خلافت راشدہ کے دعوے کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لیے گئے تھے تاکہ اُسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اُسکا پورا پورا تسلط نہین ہونے پایا تھا اور اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اُس سے برضا و رغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث مین جو آیا ہے کہ بادشاہ ظالم سے تعرض نکرنا چاہیے یہ اُس صورت مین ہے کہ اُسکی سلطنت بلامزاحمت و منازعت جم چکی ہو۔ اور خلفاے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ خلفا کا استعمال مجاز آیا ہے اور خلفاے اربعہ کی خلافت کا ثبوت نہایت بدیہی ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اُس کی شرطین ذہن مین تصور کرین اور چاروں خلیفہ کی سوانح عمری اور احوال تاریخی پر نظر ڈالین تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ اُن مین خلافت کی شرطین ثابت ہین اگر خلافت کے ثبوت کا خفا اِن مین کچھ ہے تو وہ دوسرے معانی کی وجہ سے ہے جو مفہوم خلافت مین مان لیے گئے ہین جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی امام مین ہونا شرط کرتے ہین ورنہ یہ مسلمان بھی تھے عاقل بھی تھے بالغ بھی تھے آزاد بھی تھے مرد بھی تھے اعضا

بھی اِن کے درست تھے قریش بھی تھے مجتہد بھی تھے اور اُنھون نے کافرون سے جہاد بھی کئے بلاد روم و عجم کو انھون نے تسخیر کیا ہے اور خلافت کے لیے اِسی قدر کافی ہے اور جس قدر مخالفین نے اُن پر افترا کیا ہے اور عیب لگائے ہین اُس کا مرجع امر مختلف فیہ ہے جیسے سواے اُن کے اور مسلمان صحیح نہین جانتے ہین۔

صحابہ پر طعن نکرنا چاہیے

اگرچہ بڑے بڑے صحابہ عمداً گناہون کے صدور سے محفوظ تھے مگر یہ نہ تھا کہ تمام صحابہ مین سے کوئی بھی قابل طعن نہو اس لیے کہ بعض صحابہ سے شراب خوری ثابت ہوئی ہے اور جناب سرور کائنات نے اُنپر حد جاری کی ہے اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ تہمت زنا ثابت ہوا اور اُنپر حد جاری کی گئی اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کئے گئے مگر اتنا ضرور ہے کہ بوجہ صحبت خیر البشر کے اُن کی خطائین قابل گرفت نہین دیکھو اللہ پاک نے حضرت آدمؑ کے حق مین کہا ہے وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی یعنی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہو گیا اور حضرت یونسؑ کی شان مین کہا وَهُوَ مُلِيْمٌ یعنی وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا باوجود اِسکے حضرت آدمؑ کو گناہگار اور گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونسؑ کے حق مین لفظ مُلیم استعمال کرنا ناجائز اِس وجہ سے اُمتیون کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق مین کلمۂ خیر کے سوا کچھ نکہین اگر کچھ برخلاف خیر و خوبی کے منقول ہو اُس سے چشم پوشی کرین کیونکہ صحابہ و محبین رسول کے بُرا کہنے مین اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہے تو کفر ہے جیسے بی بی عائشہ پر زنا کی تہمت کرنا اس لیے کہ خداے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین اِس عیب سے اُن کی بریت بیان کر دی ہے اور اگر ادلہ قطعی کا خلاف نہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے پس کسی صحابی پر لعنت نکرنا چاہیے نہایت کار کسی صحابی کا خلیفۂ برحق سے بغاوت اور اُسپر خروج ہوگا تو یہ ارتکاب کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ قابل لعن نہین قرابت داران رسولؐ نے اپنے دشمنون کی تکفیر کب کی جو اورون کو کرنا چاہیے اور نفرت جو اُنکو مخالفین سے تھی یہ بوجہ نزاع اور جنگ و جدل کے ہو گئی تھی مگر ایمان و اسلام مین اُن کے کسی طرح کا کلام نہ تھا اللہ تعالیٰ نے لعنت کے اپنے بندون کو معاف رکھا ہے اِسلیے کہ اگر کوئی عمر بھر ابلیس پر لعنت نکرے تو اُس سے نہ ہوگا کہ تو نے لعنت کیون نہین کی اور لعنت کرنے کی صورت مین تو سوال کا اندیشہ ہے

اور کسی کا قتل یا بیحرمتی گناہ کبیرہ ہے کفر نہین توبہ سے کفر بھی مغفور ہے تو گناہ کبیرہ بدرجۂ اولیٰ معاف ہو سکتا ہے دیکھو وحشی نے حمزہ عم رسول علیہ السلام کو قتل کیا اور جب وہ مسلمان ہو گیا تو وہ مستحق لعنت نرہا گناہ معاف ہو گیا پس گناہگار مسلمان کو برا کہنے سے زبان روکنا چاہیے کیا عجب کہ اللہ نے اُسے توفیق توبہ دی اور حسن خاتمہ نصیب کیا ہو۔

تکفیر اہل قبلہ

اہلِ قبلہ کو جو مسلمانون کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہین اور قرآن وحدیث کے ساتھ تمسک کرتے ہین اور شہادتین کی تصدیق و اقرار کرتے ہین کافر کہنا نہ چاہیے جب تک کہ کوئی قول و فعل کفر کا اُن سے صریحاً نہ پایا جائے جیسے معاد کا یا خدائے تعالیٰ کے وجود کا یا نبی کا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے اُسکا لزوم کفر نہین۔ اگر مدلول نص کو بدلول نص اعتقاد کرکے بے تاویل انکار کرے اور کہے کہ ہر چند نص ہو اور وہ ہے مگر مین اِس بات کو قبول نہین کرتا یہ کفر کا التزام ہے اور اگر نص کو تاویل کرکے اگرچہ وہ تاویل حقیقت مین صحیح نہو مدلول ظاہر کو نہ مانے تو یہ لزوم کفر ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی ثابت ہے تاویل باطل کے ساتھ انکار کرتے ہین تو کفر لازم نہین آتا سو یہی حال **شیعہ** کا ہے کہ وہ دین محمدی کو حق جانکر ایمان لائے ہین اور اُنھون نے اُس اجماع سے جو خلفائے ثلثہ کی خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھ کر انکار نہین کیا ہے بلکہ ایک شبہ اُن کے دل مین پیدا ہو گیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہین اور وہ شبہہ یہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور حقیقت مین اُن کے خلیفہ برحق ہونے کے معتقد نہ تھے پس در اصل اجماع منعقد نہین ہوا تھا اگرچہ یہ شبہہ باطل ہے مگر اُن کے عندیے مین تو صحیح ہے اِس لیے تکفیر سے روکتا ہے پس اِس طرح کی باتین بدعت ہین کہ تاویل سے صادر ہوئی ہین اور یہان سے عدم تکفیر **خوارج** کا بھی ہر ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق مین فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یعنی دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار مین سے اِس سے مقصود نکل جانا امام برحق کی اطاعت سے ہے اور حقیقت مین اسلام سے نکل جانا مراد نہین اور عموماً صوابہ او خصوصًا

شیخین کو بُرا کہنا کفر نہین فسق ہے اِس لیے کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسرے مسلمان اِس حکم مین برابر ہین بالفرض اگر کوئی مسلمان خلفاے راشدین مین سے کسی کو قتل کرڈالے تو بھی وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنا قتل سے کمتر ہے ہان معاصی کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوۃ کفر نہین بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر ہے۔ تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی راے نہین یہ افواہ متاخرین مین پھیل گئی ہے۔ امر منقح اور قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین شرکت اُن کے ساتھ مثل شرکت اسلام کے جائز نہین اور جو ایسے نہون گو صحابہ کو بُرا کہتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین اور یہ جو امام ابوحنیفہ و امام شافعی سے مروی ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز ناجائز ہے سو یہ بات اُنکے کفر کی وجہ سے نہین بلکہ اہلِ سنت کو اُن کی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ اُنکی بدعت نے زور پکڑا تو اُن کے ایمان مین شبہہ پیدا ہوا پس اہلِ سنت کو حکم دیا کہ اُن کے پیچھے نماز خراب ہوگی۔

کرامات اولیا

کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور **کرامت** ایسے فعل خارق عادت کو کہتے ہین جو نہ دعوے نبوت کے ساتھ مقرون ہو اور نہ کفار کے مقابلے مین واقع ہو اور جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری اور نشانی اُسکی یہ ہے کہ زہد اور تقویٰ اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت و سنت نبویؐ کے کوئی کام نکرے اعتماد اُسکا خدا پر ہو ماسوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہو اور عشق و محبت نے اُسکے ظاہر و باطن مین سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے طاعت پر مواظبت شرط ہے اِسی مواظبت کو عرف مین استقامت کہتے ہین پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور اُس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہین بلکہ **استدراج** اور **مکر اللہ** ہے اور حق تعالیٰ جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا دیتا ہے ہر وقت اُس سے کرامت ظاہر نہین ہوتی اور یہی معنے ہین خرق عادت کے اگر ہر وقت اُس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہو جاتی خرق عادت نام نرہتا اور خرق عادت کی بہت سی قسمین ہین جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ کر دینا اور دعا کا قبول ہو جانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصے مین طے کر لینا اور غائب چیزون پر مطلع ہونا اور اُن کی خبر بیان کرنا

اور ایک وقت مین مختلف مقامون مین ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سُننا اور کھانے پینے کی چیزون کا حاجت کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا مین اُڑنا اور ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو۔ اور کرامات اولیا اُنکے نبی کے واسطے معجزہ شمار کی جاتی ہین کیونکہ پیرو لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اُس نبی کی صداقت کے لیے دلیل بین ہے

ولی نبی کے رتبے کو نہین پہنچتا

کوئی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالیٰ سے قرب اور اُسکے نزدیک فضل وکرامت مین نہین پہنچتا کیونکہ ولی کے لیے پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبۃ نہین اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہے اور معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہین البتہ محافظت کرنے سے بُرے کامون سے بچتا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتونکا مشاہدہ کرتا ہے اور لوگون کے پاس پیغام پہونچانے کے لیے مامور ہے بخلاف ولی کے بلکہ اسپر تو دلیل کی بھی ضرورت نہین اس لیے کہ اولیا کو مرتبۂ ولایت اللہ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے چنانچہ قرآن مین خود اللہ فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[له]

تکالیف شرعی عاقل وبالغ سے ساقط نہین ہوتین

کوئی آدمی اِس مرتبے کو نہین پہنچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی اُس سے ساقط ہو جائین بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مؤمن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عُذر شرعی احکام شرعی معاف نہین جس طرح اور سب پر فرض واجب ہین اسی طرح ولی نبی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف شرعی مین وارد ہین سب عام ہین کسی کی اُسمین خصوصیت نہین۔

نصوص شرعی ظاہر پر محمول ہین

آیات قرآن اور احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن وحدیث کے ساتھ مکلف ہین مگر جس کا کہ ظاہر سے پھیرنا تواتر ثابت ہوا ہو اُسکی تاویل چاہیے اِسکے سوا جائز نہین

[له] دیکھو جواہر عظم یہ بیان کی فضیلت انبیا بر اولیا ۱۲

شیعۂ باطنیہ کہتے ہین کہ کتاب و سنت مین وضو اور تیمم اور نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حج اور بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کی نسبت جو کچھ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہین سب کے اور ہی معنے ہین اور جو معنے لغت سے مفہوم ہوتے ہین وہ شارع کی مراد نہین مثلاً حج سے مراد امام کے پاس پہنچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکھنا اور نماز سے مراد امام کی فرمان برداری وغیرہ وغیرہ۔

مصباح الہدایت مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے ساتھ جھوٹی مشابہت رکھنے والی ایک جماعت ہے جو باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہین یہ کہتے ہین احکام شرعی کی پابندی عوام کے لیے ہے جو اشیا کی ظاہری باتون کے سوا کچھ نہین سمجھتے باریکیون اور حقائق و دقائق سے نابلد ہین۔ خواص اور اہل طریقت کی سمجھ عالی ہے انکے لیے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہین اسی لیے انھون نے کہا ہے کہ قرآن و احادیث کے معانی یہ نہین ہین جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجھے جاتے ہین بلکہ قرآن کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی نہین کہ نماز پڑھو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کے ساتھ اور یہ قیام و قعود محض بیکار ہے اور روزے کی اصل یہ ہے کہ نفس کو اُسکی خواہشون کے پورا کرنے سے روکے اور زکوۃ کی اصل یہ ہے کہ مال کی محبت یک قلم دل سے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور مناسک کی اصل سیر ہے اللہ مین اور اُس مین خیال جمانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ باتین اصل شرع کی ہادم ہین بلکہ اُن سے وہ اصل نبی علیہ السّلام کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور مدار شرع کا احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقون اور تلقین کا اعتبار کیا جائے تو یہ سب باتین بیکار ہوئی جاتی ہین سب کا دار و مدار شیون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے اور اس سے شریعت کا باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول اور اولیاء اللہ اور علمائے فرقۂ باطنیہ کے سوا اور کوئی نہین سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لیے قرآن کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت ہے ہان جو حقائق اور دقائق قرآن محققین ارباب سلوک سمجھتے ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنے کا انکار نہین کرتے بلکہ اُنکو مانکر پھر اور دقائق نکالتے ہین کہ ظاہری مرادات سے منطبق ہوتے ہین اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین رکھا ہے کیونکہ قرآن کے لیے ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے۔

تناسخ

مردے کو دنیا مین قیامت سے پہلے رجوع نہین ہے اور تناسخ ارواح کا یعنی یہ اعتقاد کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے اسکو جزا و سزا اسی دنیا مین اس طرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی ہے اور پھر بعد رفع ہونے اس تعلق کے دوسرے جسم عنصری سے جو پہلے سے مغائر ہوتا ہے متعلق ہوتی ہے باطل ہے کیونکہ

(۱) مجرم کو سزا دیتے ہین تو اُس کو اول جرم کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت مین تو نے کیا تھا اُس کے عوض یہ سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اس بات کا علم نہین رکھتا ہے کہ مجھکو جو تکلیف لاحق ہے فلان جرم کی وجہ سے ہی جو اِس جسم کے حاصل کرنے سے پیشتر کسی اور جسم سے تعلق رکھنے کی حالت مین سرزد ہوا تھا پھر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ سے تبدیل ابدان ہوکر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلائیے شروع ہستی مین انسان نے کونسا عمل کیا جس کی وجہ سے جسم انسانی حاصل ہوا اور گائے گھوڑے اونٹ اور ہاتھی نے کونسا عمل کیا جس سے ابتدا مین یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات جدا جدا مخلوق ہے اور دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالیٰ مجرمین کی زبانی کہتا ہے یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبُ بِاٰیَاتِ رَبِّنَا کاش ہم پھیرے جائین اور نہ جھٹلائین نشانیان اپنے رب کی (ایضاً) رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج کہ ہم اچھے کام کرین پس اگر تناسخ ارواح واقع مین ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے جواب مین فرماتا کہ تم آرزو پھر جانے کی کرتے ہو تم کو تو کئی دفعہ دنیا مین لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہین فرمایا۔

مُردون کے لئے دعا وصدقہ

زندون کی دعا مُردون کے واسطے اور صدقہ دینے مین مُردون کی طرف سے مردون کو نفع ہے اور خدا ے تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے سبب پیدا کیا ہے بعض اسباب ظاہر ہین بعض چھپے ہین اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُسکی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کردے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکری سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اندازے کو تقدیر کہتے ہین یہ دو تقدیرین ہین ایک بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اُسکو معلق کہتے ہین اور جو نہین بدلتی اُسکو مبرم بولتے ہین پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر کے رد کرنے کا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر کیا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ دیگا تو نفع پہونچے گا بلا اُسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا وقدر الٰہی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ اودیہ طبیہ شفا کے لیے اور بندون کے

اعمال بہشت ودوزخ مین داخل ہونے کے لیے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم مین تغیر نہین ثابت ہوتا بلکہ بہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے۔

امامت

امامت یا ریاست عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیون وغیرہ کے دین ودنیا کے کامون کی حفاظت کے لیے بطور نیابت کے رسول علیہ السّلام کی طرف سے یعنی علم دین کا جاری کرنا اور ارکان اسلام کا قائم رکھنا اور نیک کامون کے لیے حکم فرمانا اور بُرے کامون سے منع کرنا اور کافرون پر جہاد کرنا اور قاضی مقرر کرنا اور شرعی سزائین جاری رکھنا وغیرہ وغیرہ جس طرح نبی علیہ السلام کی ذات فائض البرکات سے انجام پاتے ہین اسی طرح یہ شخص بھی جو منصب امامت کے ساتھ نامزد ہوا ہے انجام دیگا پس اگر کوئی بادشاہ نہو اور اُسکا حکم نہ مانا جائے وہ ہرگز امام نہوگا ہم کتنا ہی اُسے افضل فرض کرین اور جانین کہ یہ فاطمی ہے اور معصوم بھی ہے اور طاعت بھی اُسکی واجب ہے اور اگر کوئی کافر بزور شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام کو اُٹھائے اور تمام رعایا سے خراج وباج لیتا رہے اور دین اسلام کے کام مین مصروف نہو وہ امام نکہلائے گا اور جو امام مصلے پر بیٹھنے والا تسبیح ہاتھ مین رکھنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا طلبا کو پڑھانے والا مشکل علمون مین کتابین تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا اور خون ریزی اور کفار کا مال چھیننے سے بچنے والا ہو اور اُسکے عہد مین بعض آدمی بعض پر ظلم کرین اور قوی ضعیف کو ستائین اور شریفون کو مفسدون کے ہاتھ سے آبرو بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج مسلمانونکو نہین کیونکہ جو کچھ امامت وسلطنت کے لئے ضروری ہے وہ اُس سے حاصل نہین ہوتا۔ اور امامت کے ثبوت کے تین طریقے ہین نص۔ اختیار دعوت پچھلے دونون طریقے ایسے ہین کہ اُن کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہے امامیہ ان کے ابطال پر متفق ہین اور اہل سنت وجماعت اور معتزلہ اور خوارج اور زیدیہ کہتے ہین کہ دعوت امامت کا طریقہ ہے[لہ]۔ جمہور کی یہ رائے ہے کہ امامت کا سارا مبحث حقیقۃً مسائل فقہیہ مین سے ہے اِس لیے کہ امام کا مقرر کرنا دلیل سمعی سے واجب ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر گروہ ناجی اور فقہائے مالکہ کا اختلاف کھولدینے کی غرض سے علم کلام مین لے آتے ہین لیکن اس باب مین حق وہ ہے

[لہ] دیکھو نہایۃ العقول ۱۲

جو صاحب مسایرہ شرح مسائرہ ابن ہمام نے اختیار کیا ہے کہ امامت کے سارے مباحث ایسے نہین ہین جو صرف فعل مکلف سے متعلق ہون اس واسطے کہ ان ہین سے بعض اعتقادی بھی ہین مثلاً اس بات کا اعتقاد کرنا کہ امام اول حضرت ابوبکرؓ ہین پھر حضرت عمرؓ اور خلفا کی تفضیل علی الترتیب بھی اسی قبیل سے ہے پس اس مسئلے کے عقائد سے ہوتے ہین کوئی کلام نہین مگر باوجود اسکے جمہور اسکو ظنی جانتے ہین قطعیت پر کوئی دلیل کافی قائم نہین القصہ بلحاظ دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانون پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے امام یعنی سلطان کا مقرر کرنا اسلیے کہ مکلفین کے کام جیسے حدود قائم کرنا اور جہاد کرنا اور احکام شرع کے موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پھیلانا اور ارکان اسلام کا قائم رکھنا اور کفار کو عملداری اسلام سے بھگانا اور امر معروف اور نہی منکر کرنا اور دشمنون پر چڑھائی کے لیے لشکر درست کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچّون کا ولی کوئی نہین ہے اُن کی ولایت کرنا وغیرہ یہ تین سلطان سے وابستہ ہوتی ہین پس اُسکا مقرر کرنا بھی مکلفین کی راے پر واجب ہے اسلیے کہ مقدمہ واجب اُسی پر واجب ہوتا ہے جس کے ذمے واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود امام جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہین بلکہ جانب خدا سے اُسکا تقرر بہت سے مفاسد کا موجب ہے اسلیے کہ مخلوق کی رائین اور خواہشات نفسانی مختلف ہوتی ہین پس ایک شخص کو یا کئی اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے لیے تمام زمانون مین مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیان پیدا کریگا طرح طرح کے جھگڑے اور فساد کھڑے ہونگے امامت کمزور ہوجائیگی دشمن غلبہ کرینگے اور امام کو اپنی جان کے خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑیگا بلکہ جان و مال معرض ہلاکت مین آجائینگے اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبھی اپنی جان کو ظاہر نکرسکیگا ان قبائح پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمّے جاننا اور اُسے الطاف الٰہی سے شمار کرنا باطل ہے اگر امام کا مقرر کرنا لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہے تو اس شرط سے ہوتا کہ امام کو تائید غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق کے لیے کوئی برہان اُسکے ساتھ ہوتی اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتھ نہین ہے تو پھر لطف الٰہی کیا ہوا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام کا مقرر کرنا مکلفین پر واجب ہے تاکہ حاجت کے وقت اپنی مصلحت کے موافق کسی کو اپنا

رئیس بنائین اور امام کے لیے نو شرطین ہین (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کیونکہ اکثر مہمات امارت بدون عقل کامل اور شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ عورات مین معدوم ہے (۳) غلام نہو (۴) عاقل ہو (۵) بالغ ہو کیونکہ بغیر اسکے اپنے نفس پر بھی ولایت نہین ہوسکتی پھر ولایت عامہ کیونکر ہوسکتی ہے (۶) عادل ہو کیونکہ فاسق گواہی کے قابل نہین اور امارت عامہ کی اہلیت شہادت کی اہلیت سے بالاتر ہے اور عدالت صفت قلبی اور ملکۂ نفسانی ایسا ہے جسکی وجہ سے آدمی متقی پرہیزگار بامروت ہوجاتا ہے اور اُس سے التزام کے ساتھ تقویٰ اور مروت کے کام صادر ہوتے ہین اور گناہ کبیرہ کرنے سے فوراً عدالت جاتی رہتی ہے گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی قادح عدالت ہے اور مروت سے یہ مراد ہے کہ اخلاق اور عادات اپنے زمانے کے امثال اور اقران کے یا اُن سے اچھے اختیار کرے یا اُس شہر کے آدمیون کے سے اختیار کرے جہان رہتا ہے پس جو کام اُسکے امثال واقران پر باعث مضحکہ ہون سب خلاف مروت اور قادح عدالت ہین۔ (۷) قوم کا قریش ہو (۸) ناقص الاعضا[۲] یعنی گونگا بہرا اور اندھا نہو اس لیے کہ امام پر واجب ہے حکم دینا اس طرح کہ اُسکے مطالب مین شبہہ نہ پڑے اور مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقرلہ اور شاہد و مشہود کی شناخت اور اُنکا کلام سُننا اُسکے واسطے ضروری ہے اور واجب ہے اُسپر مقرر کرنا اپنی طرف سے نائبون اور قاضیون کا شہرون مین اور لشکرون کو جہاد مین حکم دینا اور یہ سب باتین سلامتی اعضا کے بدون ممکن نہین (۹) مجتہد[۳] ہو اور مجتہد ہونے سے صرف اس قدر مراد ہے کہ جن چیزون کی احتیاج ہے اُنکا عالم ہو

۱ نہایۃ العقول فی درایۃ الاصول مین امام رازی نے لکھا ہے کہ امام مین ان نو صفات کا ہونا چاہیے (۱) مجتہد ہو اصول و فروع دین مین (۲) صاحب عدالت و دیانت ہو (۳) شجاع ہو (۴) [illegible] اور یہ چارون صفات موقوف ہین ان چار صفات پر (۱) مرد ہو (۲) آزاد ہو (۳) بالغ ہو [illegible]

۲ (۴) عاقل ہو یہ آٹھون صفات بالاتفاق معتبر ہین اور نوین صفت یہ ہے کہ قریشی ہو اور یہ اہل سنت کے نزدیک معتبر ہے اور معتزلہ مین سے ابو علی جبائی اور ابو ہاشم کا بھی یہی مذہب ہے اور جاحظ نے کہا ہے کہ قریشی ہونا جملہ معتزلہ کے نزدیک مشروط نہین اور یہی رای خوارج کی ہے ۱۲ منہ

۳ [illegible] المقصد [illegible] صفات [illegible] بالغ عاقل ذکر حر مسلم [illegible] شجاع [illegible] سلیم السمع والبصر والنطق [illegible]

کیونکہ ضروری چیزون کا جاننا امام کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ تمام کاروبار اور احکام کے اجرا کا مدار سلطان پر ہے اور جبکہ اُسکو اتنا علم نہو گا جس قدر سے حق و باطل مین تمیز کر سکے تو لامحالہ تمام معاملات کو خبط کر دیگا خاصکر جبکہ خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور بنفس خود اُن کامون کو انجام ندیتا ہو تب بھی اِس قدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم متقی پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنے کے لیئے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز نرکھتا ہو توکسی اچھے عالم سے ایسے عالم کے حال کو دریافت کرلے۔ فتاوی ابراہیم شاہی مین مذکور ہے کہ بعض کے نزدیک امام کا مطاع ہونا شرط ہے اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ شرط نہین اسلیئے کہ امام کی اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی اُسکی اطاعت نکریگا وہ گناہگار ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو نقصان نہین پہونچا سکتی ہے پھر اگر غلبہ حاصل نہو تو یہ نافرمانی رعایا کے تمرد مین شمار ہو گی لیکن عدالت و قرشیت مشروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ و دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین تو البتہ گناہگار ہون امامت اُسکی منعقد ہو جائیگی اور پھر اُسپر خروج جائز نہو گا اگر تسلط کر کے فاسق یا غیر قرشی بادشاہ بن جائیگا تو وہ خود گناہگار ہو گا لوگون پر اطاعت اُسکی فرض ہو گی اور خروج اُسپر حرام ہو گا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ لفظ اولی الامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور سلامتی اعضا اور اجتہاد کا مثل عدالت کے ہے پس اگر عورت یا غلام یا ناقص الاعضا یا غیر مجتہد مسلط ہو جائے تو اطاعت اُسکی واجب ہو گی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا امامت مین کوئی اور بات جیسا بنی ہاشم یا اولاد علی ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا شرط نہین جو قیدین شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و فجور سے معزول نہین ہوتا بلکہ مستحق عزل ہو جاتا ہے پس اس سبب سے مسلمانون کو چاہیے کہ اُس امام کو برطرف کرین ہان اُسکو حتی المقدور اُس گناہ سے باز رکھین اور اُسکے نیک بخت ہونے کی دعا کرین کیونکہ برطرف کرنے مین فتنۂ عظیم کا ڈر ہے۔

متفرقات

آنحضرتؐ کی امت سب امتون سے بہتر ہے اور اُن کی شریعت سب شریعتون کی جامع ہے اور اُنکا دین سب دینون کا ناسخ ہے اور نسخ احکام آنحضرتؐ کے بعد شرعاً جائز نہین۔ اور نیک کام کا حکم کرنا اور بُرائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اُسکی یہ ہے کہ فساد پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کر لینے کی

توقع ہو۔ اور انبیا افضل ہین تمام ملائکہ سے اور اولیا و زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ پر سوا ے
اُن ملائکہ کے جو رسول ہین اِس لیے کہ حق تعالیٰ نے جنت انسان کے لیے پیدا کی ہے اور
پیدا کرنا حق تعالیٰ کا ذریت حضرت آدمؑ کو پشت آدم علیہ السلام سے اور توحید پر اُن سے میثاق لینا
حق ہے اور میثاق لینا پیغمبرون سے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق بعض کے بعض سے
حق ہے اور لوح و قلم اور جو کچھ اُس مین مسطور ہے حق ہے اور مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہے اور اُس
خطا مین معذور ہے اور حق و صواب پر بھی ہوتا ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے مسح موزہ کا حضر و سفر مین
مسافر کو تین شبانہ روز حلال جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اُسکا سبک جاننا کفر ہے اور شریعت
کے ساتھ تمسخر کرنا اور اُسکی اہانت کرنا کفر ہے اور کفر کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اُسپر اعتقاد نہو
کیونکہ ہزل موجب سبک جاننے کا ہے اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھیرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق
اولی کفر ہے اور خدا کی رحمت سے نا امید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے
اور نبیذ جسے ہندی مین بوزہ کہتے ہین بشرطیکہ لہو و لعب کے لیے نہ استعمال کی جائے حرام نہین ہے۔
اور نبیذ یہ ہے کہ خرمے یا کھجور کو تنہا یا مویز کے ساتھ یا جو۔ شہد۔ گیہون۔ جوار۔ باجرہ وغیرہ غلے کو
پانی مین تر کرکے رکھدیتے ہین یہانتک کہ اُس مین تھوڑی سی تیزی آجائے اور اگر اتنا
رہنے دین کہ جوش کھا کر مُسکر و مکیف ہو جائے تو حرام ہے یعنی بدلیل قطعی و یقینی اُسکا ترک فرض ہے۔

مذاہب ثلثہ کے بعض اختلافی عقائد مین تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد مین خلاف پیدا ہوجانے کی وجہ سے ابتدا مین اشعریہ وماتریدیہ وحنبلیہ مین باہم کسی قدر تباین وتنافر تھا ہر ایک دوسرے کے عقیدے مین قدح کرتا تھا لیکن انجام کو وہ اختلاف راجع طرف توفیق وتطبیق کے ہوگیا فتاوی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مین مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے اہل سنت وجماعت کو دو چیزین عطا کی ہین ایک ذہن رسا کہ بسبب اُسکے بات کی کنہ کو پہونچ جاتے ہین اور الفاظ پر نہین اٹکتے دوسرے انصاف اور قلت حسد کہ اُسکی وجہ سے ہر ایک کے کلام کو بھلائی پر حمل کرتے ہین اور حتی المقدور تضلیل وتکفیر کسی کی نہین کرتے مثلاً (۱) ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہین اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہین اور اشعریہ صفت تکوین کو اعتباری کہتے ہین صفت حقیقی نہین مانتے اور خیال کرتے ہین کہ تعلقات قدرت وارادہ سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات حادث ہین اُسی طرح یہ بھی حادث ہے پس علمائے اشعریہ علمائے ماتریدیہ کے کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہین اُس صفت کے مبدا پر حمل کرتے ہین یعنی یہ سمجھتے ہین کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوئی ہے اور وہ قدرت و ارادہ ہے وہ قدیم ہین اور اس وجہ سے تکفیر وتضلیل نہین کرتے (۲) اسی طرح اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور مراد اس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ اسلیے کہ الفاظ جو کیفیات اصوات غیر قارّہ ہین انکا حدوث بدیہی ہے اور بدیہی بات کا انکار مناسب نہین اور حنابلہ کہتے ہین کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارّہ ہین لیکن عدیم القارہ ہونا وجود تلفظی مین ہے اور یہان یعنی الفاظ کا وجود دوسرا ہے کہ وہ سامعین کی قوت متخیلہ مین ہے اور یہ وجود بطریق تجدد الامثال کے لمبا قرار رکھتا ہے مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کو باعتبار اُسی وجود کے کہہ سکتے ہین کہ مدت ۶۴۹ برس سے موجود ہے یعنی انھین الفاظ کے ساتھ کہ منت مرخدائے راعزوجل الخ نہین پہلے سعدی کے متخیلہ مین وجود حاصل کیا پھر دوسرے

سامعین کے متخیلہ مین وجود پایا اسی طرح ہمارے وقت تک اُسکو وجود حاصل ہوتا رہا پس کلام
لفظی آلہی کا علم آلہی مین کلام نفسی قدیم نام ہے پھر حنابلہ کہتے ہین کہ کسی طرح بدیہی کا انکار لازم
نہین آتا بلکہ اِس عموم نص کو کہ کلام آلہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پھیرنا اور کلام نفسی پر محمول کرنا
فہم و فراست سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا کلام سرسری طور پر ہے
اسلیے اُنکی تکفیر و تضلیل نکی (۳) اشعریہ کہتے ہین کہ افعال مین حسن و قبح باعتبار اِس معنے کے
نہین ہے کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب ہے ورنہ شرع مین نسخ جائز نہوتا اِس لیئے
کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اُس مین اختلاف اور تخلف نہین پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہین
کہ افعال کے لیے ورود شرع سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہین بلکہ شرع نے وجوب
و حرمت کو افعال مین بیان کیا ہے مگر نفس فعل مین ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہے
جیسے نماز کہ اُس مین معبود کی مناجات ہے اور فعل ہی مین ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو اُس
فعل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اُسکی وجہ سے انساب مین خلط واقع ہوتا ہے اور
یہ بات زنا کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع حکیم ہے اُسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہین
کوئی حکم اُسکا فضول اور عبث نہین جس چیز مین اُسنے جو بات دیکھی اُسی کے مطابق اُسنے حکم دیا
جو چیز حرمت کو چاہتی تھی اُس فعل کو اُسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اُسے واجب کیا ہان
بعض افعال کا حسن و قبح ہماری فکر ناقص مین نہین آسکتا اور ہماری ناقص قوتون سے مدرک
نہین ہوسکتا اسلیے اشاعرہ نے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا تاکہ عوام ناقص قوتون پر بھروسا
کرکے جادۂ ایمان سے بھٹک نہ جائین پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہین کرتے (۴) اسی طرح
اشاعرہ صفات حق تعالیٰ کو ذات حق تعالیٰ پر زائد مانتے ہین اور کہتے ہین کہ قدماے مستقلہ یعنی
ذوات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت کرکے اُس ذات قدیمہ کی
صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہین پس وہ ذات تو بالاستقلال قدیم ہوئی اور اُسکی صفات
بالتبع قدیم ٹھہری اور علماے ماتریدیہ نے قدماے متعدد اور توصیفات متعددہ سے احتراز کرکے کہا
کہ صفات آلہی ذات آلہی کی نہ عین ہین نہ غیر اسلیے کہ اگر عین کہتے ہین تو صفات کی نفی لازم آتی ہے
جو مذہب فلاسفہ اور امامیہ اور معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہین تو مخالفین کی طرف سے

طعن وتشنیع کی بوچھار متعدد قدما کے ثابت کرنے پر ہوتی اِس لیے عینیت اور غیریت دونون کی نفی کی اور اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہے اور اُن صفات کا انکار مدنظر نہین اور اِسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی وہی حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اُسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے (۵) اسی طرح علماے ماتریدی کہتے ہین کہ نیک کبھی بد ہوجاتا ہے اور بد کبھی نیک بن جاتا ہے اور علماے اشعریہ کی راے یہ ہے کہ نیک وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی مین نیک ہوگیا اور بد وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی مین بد ہوگیا یعنی نیکی اور بدی یہ دونون انسان کے نصیب مین پیدائش سے پہلے ہی مقرر ہوجاتی ہین دونون فرقون نے ایک دوسرے کے اغراض پر غور کرکے تکفیر وتضلیل سے زبان کو روکا اسلیے کہ ایک فرقے نے انجام پر نظر کی اور دوسرے نے وسط کا بھی لحاظ کیا اور تبدیل سعادت وشقاوت کے قائل ہوے غرضکہ ماتریدیہ اور اشاعرہ مین خلاف لفظی ہے نہ معنوی ہر ایک کی منشا جدا ہے (۶) یہی حال ہے انکے اختلاف کا ایمان مین کہ جمہور محدثین شافعیہ ومالکیہ وحنابلہ ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل تینون کو قرار دیتے ہین اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے والا سمجھتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر کرنے والا ہے اِسی وجہ سے وہ فرقے اپنے ایمان پر بھروسا نہین کرتے اور یہ کہتے ہین انا مومن انشاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر جزم ہے اِسی لئے کہتے ہین انا مومن حقا اِسلیے کہ کمال ایمان مین کہ مراد عمل سے ہے شبہہ ہے کہ ہے یا نہین اور نفس ایمان مین کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہہ نہین (۷) اسی طرح امام احمد حنبل اور اُن کے ساتھ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایمان مخلوق نہین بلکہ علماے بخارا نے تو کہا ہے کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اِسلیے کہ اِس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے اور محاسبی اور ابن کُلّاب اور عبدالعزیز اور امام ابوحنیفہ اور علماے سمرقند یعنی ماتریدیہ کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے اور یہ بندون کے فعل ہین اور بندے کے سارے افعال مخلوق ہین تو ایمان بھی مخلوق ہوا اشعری نے حنابلہ کے قول کی یون توجیہ کی ہے کہ جو یہ کہتے ہین کہ ایمان غیر مخلوق ہے تو مراد اُن کی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہے کیونکہ مؤمن اللہ کے اسماے حسنیٰ مین سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو اسنے

اپنے کلام قدیم کے ساتھ ازل مین اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اُسکی خبر دی تھی چنانچہ اللہ کا یہ قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین سوا میرے اور یہان یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث ہے اسلیے کہ اللہ مخلوق نہین جسکے ساتھ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہین کہ ایمان مخلوق ہے اُن کی مراد بندون کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہین کہ اس مین خلاف کرنا فضول ہے اِسلیے کہ جس ایمان کے ساتھ تکلیف دی گئی وہ دل کا فعل ہے اور اُسکے مخلوق ہونے مین کلام نہین اور جس ایمان پر اسم الٰہی دلالت کرتا ہے اُسکے قدیم ہونے مین اہل سُنّت کو شبہہ نہین کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہے جو قدیم ہین۔[۱]

ایک عالم نے ماتریدیہ و اشاعرہ کے خلافیات مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس مین چالیس فریدون کے اندر چالیس ایسے مسئلے ذکر کئے ہین جن مین اِن دونون مذہب کے علما مین خلاف ہے جو کہ اِس محل کے یہ مناسب ہے اِس لیے مین بھی بطور انتخاب کے اُن مسائل کو دکھاتا ہون۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
[۱] وجود اور ذات باری مین عینیت ہے یا غیریت۔	ذات باری اپنے وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہین ہے۔	وجود مقتضاے ذات ہے یعنی ذات باری تعالیٰ وجود کی مقتضی ہے اس صورت مین غیریت ہوئی۔
[۲] وجوب عدمی ہے یا نہین۔	وجوب ذات الٰہی پر زائد نہین۔ ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری۔	اعتباری ہے تو عدمی ہوا۔
[۳] وجود زائد ہے ذات پر یا نہین۔	وجود واجب الوجود کی ذات پر زائد نہین۔	زائد ہے۔
[۴] کیا بقا وجود مستمر ہے یا زائد ہے۔	وجود مستمر ہے۔ ذات پر زائد نہین۔	صفت وجودی ہے ذات پر زائد ہے تو مستمر نہ ٹھہرا۔

[۱] دیکھو منقذ المنتقد ۱۲

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
صفت قدرت کی تفسیر	قدرت اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے اُسکے ارادے کے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی اس سے آثار وتمکن کا صدور رہوتا ہے۔	ایک صفت مؤثرہ ہے جب مقدورات سے متعلق ہوتی ہے تو اُنہین اثر کرتی ہے۔
کیا صفت ارادہ مین محبت ورضا ہے یا نہین	صفت ارادہ مین محبت نہین اور ارادہ مستلزم رضا کو نہین۔	محبت ارادے کے معنے مین ہے اور اسی طرح رضا یعنی تینون ایک چیز ہین۔
صفت سمع وبصر	صفت سمع اُس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہو سکے اور بصر بھی اُسی سے متعلق ہوتی ہے جسکا دکھنا صحیح ہوا اور ان دونون کا تعلق موجودات سے ہوتا ہے۔	ہر موجود سے یہ دونون صفتین متعلق ہوتی ہین یعنی اللہ تعالیٰ ازل مین اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ کو سُنتا اور دیکھتا تھا اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ کو اور تمام کائنات کو دیکھتا اور سنتا رہیگا خواہ وہ اموات کے قبیل سے ہون یا غیر اموات کے۔
صفت کلام۔	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف۔	اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت وحدت مین اختلاف کیا ہے کچھ اشاعرہ یہ کہتے ہین کہ یہ وحدت شخصی ہے اور بعض کہتے ہین کہ وحدت نوعی ہے اسکے معنے یہ ہین کہ نوع واحد مین متحقق ہوتا ہے اور وہ خبر ہے۔
کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہین۔	نہین سنا جا سکتا۔	مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی ہی سُنا تھا۔ سلہ

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
صفت تکوین صفت حقیقی ہے یا اعتباری	تکوین صفت حقیقی ہے۔	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہین اعتباری چیز ہے۔
اشیا کی پیدایش کیا اللہ کے قول کُن سے متعلق ہوتی ہے یا نہین۔	وجود اشیا کا کُن سے متعلق نہین بلکہ وجود ان کا فقط تکوین سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کُن سے مجازاً سرعت ایجاد مقصود ہے۔	وجود اشیا کا اللہ کے کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمۂ کُن اُسپر دلالت کرتا ہے۔
اسم عین مسمیٰ ہے یا نہین لہ	اسم عین مسمیٰ ہے خارج مین نہ مفہوم مین پس اسماے الٰہی قدیم ہین۔	کبھی اسم عین مسمیٰ ہوتا ہے جیسے اللہ اس لیے کہ وہ عَلَم ہے ذات الٰہی کا بغیر اسکے کہ اُس مین کسی معنے کا اعتبار کیا جاے اور کبھی اس مسمے کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسما ہین کہ دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ اسکو غیر کی طرف نسبت ہے اور ظاہر ہے کہ

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
		یہ نسبت ذات سے غیر ہے اور کبھی اسم ایسا ہوتا ہے کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسے قدیر و علیم کہ یہ ایسی صفات پر دلالت کرتے ہین جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہین اور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات حقیقی جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہین نہ ذات کی عین ہین نہ غیر پس یہی حال ہوگا اُس ذات کا جس کے ساتھ اِن صفات کا بھی لحاظ کیا جائے غرضکہ ثابت ہوا کہ اسم خارج مین مسمیٰ کا غیر ہے نہ مفہوم مین۔
بیان[۱۳] قضا و قدر	قضا عبارت ہے اُس فعل سے جس مین مضبوطی زیادہ ہو پس قضا صفات فعلیہ مین سے ہوگی اور تقدیر کہتے ہین مخلوق کا اندازہ کرنے کو اِس طور سے کہ مرتب ہو اس اندازے پر حسن و قبح اور نفع و ضرر اور عذاب و ثواب اور زمانی و مکانی ہونا اُس مخلوق کا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ قضا سے مراد اللہ کا حکم اجمالی ہے اور قدر سے مراد حکم تفصیلی اور بہ ظاہر ایسا	قضا عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے ارادۂ ازلی سے جو اشیا سے متعلق ہوتا ہے جس طور پر کہ وہ ہین اور وہ ارادہ مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفات ذات مین سے ہے اور قدر تعلق ہونا اِس ارادے کا ہر اشیا کے ساتھ اُنکے خاص خاص اوقات مین اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدر اشیا کے ایجاد کرنے کو کہتے ہین اُنکی ذات و احوال کا ایک اندازہ معین کرکے۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
	معلوم ہوتا ہے کہ قضا سے مراد قول کُن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اُس علم کے مطابق جو اللہ کو اُسکی پیدایش کے بارے مین حاصل ہے۔	
متشابہات	پاؤن ہاتھ منہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ثابت ہین حق ہین لیکن اصل اُن کی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع نہو سکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہین۔	یہ الفاظ مجازات ہین معانی ظاہری سے۔
بیان توفیق۔	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہے۔	طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے۔
تکلیف مالایطاق	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہین رکھتی کہ انسان اُسکے ساتھ مکلف ہوسکتا ہے۔	اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہین بعض کہتے ہین کہ اشعری نے تکلیف مالایطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہین کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ اُنکے دو قولون سے تکلیف مالایطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے[1]
افعال الٰہی مین حکمت کا لزوم۔	اللہ تعالیٰ کے افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہین اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُسکے کام حکمت سے خالی نہین اُسکے کامون مین حکمت کا ہونا کچھ اُسپر واجب نہین۔	اللہ تعالیٰ کے افعال مین حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کے طور پر نہین یعنی حکمت کا اُن مین موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہین جائز ہے کہ اُن مین حکمت نہو اور کچھ ہو۔

[1] دیکھو معارف شرح مواقف ۱۱

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
حکمت[18] صفت ازلی اللہ تعالی کی ہے یا نہین۔	حکمت کے معنے علم اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہے اور حکمت اس معنے مین اللہ تعالی کی صفت ازلی ہے۔	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالی کی صفت ازلی نہین۔
تخلف[19] وعید کا صفت الٰہی مین جائز ہے یا نہین۔	تخلف وعید کا ممنوع ہے۔	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیار ہے کہ وہ عاصی کو عذاب دے اور وہ مجاز ہے اسکا کہ معاف کردے اسلیے کہ وعید مین تخلف ہونا نقصان نہین شمار ہوتا۔
اللہ[20] تعالی قبیح کام نہین کرتا اور اگر کرے تو کیا قبح کے ساتھ اسکا کام موصوف ہوسکتا ہے۔	اللہ قبیح کام نہین کرتا اگر ایسا کرے گا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی کہ اللہ مؤمن کو ہمیشہ دوزخ مین ڈالے رکھے اور کافر کو جنت مین بھیجدے۔	اللہ تعالی کے افعال قبح کے ساتھ موصوف نہین ہوسکتے اگرچہ وہ قبیح کام کرے مگر اُسکا کام قبیح نہین کہلائے گا یہانتک کہ اگر وہ انبیا کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو جنت مین بھیجدے تو یہ فعل بھی اُسکا قبیح نہوگا۔
کفار[21] کی بخشش عقلاً جائز ہے یا نہین۔	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے۔	عند العقل جائز ہے۔
حسن[22] و قبح عقلی ہے یا شرعی۔	اشیا مین حسن و قبح شرع سے نہین آتا بلکہ یہ باتین اُن مین فی نفسہ موجود ہوتی ہین کہ عقل اُن کو ادراک کرلیتی ہے ہان شرع ان کو ظاہر کردیتی ہے۔	عقل اشیا کے حسن و قبح کو نہین ادراک کرسکتی قبیح اُس فعل کو کہتے ہین جس کو شرع نے ممنوع کردیا ہو اور حسن وہ ہے جس کی نسبت شرع مین اجازت وارد ہو پس اشیا کے حسن و قبح کا مدار شرع پر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اشیا مین نہ

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
		فی نفسہ بُرائی ہے نہ بھلائی ہے شرع نے اُن کو بُرا بھلا کر دیا ہے۔ قبل ورود شرع کے کوئی چیز نہ بُری ہوتی ہے نہ بھلی اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزون کو اب اُس نے ہمارے واسطے اچھا ثابت کیا ہے اُنھین بُرا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہوجاتا کہ بُری چیزین اچھی اور اچھی بُری ہوجاتین۔
[۲۳] اللہ پر ایمان لانا واجب بالعقل ہے یا نہین۔	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بھی عقلون کے ذریعہ سے اللہ کے وجود اور وجوب اور حیات و قدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اِس بات کی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔	انبیا کی بعثت سے قبل نہ ایمان واجب ہے نہ کفر حرام ہے پس اشاعرہ کے نزدیک ایمان عقل سے واجب نہین ہوتا اور نہ کفر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہے سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہین وہ سمع سے حاصل ہوتے ہین۔
[۲۴] حقیقت ایمان	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار اجراے احکام اسلام کے لیے تصدیق کے ساتھ شرط ہے اور بقولے اُسکا رکن ہے اور حقیقت ایمان مین داخل ہے لیکن ایسا جز ہے کہ عرضیت و تبعیت بھی کیسی قدر رکھتا ہے پس حالت اختیاری مین جزئیت کا پہلو معتبر ہوتا ہے اِسی لیے اگر اقرار کی	جو گویائی پر قادر ہو اُسی کے ایمان کے لیے اقرار شرط ہے ماہیت ایمان سے اقرار خارج ہے۔ ماہیت اُسکی صرف تصدیق ہے۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
	قدرت ہوتو تارک اقرار اللہ کے نزدیک مؤمن نہوگا اور حالت اضطراری مین عرضیت وتبعیت کے پہلو پر لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ اگر موحد زبانی اقرار پر قادر نہو تو وہ مؤمن ہے۔	
ایمان[۲۵] کم وبیش ہوتا ہے یا نہین۔	کم وبیش نہین ہوسکتا۔	کم وبیش ہوتا ہے۔
ایمان[۲۶] مقلد جائز ہے یا نہین۔	جس نے ارکان دین مثلاً توحید اور نبوت اور صلوٰۃ وغیرہ کا بطور تقلید کے اعتقاد کیا تو اُسکا ایمان صحیح ہے۔	عقائد دین مین تقلید کافی نہین صحت ایمان کے لیے یہ شرط ہے کہ ہر مسئلے کو دلیل عقلی سے جانتا ہو مگر زبان سے بیان کرنا اور دشمن سے مجادلہ کر سکنا شرط نہین۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہین اور اُسپر احکام دنیا وآخرت مین مترتب نہین ہوسکتے۔
دلائل[۲۷] نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہین۔	بعض دلائل نقلیہ سے جزم ویقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔	دلائل نقلیہ سے جزم ویقین حاصل نہین ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
ایمان[۲۸] مخلوق ہے یا نہین۔	ایمان مخلوق ہے۔	ایمان غیر مخلوق ہے۔
ایمان واسلام ایک چیز ہین یا نہین۔	دونون ایک ہین۔	دونون ایک چیز نہین۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
ایمانِ کا اعتبار خاتمے پر ہے یا نہین	جس شخص کے ساتھ اس وقت ایمان قائم ہے وہ مؤمن ہے اگرچہ آخر عمر مین کافر ہو جائے اور جس کے ساتھ اس وقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر مین مؤمن ہو جائے۔	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مؤمن ہے اگرچہ فی الحال کافر تھا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مؤمن تھا۔
سعادت و شقاوت بدلتی ہے یا نہین	سعید کبھی شقی اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے۔	ایسا نہین ہوتا۔
ایمان کے ساتھ کلمۂ انشاء اللہ کہنا جائز ہے یا نہین	جائز نہین۔	جائز ہے۔
انبیا و رسل مرنے کے بعد حقیقت مین انبیا ہین یا انبیا کے حکم مین ہین۔	انتقال کے بعد بھی حقیقت مین انبیا ہین۔	رسالت و نبوت کے حکم مین ہوتے ہین حقیقت مین یہ منصب اُن کا باقی نہین رہتا۔
مرد ہونا نبوت کے لیے شرط ہے یا نہین	نبی ہونے کے لیے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہین ہو سکتی۔	مرد ہونا شرط نہین بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے۔
عوام انسان یعنی متقی لوگ عوام ملائکہ سے افضل ہین یا نہین۔	انسانون مین سے رسول جسقدر ہین وہ افضل ہین اُن ملائکہ سے جو رسول ہین اور رسل ملائکہ افضل ہین باقی تمام آدمیون سے اور عوام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہین عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ سے۔	رسل بشر افضل ہین تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہین تمام آدمیون سے سواے انبیا کے سو عوام آدمیون سے عوام ملائکہ افضل ہین۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
٣١ قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرتِ واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے۔	ایک قدرت مین ضدین کی صلاحیت نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لیے ایک علنحدہ قدرت ہوتی ہے۔
٣٢ بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت اور تکوین سے ہے اور اُس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جو قدرت اللہ نے بندے مین پیدا کی ہے جب بندہ اُسکو کسی کام کے قصد مصمم کی طرف پھیرتا ہے تو قصد مذکور مین قدرت کو تاثیر حاصل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس وقت مین اُس کام کو جس کا قصد کیا ہے موافق عادت کے پیدا کردیتا ہے جب کہ کوئی مانع موجود نہین ہوتا کیونکہ ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ سے فعل کا صدور واجب ہوجاتا ہے۔	بندے کی قدرت کو اصلاً فعل مین تاثیر نہین بندے کے تمام افعال اللہ کی قدرت سے وقوع مین آتے ہین پس اِن کے نزدیک جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ بندہ فعل صادر کرے تو اول ایک صفت پیدا کردیتا ہے جس کو بندہ قدرت خیال کرتا ہے پھر اللہ بندے کو فعل کی طرف متوجہ کرتا ہے جب بندہ اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ فعل کو ایجاد کردیتا ہے پس فعل کی نسبت بندے کی طرف یعنی یہ کہنا کہ بندے سے فعل صادر ہوا ایسی ہے جیسے لکھنے کی نسبت قلم کی طرف اِس صورت مین بندے کی قدرت کو فعل مین کسی قسم کی مداخلت حاصل نہین۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
ایقاع[۱] حال ہے یا معدوم محض ہے	ایقاع معدوم محض نہین بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہین۔	معدوم محض ہے۔
مؤمن[۲] کے اعمال حالت ایمان سے کے اُسکے مرتد ہونے کے بعد جو اکارت ہوجاتے ہین وہ بعد توبہ کے پھر عود کر آتے ہین یا نہین؟	جو مؤمن مرتد ہوجائے تو اُسکے دوبارہ مؤمن ہونے کے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہین کرتے۔	لوٹ آتے ہین۔
کفار[۳] کو واجبات کے ترک کرنیکی وجہ سے بھی عذاب دیا جائیگا یا نہین؟	کافر کو اُسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہین دیا جائیگا۔	عذاب کفر کے علاوہ اُسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا۔

بعد اسکے جاننا چاہیے کہ فروع مین قریب چار سو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلاف بتاتے ہین سو وہ اختلاف بھی کچھ ایسا نہین ہے جس سے تبدیع وتضلیل کسی کی ہو بلکہ اُسکی بنیاد تدقیق وتعمیق پر ہے جب اُس تدقیق وتعمق سے قطع نظر کر ڈالین اور جزئیات مجتہد فیہا مین غور وخوض نکرین تو اُمہات مسائل مین کوئی نزاع باقی نہین رہتا ہے بلکہ وہ نزاع شبیہ بہ نزاع لفظی ٹھہرتا ہے شعرانی مصری نے کتاب میزان مین اِس اختلاف کو تشدید وتخفیف پر اُتارا ہے اور ترازو کے دونون پلون کو توجیہ وتاویل مناسب سے برابر کر دکھایا ہے پس حق انھین چار مذاہب[۴] تین اعتقاد کے درمیان دائر ہے[۵]۔

۱ ایقاع ... بر مخاطب واقع کرنا ... اور تمام معانی مصدری ... آخر ۱۲ الحی چلپی ... حق کی دو قسمین ہین ایک حق متعین مثلاً دین اسلام و دائم ... حق دائر ہے جیسے مذہب حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی ... حق دائر اُسے کہتے ہین کہ جو خود بھی حق ہو اور اُسکا غیر بھی حق ہو مثلاً روزہ ۱۲

اور افطار مسافر کے حق مین کہ دونون حق ہین اور قیام وقعود نماز نفل مین اور جہر واخفا نماز منفرد مین کہ یہ حق ہین اور حق متعین وہ ہے کہ جو خود ہی حق ہو اُس کا غیر حق نہو جیسے اصل ... فرق ... ۱۲ منہ

ضمیمہ فرقہاے ظاہریہ وکُلّابیہ وغیرہ کے بیان مین

فرقہ ظاہریہ۔ اِس فرقہ کے پیشوا داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلاتے ہین اُن کو اہلِ علم نے کوہ علم کہا ہے اور ابن حزم۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ مجد فیروز آبادی۔ اور شوکانی کو بھی فرقۂ ظاہریہ کے اراکین مین سے شمار کیا ہے۔ داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد تھے امام شافعی کو نہایت مانتے تھے دو کتابین بھی اُن کے فضائل مین تالیف کی ہین ریاست علم کی بغداد مین اُن پر ختم ہو گئی اور اُن کی اصل اصفہان سے ہے کوفے مین پیدا ہوئے تھے بغداد مین نشو و نما پائی تھی وہین فوت ہوئے اسحاق بن راہویہ کی باتون پر بہت رد کرتے تھے[1]
فرقہ ظاہریہ کا یہ نام اسلیے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن و احادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے ہین جو کچھ ظاہر مین اِن سے سمجھا جاتا ہے اُسی کو مانتے ہین تاویل کے بالکل منکر ہین۔ داؤد شریعت مین قیاس کو ناجائز بتاتے ہین اور جب قیاس کرنے کی طرف مضطر ہوئے اور اشد ضرورت اسکی پڑی تو اسکا نام دلیل رکھا۔ اِن کے بہت سے مسائل کا ائمہ اربعہ نے اختلاف کیا ہے مثلاً داؤد کا قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن سے صرف پینا منع ہے اور اِن مین کھانا رکھکر کھانا یا اور کام مین اُن کو لانا جائز ہے اِسلیے کہ بخاری و مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ جو شخص چاندی کے برتن سے کوئی چیز پیتا ہے تو اُسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ پلائی جائیگی اور ابن عمر سے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ اِنَاءٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ جو شخص کہ سونے یا چاندی کے برتن سے پیوے یا اُس برتن سے پیوے جس مین کچھ سونا یا چاندی لگی ہو تو اُسکو دوزخ کی آگ پلائی جائیگی۔ امام داؤد ظاہری سنہ ٢٠٢ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اور سنہ ٢٧٠ ہجری مین انتقال کیا۔
فرقۂ ظاہریہ کے نزدیک اجماع کی اہلیت صحابہ سے مخصوص ہے۔

فرقۂ کُلّابیہ اُن لوگون کو کہتے ہین جو عبد اللہ بن سعید کے متبع ہین اُنکی کنیت ابو محمد اور عرف ابن کُلّاب (بضم کاف و تشدید لام) تھا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے

[1] دیکھو طبقات الفقہا مؤلفہ عبدالوہاب ١٢

کہ صفات باری تعالیٰ نہ قدیم ہین نہ حادث اور اُسکی صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات ہین
اور قرآن ہین جو آیا ہے اَلرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَوٰی یہان استوی سے یہ مراد ہے کہ ٹیڑھا نہین اور
اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے عرش پر ہے حالانکہ اُسکے لیے کوئی جگہ نہین اور قرآن کے لیے حروف نہین اور
کتاب میسر مین حسن بن فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے کہ فرقۂ کلابیہ بھی اہلِ سنت ہین داخل ہے
اِن ہین اور ماتریدیہ ہین اصول کے اندر تین چار مسئلون کا خلاف ہے ان ہین سے ایک مسئلہ یہ ہے
کہ سعید کبھی شقی ہوجاتا ہے اور شقی کبھی سعید۔ کلابیہ اور اشعریہ کی اِس مسئلے مین رائے متحد ہے
اور وہ یہ ہے کہ سعادت وشقاوت نہین بدلتی ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کلابیہ کے نزدیک کہ اسم اللہ
نہ اللہ کا عین ہے اور نہ غیر ہے اور یہ ماتریدیہ کے مذہب مشہور کے خلاف ہے ہان ماتریدیہ
صفات الٰہی کی نسبت کہتے ہین کہ وہ ذات الٰہی کی نہ عین ہین نہ غیر طبقات شافعیہ ہین بیان کیا ہے
کہ ابن کلاب اعلیٰ درجے کے متکلمین ہین سے تھے اور اِن کا شمار اہلِ سنت ہین ہے ابوالحسن اشعری
ایک تو اِن کے طریق پر چلے اور دوسرے حارث محاسبی کے لہ

حارثِ محاسبی

ابو عبداللہ حارث بن اسد محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی اور تصوف وحدیث اور کلام ہین
مسلمانون کے امام تھے اور یہ اُن لوگون ہین سے ہین جنھون نے اول اول عقائد سلف کی تائید
دلائل کلامیہ اور براہین فلسفیہ سے کی انھین کی طرف اکثر متکلمین صفاتیہ منسوب ہین اِن کا
شمار شافعیہ کے طبقۂ اولیٰ ہین ہے بغداد مین ۲۴۳ھ ہجری مین راہی ملک عدم ہوئے نفحات الانس
مین مذکور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دو زانو
بیٹھے رہے مگر کسی چیز سے نہ ٹیکی شیخ ابوالحسن اشعری نے جب مذہب اعتزال کو چھوڑا تو ان کے اور ابن
کلاب کے قوانین پر مسائل صفات وقدر ہین کلام کیا اور علم عقائد و کلام ہین انکی رائے کی اقتدا کی

فرقہاے غیر اہلِ سنت وجماعت

معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہ

پھر ان مین سے بعض کا ترکیب بعض سے ہوکر ہر فرقے سے کئی فریق ہو گئے ہین۔ مگر ان کی ترتیب مین کوئی ایسا طریق مقرر نہین ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدۂ معین کے مطابق ہو بلکہ دو چار تصنیفین بھی ایسی نہین ملتین جو ان فرقون کے بیان مین ایک روش پر متفق ہون سب نے ذکر مذاہب مین ایک طرح کی پابندی نہین کی ہے جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون اور اصول کے لکھ ڈالا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب مین کسی ایک مسئلے کی وجہ سے متمیز ہے تو اُسے صاحب مذہب نہین کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب مانا جائیگا تو مذاہب دائرۂ حصر و شمار سے باہر ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر مین کسی ایک مسئلے کے ساتھ منفرد ہے تو وہ صاحبان مذاہب کی گنتی مین نہین آسکتا پس اب ضرور ہے کہ کوئی ضابطہ واسطے مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ اختلاف اُن مسائل کا مذہب ٹھیرے صاحب ملل ونحل نے اپنی راے سے حصر اِس ضابطے کا چار قواعد مین کیا ہے۔ یہ قواعد بڑے اصول ہین۔

پہلا قاعدہ مسئلہ صفات و توحید صفات ہے اس مین کئی چیزین شامل ہین (۱) مسائل صفات قدیم آلہی جن کا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسی صفات ثابت ہین اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار کیا ہے (۲) بیان صفات ذات و صفات فعل (۳) اللہ پر کیا چیز واجب ہے اور کیا چیز اُسپر جائز نہین اور کون چیز اُسپر محال ہے اِس مسئلہ مین اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے۔

دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمین مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادہ و خیر و شر اور مقدور و معلوم داخل ہین کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ چیزین ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہین اِس مسئلہ مین قدریہ و نجاریہ و جبریہ و اہل سنت کے درمیان خلاف ہے۔

تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد و وعید اور اسما و احکام ہے یہ مشتمل ہے مسائل ایمان اور توبہ اور وعید اور ارجا اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ باتین ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہین اس مین مرجیہ اور وعیدیہ یعنی خوارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین خلاف ہی

چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع (نقل) و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہے کئی مسائل پر جیسے حسن و قبح اور اصلح و لطف (یعنی جو چیز بندے کے لیے اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے یا نہین)

اور عصمت نبوت اور جیسے امامت کے شرائط اور امامت کا ایک جماعت کے نزدیک منصوص ہونا اور دوسری جماعت کا نص سے انکار کرنا اور اِس بات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے ہوتا ہے اور امامت کے منتقل ہونے کی کیفیت اُن لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور امامت کے ثابت ہونے کی کیفیت اُن کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور خوارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہلِ سنت ہین ہے۔

غرض کہ اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنے کے دو طریق ہین **ایک** یہ کہ مذہب کو اصول مقرر کر کے ہر مسئلے مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے ہین **دوسرے** یہ کہ اصحاب مذاہب کے اصول ٹھہرا کر ہر ہر مسئلے مین اُن کے مذاہب کو ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام کا ضبط اچھی طرح ہوتا ہے۔

معتزلہ

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے کہ جو کہتی ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مؤمن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل مین ہے درمیان منزل ایمان وکفر کے تو اُنھون نے کہا ھٰؤُلَاءِ اِعْتَزَلُوا یعنی یہ لوگ کنارہ کش ہو گئے ہین اجماع اسلام سے تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ علماے سلف نے اِس کلیہ پر اتفاق کر لیا ہے کہ مکلف یا مؤمن ہے یا کافر پس قول بالواسطہ سراسر اجماع کے مخالف ہے اور بعض نے یون لکھا ہے کہ جب واصل نے اپنے استاد حسن کے ساتھ علانیہ ایک مسئلہ مین مخالفت کی تو حسن نے اُس سے کہا اِعْتَزَلَ عَنَّا۔ ابن مُنَبِّہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے اِس طرح پر کہ جب حسن مر گئے اور اُن کی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اُسکے اصحاب نے ان سے کنارہ کشی کی قتادہ نے اُن لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور اِس تمام گروہ کا رئیس اور پیشوا واصل ہے اِس شخص نے احادیث واخبار کو حسن بصری سے سیکھا تھا اور قواعد اعتزالہ کو عبداللہ بن محمد حنفیہ سے حاصل کیا تھا اُسکی نشست اکثر اُس بازار مین ہوا کرتی تھی جہان عورتین سوت بیچنے کو لاتی تھین تاکہ پارسا عورتون کو پہچان کر کچھ اُنکو صدقہ خیرات دیا کرے اسلیے اُسکا لقب غزال ہو گیا کیونکہ غزّال زاے معجمہ کی تشدید کے ساتھ سوت بیچنے والے کو کہتے ہین ورنہ خود وہ

سوت بیچنے والا تھا اُس شخص کی گردن بہت لمبی تھی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اِس بات کا عیب اُس مین نکالا اور کہا من ہذہ عنقہ لاخیر عندہ یعنی جس کی گردن اتنی لمبی ہو اُسکے پاس کوئی بھلائی نہوگی لیکن جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی یعنی میری اٹکل مین خطا ہوئی۔ واصل کی زبان سے حرف رائے مہلہ صحیح نہ نکلتا تھا معہذا نہایت فصیح و بلیغ تھا اسی وجہ سے اپنی بات چیت مین حرف را کو غین[۱] سے بدل دیتا تھا زبان پر آنے ندیتا اُسکا ایک بڑا رسالہ ہے جس مین اُسنے حرف را کو ذکر نہین کیا۔ اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہو سوایسے لوگ بہت تھوڑے ہین اِسی واسطے عامۂ معتزلہ افضلیت[۲] جناب امیر کے شیخین پر قائل ہین اور تحقیق یہ ہے کہ قدمائے معتزلہ کے نزدیک تمام اصحاب رسول اللہ مین افضل ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ متاخرین معتزلہ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل ہین اور معتزلہ نے اپنا لقب **اصحاب عدل و توحید** مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر مطیع کو ثواب و رعاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید ان کی یہ ہے کہ صفات الوہیت کی نفی کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ بے شک عالم بھی ہے اور قادر بھی ہے اور بصیر بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اُسکو حاصل نہین ہے مطلب اِن لوگون کا یہ ہے کہ صفات الٰہی ذات الٰہی سے جدا نہین ہین بلکہ تمام ایک ذات ہے اور ایک ہی مفہوم کیونکہ اگر صفات باری تعالیٰ کو اُسکی ذات کا عین نہ مانا جائیگا تو بہت سے قدما و معبود ثابت ہوجائینگے اور یہ کفر ہے جس طرح علمائے سنت و جماعت کہتے ہین کہ صفات الٰہی ذات حق تعالیٰ کی عین نہین عالم ہے ایک علم کے ذریعہ سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے اور مرید ہے ارادے کے وسیلے سے اور سمیع ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کے وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب سے اور مکوِّن ہے تکوین کے ذریعہ سے اور دلیل اُنکی اسپر یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت دونون عین ذات ہوتے تو علم اور قدرت ایک ہی چیز ہوجاتے علم نفس قدرت ہوتا اور قدرت عین علم اور دونون سے جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اِسی پر باقی صفات کو خیال کرلینا چاہیے معتزلہ مین سے جس قدر ابو الحسین کے قبل گذرے ہین وہ اہل سنت کی تکفیر اِسوجہ سے کرتے ہین کہ یہ لوگ اللہ کے لیے صفات ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر پھر یہ بات جاتی رہی

[۱] دیکھو تاریخ یافعی واقعات سنہ ۱۳۱ ہجری ۱۲ منہ

[۲] شرح مقاصد مین ہے شیعہ اور جمہور معتزلہ یہ کہتے ہین کہ افضل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ ہین ۱۲ منہ

اور علماے معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل مین اس طرح فرق ہے کہ جن اوصاف
الٰہی مین اثبات ونفی جاری ہوسکتی ہے وہ توصفات فعل ہین جیسے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے
فلان کے بیٹا پیدا کیا یا اُسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا
اور رزق بخشنا صفات فعل ہین اور جن مین نفی جاری نہوسکے وہ صفات ذات ہین جیسے علم اور
قدرت کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ عالم یا قادر نہین ہے اور اُن کے نزدیک کلام اور ارادہ بھی
صفات فعل مین داخل ہین اور ابو الحسین اور جاحظ اور عَلّاف اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی
وغیرہ کی یہ راے ہے کہ ارادۂ الٰہی صرف یہ ہے کہ وہ کامون کے نفعون کو جان لیتا ہے
اور اُسکا ارادہ علم مین منحصر ہے اور بعض معتزلہ کہتے ہین کہ ارادہ اور امر الٰہی دونون متحد ہین
اور بعضون کے نزدیک ارادے کو امر لازم ہے[له]۔ اور ابو الحسین بصری کی راے یہ ہے کہ علم الٰہی
معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے ہین[سه]۔ اور تمام
معتزلہ کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور احکام معلل ہین مخلوق کی مصلحتون کی
رعایت کے ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہین جو غرض سے خالی ہو اور غرض اُن مین بندون کی
بہتری اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہون تو بیکار ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کہ
حکیم کے کام عبث ہون۔ اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مرکب ہے حروف اور آواز سے اور حادث ہے
قدیم نہین ہے اسی واسطے اُسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہین کرتے بلکہ کہتے ہین جب اللہ تعالیٰ
چاہتا ہے تو اُسے کبھی لوح محفوظ مین پیدا کردیتا ہے اور کبھی جبرئیل مین اور کبھی نبی مین اور اُنکے ہان
کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہین اسی لیے قرآن کو مخلوق کہتے ہین اور اُنکا یہ مذہب ٹھہر گیا ہے
کہ قرآن مجید خدا کا ایک جدید کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کے ساتھ وجود مین آیا معتزلہ کہتے ہین
کہ اُن لوگون پر کفر کا الزام کیون نہین قائم کرتے جو قرآن کو غیر مخلوق قرار دیتے ہین کیونکہ وہ دوابدی
وجود کے قائل ہین یہ امر ایسی بڑی گرمجوشی سے ظاہر کیا گیا کہ اُسکے سبب سے بہت سی آفتین بعض
خلفاے عباسیہ کے ہاتھ سے اُس شخص پر آئین جس نے اُسکو غیر مخلوق قرار دیا چنانچہ مامون نے
سنہ ۲۱۸ھ مین اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد کو حکم لکھا کہ تم قاضیون اور عالمون کو جمع کرکے اُنکے سامنے
یہ مسئلہ پیش کرو کہ قرآن حادث و نو پیدا ہے پس جو شخص اِسکا اقرار کرے اُسے چھوڑ دو اور جو انکار

[له] دیکھو حاشیہ عقیدۂ استوائیہ مؤلفہ ابراہیم بیجوری ۱۲

[سه] دیکھو اربعین مولفہ امام فخر الدین بن عمر حسین رازی ۱۲

کرے اُسکے حال سے مجھے آگاہ کرو اُسنے بموجب حکم کے بغداد کے علما کو جمع کیا جن مین قاضی القضاۃ بشر بن ولید کندی اور احمد بن حنبل اور قتیبہ اور علی بن جعد وغیرہ تھے اور اِن کو اسحاق نے مامون کے حکم سے اطلاع دی اور اِن سے اِس باب مین اِن کے عقیدے کا حال استفسار کیا سب سے اول بشر بن ولید سے کہا کہ تم قرآن کو کیا سمجھتے ہو جواب دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے **اسحاق** مین تم سے یہ نہین دریافت کرتا یہ بتاؤ کہ وہ مخلوق ہے یا نہین **بشر** اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے **اسحاق** کیا قرآن بھی شے مین داخل ہے **بشر** ہان **اسحاق** تو کیا قرآن مخلوق ہے **بشر** وہ خالق نہین **اسحاق** مین تم سے یہ نہین پوچھتا۔ یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے **بشر** مین نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا۔ اسحاق نے منشی کو حکم دیا اُسنے بشر بن ولید کا تمام بیان لکھ لیا بعد اِسکے اسحاق نے دوسرے علما سے پوچھا تو اُنھون نے بھی وہی جواب دیا جو بشر نے دیا تھا پھر اسحاق نے امام احمد حنبل سے دریافت کیا کہ اِس باب مین آپ کا کیا قول ہے اُنھون نے فرمایا وہ کلام خدا ہے **اسحاق** کیا وہ مخلوق ہے **احمد بن حنبل** اِس سے زیادہ کہ وہ کلام خدا ہے مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ بعد ازان اسحاق نے قتیبہ اور عبداللہ بن محمد اور عبداللہ المنعم بن ادریس (وہب بن منبہ کے نواسے) اور اُن کے گروہ سے پوچھا سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اور قرآن محدث ہے اور دلیل اِسپر اللہ کا یہ قول ہے وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ (ایضاً) وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ یہ دونون آیتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ ذکر یعنی قرآن محدث ہے اسحاق نے اِن سے دریافت کیا کہ جو شے مجعول ہے وہ مخلوق ہے اُنھون نے جواب دیا ہان ایسا ہی ہے اسحاق نے کہا پس قرآن بھی مخلوق ہے؟ اُنھون نے جواب دیا ہم قرآن کو مخلوق نہین کہہ سکتے لیکن وہ مجعول ہے۔ اسحاق نے ہر شخص کا بیان لکھوا کر مامون کے پاس بھیجدیا اُسپر مامون نے حکم دیا کہ قاضی القضاۃ اور ابراہیم بن مہدی کو دوبارہ اپنے پاس بلا کر اُن سے دریافت کرو اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کرلین تو بہتر ہے ورنہ اُنکو قتل کر ڈالو سوا اِن کے دوسرے علما کو پابزنجیر میرے پاس بھیجدو

اسحاق نے دوبارہ علما کو جمع کر کے ماموں کا یہ حکم سنایا بشر اور ابراہیم اور دوسرے علما نے خلق قرآن کا اقرار کر کے اپنی جانین بچالین مگر یہ چار آدمی احمد بن حنبل - قواریری سجادہ اور محمد بن نوح خلق قرآن کے قائل نہوئے اسحاق نے اُن کے پیرون مین بیڑیان پہنا کر پھر دریافت کیا کہ قرآن مخلوق ہے اِس وقت ڈر کر سجادہ اور قواریری نے تو اقرار کر کے شکنجۂ عذاب سے نجات پائی اور رہا کر دئے گئے مگر احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کو اپنے قول پر اصرار رہا اسلیے یہ دونون مامون کے پاس پابجولان بھیجدئے گئے معتصم اور واثق مامون کے جانشینون نے اُسکی پیروی کی اور جو لوگ اِس راے کے خلاف تھے اُن کے تازیانے لگوائے اور قید کیا بلکہ قتل بھی کرایا آخر کار جب متوکل واثق کا جانشین ہوا تو اُسنے بہ تنسیخ احکامات سابق اِن تکلیفون کا خاتمہ کر دیا اور جو لوگ اِس وجہ سے مقید تھے اُنکو رہا کیا اور اِس بارے مین اُنکو اُنکے عقیدے پر چھوڑا - معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے صفات و افعال توقیفی ہین یعنی اُس ذات پاک پر کسی نام کا اطلاق حقیقۃً اور مجازاً بغیر اذن شارع کے درست نہین معتزلہ کے نزدیک رضامندی اور ناراضی اللہ تعالیٰ کی صفات نہین ہوسکتی ہین کیونکہ اللہ پر احوال متغیر نہین ہوتے پس جہان اُسنے اپنی رضا اور غصے کا ذکر کیا ہے وہان مراد ان سے جنت اور دوزخ ہے اور اہلِ سنت کی راے یہ ہے کہ رضامندی اور ناراضی اصلی معانی مین خدا کی صفات ہین جنت و دوزخ ان سے مراد نہین - اور اللہ تعالیٰ کے کلام مین کذب محال ہے اور اِسکی دو وجہین ہین ایک یہ کہ کذب قبیح ہے اور عقل سلیم گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبیح کام نہین کرتا دوسرے یہ کہ کذب مصلحت عام کے خلاف ہے کیونکہ جب لوگون کو یہ معلوم ہوجائیگا کہ اِس کلام مین جھوٹ بھی ہے تو وہ اعتبار نہ کرینگے اور جو کچھ عذاب و ثواب کا بیان اور آخرت کا حال اُس کلام مین ہوگا سب کو نہین مانینگے اور جو چیز کہ تمام عالم کے واسطے اصلح ہے وہ اللہ پر واجب ہے پس واجب کا چھوڑنا اُسکی ذات پاک سے بعید ہے دیدار الٰہی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رویت کے لیے شرائط درکار ہین حاسّے کا سالم ہونا اور مرئی کا جسم دار و کثیف و رنگین ہونا نظر کے سامنے آجانے سے اُسکی رویت کا ممکن ہونا اور رائی و مرئی مین مسافت کا متوسط ہونا نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ دونون مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور کہتے ہین رویت بدون مکان وبدون جہت کے

یعنی بغیر ان شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے۔ اشیا مین حسن وقبح انکے نزدیک عقلی ہے جیسا کہ راے
ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک حسن وقبح عقلی اس بات کو نہین چاہتا کہ
بندے کے لیے اُس مین حکم الٰہی صادر ہو اور معتزلہ کہتے ہین کہ حسن وقبح عقلی ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف سے حکم کا موجب ہے اسلیے کہ اُسکے سوا کوئی اور حاکم نہین ہے اگر بالفرض نہ شرع ہوتی
نہ رسول مبعوث ہوتے اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب ہوتے جس طرح
شرع نے اب واجب کیے ہین مگر جن لوگون نے یہ لکھا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک حاکم عقل ہے نہ
خداے تعالیٰ یہ بیان اُنکا صحیح نہین معتزلہ مسلمان تھے اور کوئی مسلمان ایسی بات کہنے کی جرأت
نہین کرسکتا بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ عقل بعض احکام الٰہی کے پہچاننے کا آلہ ہے برابر ہے کہ اُنکی نسبت
شرع وارد ہو یا نہو اور یہی اکابر حنفیہ سے بھی منقول ہے شرح مسلم الثبوت مین بحر العلوم نے اسی طرح
لکھا ہے اور بعض نے متاخرین حنفیہ اور معتزلہ کے مذہب کے فرق کو اس عبارت مین بیان کیا ہے
کہ حنفیہ کے نزدیک عقل ایک آلہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بذریعہ شرع کے کہ وہ کھولنے والی ہے فعل کے
حسن وقبح پر اطلاع دیتا ہے ایجاب عقل کا کام نہین بلکہ یہ کام اللہ کا ہے اور معتزلہ کے نزدیک
عقل واجب کرنے والی ہے پس جب عقل نے حسن وقبح کو دریافت کر لیا تو مقتضاے حسن وقبح اللہ تعالیٰ
اور بندون پر واجب ہوگیا اور جو چیز عقل مین نہین آسکتی وہ واجب نہین اسی وجہ سے معتزلہ عقائد
کے متعلق ہر اُس چیز کو نہین مانتے جو عقل سے مدرک نہو سکے مثلاً رویت الٰہی اور عذاب قبر اور
میزان اور صراط وغیرہ کے منکر ہین۔ اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خالق ہے
اور بعض افعال اُس سے بطریق مباشرت کے پیدا ہوتے ہین اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید
کے یہ ہین کہ فاعل کے ایک فعل سے دوسرا فعل واجب ہو جائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کر دیتا ہے
چھلے کے ہلنے کو اگرچہ اس دوسرے کام کا بندہ اصلاً قصد نہین کرتا مگر موجد انکا بھی وہی ہوتا ہے
ہان اس قدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ اپنے افعال کا
خالق ہے اسلیے جزا اُن افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندونکا ہے۔ اور امر خیر اللہ کے ارادے سے
ہوتا ہے اور کفر وعصیان بندے سے باختیار خود ہوتے ہین خدا کے ارادے اور مشیت کو اس مین
دخل نہین بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ اسلام وطاعت کا کرتا ہے چنانچہ حکم کرتا ہے اسلام وطاعت کا

اور گناہ وکفر سے ممانعت کرتا ہے توانکی نسبت ارادہ بھی نہین کرتا اور اکثر معتزلہ کہتے ہین کہ استطاعت
یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے یہی رائے ماتریدیہ کی ہے اور بعض معتزلہ مثل نجار اور محمد بن
عیسیٰ اور ابو عیسیٰ وراق وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ قدرت فعل کے ساتھ ہوتی ہے جو رائے
اشاعرہ کی ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ تکلیف عدم کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے اور کہتے ہین کہ مقتول
کی موت قاتل کے قتل سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے
پس یہ موت بندے کے افعال مین سے ہے خدا کا فعل نہین اگر قاتل اُسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا
زہر ندیتا تو جو وقت اُسکی موت کا خدائے تعالیٰ نے مقدر کیا تھا اُسوقت تک جیتا قاتل نے
تقدیر الٰہی کو بدل ڈالا اسی لیے اُسکا یہ فعل شرعًا وعقلاً ممنوع ہوتا ہے اور کعبی کے نزدیک مقتول
کے لیے دو اجل ہین ایک قتل دوسرے موت اگر وہ قاتل کے ہاتھ سے مارا نہ جاتا تو اپنے وعدے تک
یعنی موت کے وقت تک جیتا۔ اگرچہ عمومًا معتزلہ اسکے قائل ہین کہ مقتول اپنے وعدے پر جو خدا نے
اُسکے لیے مقرر کردیا ہے نہین مرتا ہے فرق دونون رایون مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و
موت دونون پر لفظ موت کا اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت نکہنا چاہیے موت
وہی ہے جو اپنے وعدے پر مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا
نام قتل۔ اور اُنکے نزدیک تکلیف مالایطاق کے ساتھ بندے کا مکلف ہونا عقل بھی تجویز نہین کرتی
اور معتزلہ کہتے ہین کہ حرام رزق نہین کیونکہ رزق وہ مملوک ہے جسکو مالک کھائے اور شارع نے
اُس مین تصرف کرنیکا حکم بھی دیدیا ہو اس صورت مین شراب اور سور جو کسی مسلمان کے مملوک ہون
رزق نہین ہوسکتے اسلیے کہ شارع نے ان مین تصرف کرنے کی اجازت نہین دی ہے اس سے یہ
لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بھر حرام چیز کھائی تو اُسنے رزق الٰہی نہین کھایا وہ اپنے طور پر پیٹ پالتا رہا
حالانکہ ہر جاندار کو اللہ ہی رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت وضلالت انسان بطریق مباشرت کے
پیدا کرتا ہے اور پھر کامیابی اُنکی اس مباشرت سے بطور تولید کے پیدا ہوتی ہے خدائے تعالیٰ
کے پیدا کرنے کو ان مین دخل نہین اور نہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اُن سے تعلق ہے اور اصلح
ولطف اور ثواب وعذاب اور آلام کا عوض یہ پانچ چیزین حق تعالیٰ پر واجب ہین ورنہ بخل
لازم آتا ہے اسلیے کہ جب اُسکے اختیار مین یہ ساری باتین ہین اور اُن کے واسطے کوئی مانع بھی

نہین ہے تو پھر الکا ترک کرنا بخل کیونکر نہوگا اور یہ عیب ہے جس سے ذات باری منزہ ہے اور کفار
وفساق کو ہمیشہ دوزخ مین رکھنا اور کبھی عذاب سے نجات ندینا یہی اُنکے واسطے آخرت مین
اصلح ہے اور اُن کے اعمال کو باطل کرنا اور اُنپر لعنت فرمانا یہ دنیا مین اُن کے لیے اصلح ہے اور
کہتے ہین عرش سے مراد ملک ہے اور کرسی سے علم اس آیت مین وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کرسی کو علم کے معنے مین کہتے ہین یعنی علم الٰہی مین آسمان اور زمین کی سمائی ہے یہی رائے شیعہ کی ہے[ل۱]۔
اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات وحقیقت باطل ہو جائے تو اُسکا اعادہ
محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادے کی صحت اسپر موقوف نہین کہ عدم مین ذات باقی
رہے اور معتزلہ کی یہ بھی رائے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے اور اُن اعراض کا اعادہ جو باقی نہین
رہتے ممنوع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہین اور وہ متولدات مین سے نہین ہین تو اُنکا اعادہ
بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات کے اعادے مین خلاف ہے اور قبر کے عذاب وثواب اور سوال
منکر ونکیر کے منکر ہین مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور ابو علی
جبائی وغیرہ بعض معتزلہ منکر ونکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہین۔ علامات قیامت کے منکر ہین
یاجوج وماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہین[ل۲]۔ بعضے معتزلہ کہتے ہین کہ میزان کا ہونا
جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بات محال ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مین
جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اُسکا یہ مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جائیگا ذرا فرق نہوگا
اس بیان سے دراصل ترازو مراد نہین کیونکہ اعمال اعراض ہین اُنکا تُل سکنا ممکن نہین کیونکہ
ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان ہے اور خدا ے تعالیٰ اِن سب کا عالم بھی ہے پھر تولنے کا کیا فائدہ
اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتھون مین دینا بھی عبث ہے اور کراماً کاتبین کے بھی منکر ہین اسلیے کہ بندہ
جو کچھ کرتا ہے اللہ اُس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہان ضرورت ہوتی ہے جہان
علم حاصل نہو سکے پس کراماً کاتبین اُس صورت مین ہوتے کہ اللہ تعالیٰ جاہل ہوتا اور جو بندے
کرتے اُسکا علم اُسے نہوتا اور حوض کوثر ثابت نہین کرتے اور ابو الہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط
کے جواز کے قائل ہین مگر اُسکے وقوع کے منکر ہین اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہین جواز کے بھی قائل
نہین اور جبائی کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس بارے مین متردد ہے۔ اور دوزخ

[ل۱] [illegible] ۱۲

[ل۲] [illegible] ۱۲

وجنت اب موجود نہین ہین قیامت کو موجود ہونگے اور جب اللہ تعالیٰ نفخۂ اولیٰ کا حکم دیگا تو سارے آسمان وزمین اور جنت ودوزخ اور ارواح فنا ہوجائینگی پھر قیامت کے دن اللہ دوبارہ اُنھین پیدا کریگا[1]۔ اور یہ کہتے ہین کہ ایمان کی حقیقت مین تصدیق کے ساتھ اعمال بھی داخل ہین اِسلیے اِن کے نزدیک مرتکب کبیرہ مؤمن نہین ایمان سے خارج ہے مگر ایسے شخص کو کافر اِسواسطے نہین جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ مین حد جاری کیا کرتے تھے اور اپنے ملک سے بدر نہین کرتے تھے اور نہ قتل کراتے تھے اور اُنکی لاشون کو مسلمانون کے مقابر مین دفن ہونے دیتے تھے حالانکہ کافر کے ساتھ ایسے معاملات بالاجماع ناجائز ہین اور اِسی کا نام اُنھون نے منزلۃ بین المنزلتین رکھا ہے منزلتین کفر و ایمان ہوئے اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے اور شرک کا نہ بخشنا شرعًا وعقلاً ممتنع کہتے ہین جیساکہ ماتریدیہ کا مذہب ہے اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے اُن کے نزدیک نہین بخشے جائین گے اور یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ مین ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض معتزلہ کی رائے یہ ہے کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اُسکے لیے عذاب ہونا جائز نہین بلکہ وہ واجب العفو ہے۔ بعض شفاعت کے منکر ہین اور بعض حق غیر صاحب کبیرہ مین شفاعت جائز رکھتے ہین اِن کے نزدیک تین قسم کے لوگون کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے بچتے ہین اور صغائر کا ارتکاب کرتے ہین تو انکے صغائر کی معافی کے لیے انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کرلیتے ہین تو ایسون کی توبہ قبول ہونے کے لیے انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۳) جو کبائر و صغائر سے بچتے ہین اُن کی شفاعت زیادتی ثواب کے لیے انبیا و اولیا کی طرف سے ہوگی
غرض عذاب کبائر سے نجات پانے کے لیے شفاعت نہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کیے بغیر مرجائے گا تو ہمیشہ دوزخ مین رہیگا انھون نے اِس امر پر اتفاق کیا ہے کہ جب مسلمان متقی مرتا ہے یا گناہگار توبہ کرکے مرتا ہے تو مستحق ثواب کا ہوتا ہے اور جب بغیر توبہ کے گناہ کبیرہ سے جسکا اُسنے ارتکاب کیا ہے مرگیا تو وہ ہمیشہ عذاب کا مستحق ہوتا ہے لیکن اِس کا عذاب کفار کے عذاب سے خفیف ہوتا ہے اسکو وعد و وعید کہتے ہین وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون پر امتحانًا بذریعۂ انبیا علیہم السلام کے احکام بھیجے ہین تاکہ احکام کا نہ ماننا اُن کی ہلاکت پر

شہادت ہو اور اُن کی رائے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام ظاہر سے چنانچہ
اِن کے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مؤمن۔ شرح عمدۂ نسفی مصنفۂ علامۂ نکساری مین ہے کہ عامۂ
معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد بطور
تقلید کے رکھے تو ایسا شخص نہ مؤمن ہے نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے پس اسکی رائے
یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے اعتقاد ثبوت کو پہونچے اُس وقت مؤمن تسلیم کرنا چاہیے اور معتزلہ میثاق
لینے کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے کلام نہین کیا نہ آدم ؑ سے نہ نوح ؑ سے نہ ابراہیم ؑ
سے نہ موسیٰ ؑ سے نہ عیسیٰ ؑ سے نہ محمد ؐ سے نہ جبرئیل ؑ سے نہ میکائیل سے نہ اسرافیل ؑ سے علیہم السّلام
اور نہ حاملان عرش سے اور نہ انکی طرف دیکھے گا جیسا کہ شیطان اور یہود و نصاریٰ سے بات نہین
کرتا ہے[1]۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ عقل نہین تجویز کرتی کہ انبیا سے عمداً کبائر سرزد ہون اور انبیا مین سے
کسی ایک کی فضیلت کے دوسرے پر قائل نہین سب کو برابر جانتے ہین اور کرامات[2] اولیا کا انکار
کیا ہے اِس وجہ سے کہ اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزے کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر
اس صورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اُس کا
شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین۔ اور معراج کے منکر ہین کہتے ہین کہ اُسکا ثبوت
خبر آحاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانے کے
منکر نہین[3]۔ اور معتزلہ انبیا مین باہمی تفضیل کے قائل نہین سب کو برابر اور ہم رتبہ جانتے ہین پس
آنحضرت ؐ کی فضیلت انبیا پر نہین مانتے اور اُن کے نزدیک مجتہد کی رائے مین کبھی غلطی نہین ہوتی
جیسا کہ عامۂ متکلمین اشاعرہ کی رائے ہے۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہین انبیا سے۔
اور امامت مین یہ لوگ آپس مین اختلاف کرتے ہین بعض کہتے ہین نصاً ہے بعض کہتے ہین
اختیاراً ہے اور اُنکے نزدیک امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے بعض کے نزدیک یہ وجوب
دلیل عقلی سے ثابت ہے اور عامۂ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور امام کا
معصوم ہونا واجب نہین اور نہ اُسکا قرشی ہونا مشروط ہے اور اُن کے نزدیک عبادت کا ثواب
سوا فاعل کے غیر کو نہین پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مال اور بدن سے کیونکہ
قضا و قدر نہین بدل سکتے پس دعا لغو ہے کچھ اُس سے فائدہ نہین ہو سکتا جس بات کی

دعا کی جاتی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اُسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہو گی تو اُسکا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے ان کے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا بڑا وسیلہ ہین محروم رہتے ہین اور سارے معتزلہ سوائے کعبی اور ابو الہذیل اور ابو الحسین بصری کے یہ کہتے ہین کہ معدوم بھی ایک شے ہے اور عالم واقع مین ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ اُسکو وجود نہین ملا ہے اگر وجود مل جائے تو وہ موجود ہو جائے اِس مرتبے کو انکی اصطلاح مین ثبوت اور تقرر کا مرتبہ کہتے ہین اور دلیل اُنکی یہ ہے کہ ممکن اپنے وجود کے قبل یا تو واجب ہو گا یا ممتنع اور اِن دونون صورتون مین وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے بیشتر بھی ممکن ہو گا اور امکان ایک ایسی صفت ہے جس کے لیے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ ثابت ہے یا موجود ہے اگر موجود ہو گا تو پھر وجود اُسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلیے یہ باطل ہے پس باقی یہ رہا کہ وہ ثابت ہو گا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کے وقت مین ثابت ہے اور موجود نہین ہے اور منشا اِس قول کا یہ ہے کہ اِن لوگون کے نزدیک وجود مین اور ماہیت مین فرق ہی کبھی ماہیت ہوتی ہے اور اُسکو وجود عارض نہین ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسی کو معدوم ثابت کہتے ہین مگر موجود نہین کہہ سکتے موجود جب کہین گے کہ اُسکو وجود مل جائے اور اِس قسم کے معدوم مین ممکن کی قید اِسواسطے لگا دیتے ہین کہ جو معدوم ایسا نہو بلکہ ممتنع ہو اُسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا وہ بالاتفاق کچھ چیز نہین اور صوفیہ بھی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدایش سے قبل قائل ہین - اور اشاعرہ و ماتریدیہ و حنابلہ کہتے ہین کہ معدوم کچھ بھی نہین ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ ان کے نزدیک وجود اور نفس حقیقت یا ماہیت مین ذرا فرق نہین ہے جب وجود نہو گا تو ماہیت بھی نہو گی اور یہ بات نامعقول ہے کہ ایک چیز سے عالم عدم مین وجود منفک ہو اور پھر اُسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اُسکو عالم عدم مین تقرر حاصل ہو گا تو وہ ایک ہی وقت مین موجود بھی ہو گی اور معدوم بھی ہو گی۔ اور یہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلیے کہ وجود کے کوئی اور معنے ہی نہین سوائے ثبوت اور تحقق اور تقرر کے معدوم بھی کہنا اور اُسکے واسطے ثبوت بھی ڈھونڈھنا جو بلا شبہہ حرکات و سکنات کو چاہتا ہے بالکل سفسطہ ہے اور معدوم ثابت کے ابطال کی بڑی ضرورت اسلیے ہے کہ اہل سنت اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہین اور معدومات کے ثبوت کی

صورت مین یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابت سے تو قدرت کو تعلق حاصل ہووے اور بعض کے ساتھ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو بلکہ علی العموم معدومات ثابت مقدوریت کے دائرے سے نکل جائینگے اِسلیے کہ جس کو عدم مین ثبوت حاصل ہوگا وہ ازلی ہوگی پس قدرت الٰہی اُنکی ذات کے ساتھ کس طرح متعلق ہوسکتی ہے پھر اگر قدرت کا تعلق ان سے مانا جائیگا تو اسی قدر کہ وجود اسنے عطا کیا پس خداے تعالیٰ ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہین بن سکتا اور نہ اُسکو کسی چیز کی ایجاد پر قدرت ہوسکتی ہے اور یہ کفر صریح ہے۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ اِن چار حالتون مین اہل قبلہ کا خون مباح و حلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اُس سے حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرائض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جانے معتزلہ اہل سنت کے ساتھ پانچ باتون مین بحث رکھتے ہین (۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ رویت (۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت۔

ابن حزم نے ملل ونحل مین کہا ہے کہ معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید اور قدر مین ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنے یہ کہے کہ بندے کے سارے افعال اللہ کی قضا و قدر سے ہین اور آخرت مین اللہ کے دیدار ہونے کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی قرآن و حدیث مین مذکور ہے اُنھین ثابت کرے اور صاحب کبیرہ کو دائرۂ ایمان سے خارج نکرے وہ معتزلی نہین اگرچہ تمام عقائد مین معتزلہ کے ساتھ موافقت رکھتا ہو۔ یہ بیان مجتمعًا معتزلہ کے عقائد کا ہے۔ بعض بعض باتون مین ان مین آپس مین اختلاف ہے۔ ابو ہذیل علاف نے دس مسئلون مین اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظّام نے تیرہ[۱۳] مسئلون مین معتزلہ کے ساتھ مخالفت کی ہے اور بشر بن معتمر نے چھ مسئلون مین اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور معمر بن عباد سلمی نے چار مسئلون مین اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور ابو موسیٰ مزدار نے تین مسئلون مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ہشام بن عمرو غوطی نے سات مسئلون مین اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے پانچ مسئلون مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری نے چھ مسئلون مین اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے۔

ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط اور اُسکے متبع معتزلۂ بغداد کہلاتے ہین اور محمد بن عبد الوہاب جبائی اور

اُسکا بیٹا ابو ہاشم اور اُنکے متبع معتزلہ بصرہ مشہور ہین ۔ وہن مسئلون کے اندر معتزلہ بغداد و بصرہ مین اختلاف ہی اور جبائی اور اُسکے بیٹے مین مسئلہ حال اور مسئلہ صلاح و اصلح مین اختلاف ہے ۔ اور احمد بن حائط نے اپنے استاد نظام کے مذہب پر تین باتین زیادہ کی ہین (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات اور اخبار جس قدر رویت الٰہی کے باب مین وارد ہین اُنھین رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کو مسیح محاسب ہونگے اسلیے معتزلہ بہت سے فرقے ہوگئے ہین ان مین سے ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے ۔ اکثر معتزلہ فقہیات مین مقلد مذہب حنفی کے تھے جب اُنپر الزام عائد ہوتا تھا کہ فقہ مین روایت و درایت تو امام صاحب کی تسلیم کرتے ہو پھر اُنکے عقائد جو اُنکی کتاب فقہ اکبر مین مصرح ہین کیون نہین مانتے تب انھون نے یہ حیلہ اختراع کیا کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہین فرمائی ہے اور فقہ اکبر محمد بن یوسف معروف بہ ابی حنیفہ بخاری کی تصنیف ہے [1]

اول واصلیہ یہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے متبع ہین اس فرقے کو کبھی حسن بصری کی طرف منسوب کرکے حسنیہ بھی کہتے ہین واصل کا اعتزال چار قواعد پر چکر کھاتا ہے ایک نفی صفات الٰہی دوسرے قول بقدر تیسرے مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر و ایمان کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا ۔ ایک قول اُسکا یہ بھی ہے کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمانؓ اور جانبداران حضرت عثمانؓ مین سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم مین جنگ جمل کے بعد سے اہلیت شہادت کی نہین رہی تھی ان کا قول متروک ہے حضرت عثمانؓ کا حال مرتکب کبیرہ کا سا ہونا جائز بتاتا تھا اور واصل حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتا تھا اگرچہ شیخین کی امامت کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ انعقاد امامت کا آدمیون کے اختلاف اور فتنے کے زمانے مین نہین ہوتا ہے امت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ظلم و فساد ترک کرے تب کہین وہ محتاج سیاست کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہوکر اپنے والی کو قتل کر ڈالے تو پھر

---

[1] علامہ الیاس بن ابراہیم نے مقدمہ شرح فقہ اکبر مین فرمایا ہے وما نقل من بعض سفلة المعتزلة وجهلة المنتحلة من ان الامام ابا حنيفة ليس له كتاب وان هذا الكتاب لمحمد بن يوسف المعروف بابي حنيفة البخاري فهو غلط صريح وشطط فضيح اختلقوه من حيث ان هذا الكتاب فيه ابطال قواعدهم واهمال عقائدهم انتهى اور بزازی نے کتاب مناقب امام صاحب مین فرمایا ہے فان قلت ليس لابي حنيفة كتاب مصنف قلت هذا كلام

امامت کسی کے لیے منعقد نہین ہوتی ہے اِسی بنیاد پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہین ہوئی اول اول واصل ہی نے احکام شرعیہ کی تقسیم کی اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہین قرآن ناطق حدیث متفق علیہ اجماع امت وعقل وحجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند مسائل اور اصطلاحین قائم کین مثلاً یہ کہ عموم وخصوص دو جداگانہ مفہوم ہین۔ نسخ صرف امر ونواہی ہین ہوسکتا ہے اجبار وواقعات ہین نسخ کا احتمال نہین[۱] ان مسائل کے لحاظ سے اصول فقہ ہین اولیت کا فخر واصل کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن یہ اُسی قسم کی اولیت ہوگی جس طرح نحو کے دو تین قاعدون کے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فن نحو کے موجد ہین اور واصل ہی نے علم کلام ہین اول تصنیف کی تھی[۲] یہ شخص ۸۰ھ ہجری ہین مدینے ہین پیدا ہوا تھا اور ۱۳۱ھ ہجری ہین مرگیا۔

دوم عُمریہ یہ عمرو بن عبید کے اصحاب ہین جو واصل بن عطا کا شاگرد تھا اسکا مذہب بھی مثل واصلیہ کے ہے اور واصل کی طرح یہ بھی کہتا ہے کہ فتنہ وفساد کے زمانے ہین امامت منعقد نہین ہوتی اِسی وجہ سے حضرت علیؓ کی امامت کے منعقد ہونے کا قائل نہ تھا مگر اِس مسئلے ہین متفرد ہوا کہ اصحاب جمل صفین اور جو حضرت عثمانؓ کے جھگڑے ہین شریک رہے وہ تمام فاسق ہین اور مسائل قدر ہین قدریہ کے مطابق ہے بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے یہ شخص یزید ناقص بن ولید بن عبد الملک بن مروان کے داعیون ہین سے تھا بنی امیہ کی حکومت کے زمانہ ہین اس یزید نے اپنے چچازاد بھائی ولید کو خلافت سے دور کرنے کے لیے بہت کچھ سازشین کین اور اُسکو بدنام کرکے ایک گونہ اپنے مقصد دلی کے حاصل کرنے ہین کامیابی حاصل کرلی اور داعیون کی کوشش سے عوام کا میلان طبع یزید کی طرف یومًا فیومًا بڑھتا گیا یزید در پردہ لوگون سے بیعت لینے لگا اور اپنے دعاۃ کو اطراف وجوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجتا رہا اور آخرکار جمادی الاخری ۱۲۶ھ ہجری ہین ولید کو قتل کرکے خود خلیفہ ہوگیا پھر جب ۱۳۶ھ ہجری ہین ابوجعفر منصور عباسی خلیفہ ہوا تو اُسکی امامت کا قائل ہوگیا۔ سمعانی نے کتاب انساب ہین کہا ہے کہ جب یہ اختلاف ہوا کہ خوارج تو مرتکب کبیرہ کو

(حاشیہ) طبقات ... علی الخوارج وعلی غالیۃ الشیعۃ والمبالغین فی قول المخلوقیۃ فصل واصل بن عطا ... اصل ... نے ایک ... العلماء فی الکلام ... فی الاحکام ... منہ

۱؎ ان مسائل کو ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل ہین واصل بن عطا کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲

۲؎ کتاب الاوائل کی یہ عبارت ہے اول من صنف فی الکلام ابو حذیفہ واصل بن عطا قال ابو عثمان لم یعرف فی الاسلام کتاب فی اصناف الملحدین ... کتب ... م

کافر کہنے لگے اور ایک جماعت نے کہا اگرچہ انھون نے فسق کیا مگر مؤمن ہین تو واصل نے دونون گروہ سے اختلاف کیا اور کہا مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اُسے بند کر دیا اور واصل نے بھی اُنھین چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت مین شریک ہو گیا اِس لیے دونون اور اُن کے متبع معتزلہ کہلانے لگے۔

سوم ہذیلیہ ابوہذیل حمدان بن ہذیل علّاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہین بعض نے ابوہذیل کا نام محمد لکھا ہے اس نے عثمان بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تھا اور استطاعت کو ایک عرض منجملہ اعراض کے بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ استطاعت صحت وسلامتی کا نام نہین ہے اور کہتا تھا کہ افعال ول اور افعال اعضا مین فرق ہے اور اُسکا زعم یہ تھا کہ بندے کے افعال بغیر اسکی قدرت کے سرزد نہین ہو سکتے اور استطاعت حالت فعل مین قدرت کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے کی قدرت کے بدون بھی جائز بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور کعبی نے ابو ہذیل سے نقل کیا ہے کہ اُسکا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اُسکی مراد سے غیر ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ارادہ اُسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شے کے پیدا کرنے مین اور نفس شے مین فرق ہے اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو جو سمیع اور بصیر کہتے ہین اُسکے یہ معنے ہین کہ وہ زمانہ آئندہ مین سنیگا اور زمانہ آئندہ مین دیکھے گا اسی طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق اور آمر اور ناہی وغیرہ کے معانی بیان کرتا تھا اکثر کہتا تھا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہین اور کہتا تھا کہ باری تعالیٰ عالم بہ علم ہے اُسکا علم یہی اُسکی ذات ہے اور قادر بہ قدرت ہے اُسکی قدرت یہی اُسکی ذات ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ عقیدہ اُسنے اقوال فلاسفہ سے اخذ کیا تھا جن کا قول یہ ہے کہ ذات بیچون تمام جہتون سے واحد ہے اور کسی طرح کثرت کو اُسمین راہ نہین اور صفات الٰہی سوائے ذات الٰہی کے کوئی دوسری چیز نہین جو اُسکے ساتھ قائم ہون جتنی صفات اُسکی ثابت ہون وہ یا تو سلوب ہین یا لوازم ہین سلوب اُن چیزون کو کہتے ہین کہ نسبت سلب کے بغیر باری تعالیٰ کی صفت نہین ہو سکتین جیسے جسم اور جوہر اور عرض جب سلب کو اُنسے لگاؤ ہوجاتا ہے اور اُسکی علامت یعنی حرف نفی لے آتے ہین تو اُس وقت یہ اللہ تعالیٰ کی صفت واقع ہو سکتی ہین مثلاً اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اور لوازم سے مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود عین ماہیت ہے اور اُسکی وحدت حقیقی ہے فرق مذاہب

ابو ہذیل اور فلاسفہ مین یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کی نفی کرتے ہین اور ابو ہذیل ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اُسکی ذات کی عین ہین یا ایسی ذات ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے دونون ہین کوئی فرق نہین بتاتا ایک ہی کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالیٰ کو ایک ایسے ارادۂ حادث کا مرید ٹھہرایا تھا جس کے لیے کوئی محل نہین ہے اور اپنے زعم مین اللہ تعالیٰ کو اس ارادے کے ساتھ متصف جانتا تھا اور یہ قول پہلے اُسی نے نکالا ہے پھر جو قائل اس بات کا ہوا اُس کو اس عقیدۂ مخصوص مین ابو ہذیل کا متبع سمجھنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لیے محل نہین ہے جیسے قول کُن اور بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کُن سے ہوئی ہے تو اُسکے واسطے محل کہان سے نکلے گا پس اُسکے عقیدے کی روسے امر تکوین اور امر تکلیف مین فرق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی معدوم کو یہ حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندون کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علٰحدہ ہے پہلی مثال امر تکوین کی اور دوسری امر تکلیف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پھر اِسکی دو قسمین ہین (۱) بعض عرض بے محل کے بھی قائم ہو سکتا ہے (۲) بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے ساتھ قائم ہوتا ہے پہلی صورت کی مثال لفظ کُن (بمعنی ہو) ہے کہ وہ کسی موجود ممکن کے ساتھ قائم نہین ہوتا اس واسطے کہ سارے ممکنات کا حدوث اِسی کلمے کی بدولت ہوا ہے اور یہ اپنے وجود مین کل مخلوقات سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہین کہ مکلفین کے ساتھ قائم ہوتے ہین کہ یہی اُسکے محل [سلہ] ہین اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ کے مقدورات منتہی ہین اب وہ نہ کسی شے کے حادث کرنے پر اور نہ کسی شے کے فنا کرنے پر نہ کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر قدرت رکھتا ہے اہل جنت و دوزخ کی حرکات منقطع ہو کر سکون دائمی ہو جائیگا اور اس سکون مین لذت اہل جنت کے واسطے اور آلام اہل دوزخ کے لیے جمع ہو جائینگے۔ چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا بھی ہے کہ جنت و دوزخ فنا ہو جائینگی

سلہ شرح مواقف مین لکھا ہے کہ فرقہ ہذیلیہ کہتا ہے بعض کلامہ تعالیٰ لا فی محل وھو کن وبعضہ فی محل وھو الامر والنہی والخبر والاستخبار اس قول مجمل کی تفصیل جو ہمنے بیان کی اسکے سمجھ لینے کے بعد تمکو معلوم ہو جائیگا کہ نواب صدیق حسن خان کا کشف الغمہ مین یہ ترجمہ کرنا اور کہا بعض کلام الٰہی بمحل ہے جیسے قول کن اور بعض بے محل ہے جیسے امر و نہی بالکل غلط ہے اصل مطلب نہ سمجھنے سے اُن کی بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور نواب صاحب فرماتے ہین کہ ابو ہذیل امور آخرت مین ہم مذہب جبریہ تھا انتہی ۱۲ م

اسلیے معتزلہ ابوہذیل کو جہمی الآخرۃ کہاکرتے تھے۔ اور ابوہذیل کہتا تھا کہ مرد مقتول اگر قتل نکیا جاتا تو بھی اُسی وقت پر مرجاتا۔ علم نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور غائب بات پر حجت قائم نہین ہوتی مگر جبکہ بیس شخص خبر دین ابوہذیل بین اور ہشام بن حکم مین احکام تشبیہ کی بابت مناظرات ہوے تھے

تنبیہ علاّف نے عدل۔ توحید۔ وعد۔ وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام **اصول خمسہ** رکھا تھا اسکے نزدیک اللہ کی معرفت قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

چہارم نظّامیہ یہ ابراہیم بن سیّار نظام کے متبع ہین نسیم الریاض مین لکھا ہے کہ نظام نون کے فتح اور ظاے معجمہ کی تشدید سے ابراہیم کا نام ہے جس کے باپ کا نام بعض سیّار (سین مہملہ سے) بتاتے ہین بعض شیار (شین معجمہ سے) اور بعض شیبان شین معجمہ اور یاے تحتانی اور اُسکے بعد باے موحدہ اور الف و نون سے اور اسکا سلسلہ نسب یون ہے نظام ابن شیبان ابواسحاق غلام آزاد نبی حارث بن قیس بن تعلبہ۔ نظام معتصم عباسی کے عہد مین تھا اس نے فلسفے مین نظر کی تھی اور فلاسفہ کی بہت سی باتون کو معتزلہ کے کلام مین ملادیا تھا۔ چند مسائل مین متفرد ہوا اور جسنے اول اہل قبلہ کی تکفیر کی ہے وہ یہی نظام ہے اُسکے اِس قول سے کہ عالم کے تمام جاندار ایک جنس سے ہین یہ بات لازم آتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال ابلیس کے افعال کے مثل ہون اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی سیرت حجاج کی طرح ہو اسلیے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونون قول باطل ہین۔ اور کہتا تھا اللہ کو برائیون پر قدرت نہین ہے اُسکی قدرت کے سلب ہوجانے کے بعد یہ واقع ہوتی ہین آخرت میں اہل جنت و دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب مین کمی بیشی کردینا اُسکی قدرت مین نہیں ہے اُس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بڑی تنزیہ برائیون سے یہی تھی کہ اُنپر اُسکو قادر نہ سمجھنا چاہیے اور اللہ کے ارادے کی اِس طرح تفصیل کی تھی کہ اُسکا ارادہ اپنے کامون کے لیے یہ ہے کہ وہ اُنکو اپنے علم کے موافق پیدا کرتا ہے اور بندون کے افعال کے لیے ارادہ یہ ہے کہ وہ اُنکو اُنکے کامون کے کرنے کے لیے حکم دیا کرتا ہے بندون کے سارے افعال حرکات ہین روح یہی انسان ہے رہا بدن سو فقط وہ ایک آلہ ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن مین اِس طرح ساری ہے جیسے گلاب گل مین اور تیل تل مین اور گھی دودھ مین اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اُسی کا فعل ہے شیمس بازغہ مین مقابلہ ثانی کی پہلی فصل مین مذکور ہے کہ جب نظام معتزلی متکلم کو

ابطال جزولایتجزیٰ کے دلائل معلوم ہوئے اور کوئی شبہہ اُنپر وارد نکرسکا تواُن دلائل کواُسے ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اِس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہیں اُسے تقسیم کرسکین کہین کسی حد پر اُسکی تقسیم رک نہین سکتی مگر اُسنے اُسمین تفریق نکی جو شے مین بالفعل موجود ہوتا ہے اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلیے یہ خیال کر لیا کہ جبکہ جسم مین انقسامات نامتناہی ممکن ہین تو وہ اُس مین بالفعل حاصل ہین کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے بالفعل ہوتا ہے اور یہی راے سارے متکلمین کی ہے کہ تقسیم اُن اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہون پس نظام کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے بنا ہے جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اِس راے پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزاے لایتجزیٰ نامتناہی ہین باوجودیکہ نظام نے بظاہر متکلمین سے جو ہیولے کے منکر ہین اِس راے مین اختلاف کیا تھا کہ جسم مفرد اجزاے لایتجزیٰ سے بنا ہے۔ اور محقق طوسی کی شرح اشارات کے نمط اول مین جو جوہریت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ نظام کے اِس قول سے کہ جسم بے انتہا بار تقسیم ہوسکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے ہین (۱) جسم مین اشیاے غیر منقسم موجود ہین (۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی نتیجہ اِن دونون مقدمون سے یہ نکلا کہ جسم شامل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزولایتجزیٰ کا مطلب ہے۔ فرق اُن متکلمون مین جو اجزاے لایتجزیٰ کے مقر ہین اور نظام مین اِس قدر ہے کہ اُن کے نزدیک جسم اجزاے لایتجزیٰ متناہی سے مرکب ہے اور اُس کی راے کے موافق غیر متناہی سے اور وہ لوگ صریحًا اِس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزاے لایتجزیٰ سے بنا ہے اور نظام نے اِسکا اقرار تو نہین کیا ہے مگر اُسکے قول سے جسم کا اجزاے لایتجزیٰ سے مولف ہونا لازم آتا ہے صدرا کی فصل ابطال جزولایتجزیٰ مین مذکور ہے کہ جب اُن لوگون نے جن کے نزدیک اجزاے لایتجزیٰ متناہی ہین اصحاب نظام پر مناظرے مین یہ اعتراض کیا کہ تمھارے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی محدود مسافت کو غیر متناہی زمانے کے بغیر قطع نکرسکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جزو کے لیے ضرور ہے کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسرے حیز مین داخل ہو اور جب جسم کا ایک جز ایک حیز کو چھوڑ کر دوسرے حیز مین جائے تو دوسرا جز اُس حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب جسم مین اجزاے غیر متناہی ہوئے تو مسافت بھی غیر متناہی زمانے مین قطع ہو سکے گی اصحاب نظام نے

اس اعتراض کے جواب مین کہا کہ متحرک طفرہ کرتا ہے۔ طفرہ اسے کہتے ہین کہ متحرک ایک جزو مسافت سے دوسرے جزو مسافت کو اس طرح طے کرے کہ اِن دونون جزون کے درمیان مین بہت سے اجزاے متناہی بھی طے ہو جائین اور نظام جواہر کو اعراض مجتمعہ سے مولف بتاتا تھا اور کبھی کہتا تھا کہ رنگ اور مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہین۔ امام فخرالدین رازی جلد اول تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲ مین کہتے ہین کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ نظام اذکیاء الناس سے تھا اور اُسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت کہے کہ وہ جسم ہے چونکہ اُسنے کہا ہے کہ آواز کے پیدا ہونیکا سبب ہوا کا تموج ہے جُہّال نے یہ خیال کر لیا کہ نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز عین ہوا ہے اور نظام یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ساری موجودات کو یکبارگی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جسپر وہ موجود ہے تقدیم و تاخیر اِن مین نہین ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے پہلے پیدا ہوئے ہان یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض مین چھپا رکھا تھا تقدم و تاخر کون و ظہور مین واقع ہوا ہے کہتا تھا کہ علم مثل جہل مرکب کے ہے

اور ایمان مثل کفر کے قرآن کا اعجاز فقط اس راہ سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہیں ہے اللہ نے نہیں چاہا کہ عرب اُسکے جواب کا اہتمام کرسکیں ورنہ اُن لوگوں کے امکان میں تھا کہ اُسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت تھی کہ وہ مثل قرآن کے عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے جب حضرت سرور عالم رسول ہو کر آئے تو اللہ پاک نے اُن سے یہ قدرت سلب کر لی۔ اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا منکر تھا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تھا قدر میں بڑا غالی تھا کہتا تھا اللہ کو بندے کے افعال اختیاری میں کوئی مداخلت نہیں ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف مائل تھا صحابہ میں طعن کرتا تھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس بتاتا تھا کہتا تھا کہ حضرت فاطمہ دختر رسول پر مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئیں اور اُسکا قول یہ تھا کہ امام کے لیے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق میں نص ثابت ہے مگر حضرت عمر نے اُسے چھپایا۔ اللہ کی معرفت کو قبل ورود شرع کے واجب ٹھہراتا تھا اور نکاح کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تھا۔ نماز تراویح کو ناجائز بتاتا تھا۔ میقات حج سے منع کرتا تھا۔ معجزۂ شق القمر کی تکذیب کرتا تھا رویت جن کو محال جانتا تھا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اُس قدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوۃ واجب نہوتی ہو فاسق

[illegible]

[illegible]

نہین ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سو ننانوے درم چاندی یا اُنیس مثقال سونا یا چار اونٹ یا ۳۹ عدد بھیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بھینس چورائے تو فاسق نہوگا اور اُسکے نزدیک طلاق کنایہ سے واقع نہین ہوتی اگرچہ جی مین نیت طلاق ہی کی کیون نہو اور لیٹنے سے اگر سو گیا تو وضو نہین ٹوٹتا جب تک حدث نہو نماز فائت کو قضا لازم نہین بتاتا تھا۔ محمد بن شبیب۔ ابو شمر یونس بن عمران فضل حدبی۔ اور احمد بن حابط اُسکے اصحاب تھے۔

پنجم اسواریہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہین یہ سب باتون مین نظامیہ کے موافق ہوگئے ہین مگر ایک اس بات مین مختلف ہین کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نہ کرے گا اُسکے کرنے پر قدرت نہین رکھتا ہے اور انسان اُسکے کرنے پر قادر ہے۔

ششم اسکافیہ ابو جعفر محمد بن عبداللہ اسکافی کے پیرو ہین وہ بھی سارے عقائد مین نظام کے موافق تھا مگر اِس بات کا قائل تھا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت نہین ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے۔

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہین جعفر بن مبشر اور جعفر بن حرب بن میسرہ کے یہ بھی نظامیہ کے موافق ہین اور اِس بات کے قائل ہین کہ اِس امت کے فساق مین ایسے لوگ بھی ہین جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدتر ہین شراب پینے والے سے حد کو ساقط بتاتے تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ گناہان صغیرہ فاعل کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے موجب ہین اور ایک حبہ کا چور بھی فاسق ہے ایمان اُسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ کسی عورت کے پاس پیغام بھیج کر اُس سے نکاح کرنا چاہے پھر وہ عورت اُسکے پاس آئے اور یہ اُس سے صحبت کرے بغیر نکاح کے تو اُسپر کچھ حد نہین آتی ہے یہ صحبت اُس عورت کے ساتھ نکاح ٹھہریگی۔

ہشتم بشریہ یہ بشر بن معتمر کے متبع ہین اسکا قول یہ تھا کہ جسم مین اعراض طعم اور رنگ اور بو اور سمع و بصر وغیرہ کے اور اکات جائز ہے کہ بطور تولد کے غیر کے فعل سے حاصل ہون جس طرح سے

ف نواب صدیق حسن خان نے خبیئۃ الاکوان مین لکھا ہے وزعم ان من سرق کالی دینار ... فساد و ظالم بالفسق ... اعتقاد رکھتا تھا کہ ... دو سو دینار یا اس سے کم کی چوری ... کوئی فاسق نہین ہوتا ... اُن کی غلطی ہے ... نظام ... مزدور فاسق ... اعتقاد کرتا تھا کیونکہ ... دو سو دینار ... زکوٰۃ واجب ہے ... کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ ... مسائل ...

کہ اِن اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے واقع ہوتے ہین اور تولید کا قول معتزلہ ہین اسی سے پھیلا ہے اور قدرت واستطاعت سلامتی بدن واعضا کی طرف مصروف ہے اور اس مین افراط کرتا تھا اور فلاسفہ طبعیین کی طرف میل رکھتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن جب ایسا کریگا تو ظالم ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ عیب اُٹھانے کے لیے اسکی یہ راے ہے کہ جب وہ کسی بچے کو عذاب دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بچہ عاقل بالغ ہوکر عذاب کا مستحق ہوگا غرض اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے تو یون تاویل کرکے اُسے عادل ماننا چاہیے اور اللہ کا ارادہ منجملہ اُس کے افعال کے ہے پھر یہ ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرا صفت ذات اور لطف مخزون کا قائل تھا مگر کہتا تھا اللہ نے اُس لطف کو اسلیے نہین پیدا کیا کہ اللہ پر پھر ثواب دینا واجب ہوجاتا اور پہلی توبہ متوقف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ نفع نہین کرتی مگر جبکہ پھر وہ کام نہ کرے اگر پھر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہین ہوتی ہے۔

نہم مزداریہ یہ متبع ہین ابو موسی عیسی بن صبیح معروف بہ مزدار تلمیذ بشر بن معتمر کے یہ شخص زاہد تھا اسکو راہب المعتزلہ کہتے تھے چند مسائل مین متفرد ہی جیسے یہ کہ اللہ ظلم وکذب پر قادر ہے اس سے کچھ اُس کی ربوبیت مین بٹہ نہین لگتا ہے جب ایسا کریگا تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ قرآن پر قدرت ہوسکتی ہے قرآن کی فصاحت وبلاغت لوگون کو عاجز نہین کرتی ہے بلکہ وہ اس سے بہتر کلام لاسکتے ہین اور قرآن کے مخلوق ہونے کے باب مین اُسکو بڑا اصرار تھا اور جو قرآن کو قدیم کہتے اُنھین کافر جانتا تھا یہی قول اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن مین اس کے زمانے مین بہت سے تشدد وسلفت پر جاری ہوئے اس لیے کہ وہ قائل قدم قرآن کے تھے کہتا تھا کہ جو کوئی دیکھنا اللہ کا آنکھون سے بلاکیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح جو شخص سلطان سے ملابست رکھتا ہے یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بھی کافر ہے نہ اسکو کسی مسلمان کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور مسلمان اُسکا وارث قرار پاسکتا تھا اور جائز ہی کہ ایک فعل دو فاعلون سے بطور تولید کے سرزد ہو نہ بطور مباشرت کے

دہم ہشامیہ یہ متبع ہشام بن عمرو فوطی کے ہین شفاے قاضی عیاض کے حاشیے مین لکھا ہے کہ لفظ فوطی مین فا اور اُسکے بعد واؤ ساکن ہے بعض نے واؤ کے فتحہ سے لکھا ہے اور واؤ کے بعد طاے مہملہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ فا کی جگہ باے موحدہ مضموم اور اسکے بعد واو ساکن اور واو کے بعد طاے مہملہ اور طا کے بعد

یا ے نسبت ہے بعض کتابون مین غوطی غین نقطہ دار سے لکھا ہے یہ شخص قدر یہ مین بڑا مبالغہ رکھتا تھا
کسی فعل کو بھی اللہ کی طرف منسوب نہین کرتا تھا یہانتک کہ اس بات کا بھی منکر تھا کہ اللہ نے
مومنون کے دلون مین الفت دی ہے اور وہ مومنون کے واسطے ایمان کو دوست رکھتا ہے اور اُسنے
کافرون کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن پاک کی اِس باب مین آئی ہین ان کا مخالف تھا
حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہنے سے منع کرتا تھا اسلیے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل
اسماے الٰہی مین حفیظ کے معنے مین ہے كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ یعنی تو اُن کا نگہبان
نہین ہے اور اِس بات کا بھی قائل تھا کہ اعراض اس بات پر دلالت نہین کرتے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا
خالق ہے اور نہ اِن سے رسول کی رسالت پر دلالت ہو سکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہین اور اس سے
یہ لازم آتا ہے کہ مردے کا زندہ کر دینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعوی نبوت کی نہین ہو سکتی
اِس بات کا منکر تھا کہ دریا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے پھٹ گیا اور اُنکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت
عیسیٰؑ نے مردون کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شق ہو گیا ہو اس طرح
کے بہت سے امور متواتر کا منکر تھا جیسے محصور ہونا حضرت عثمانؓ کا اور مقتول ہونا اُن کا غلبے سے
کہتا تھا کچھ لوگ اِس کے ناقل ہین سو یہ وہ لوگ ہین جو عمال کے شاکی تھے وہ گھس پڑے اور
اُنھون نے حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا معلوم نہین کہ قاتل کون تھا ایک قول اسکا یہ بھی تھا کہ طلحہ و زبیر
وحضرت علی بن ابی طالب جنگ جمل مین کچھ لڑنے کو نہین نکلے تھے بلکہ مشورے کے لیے باہر آئے
تھے تگر دونون فریق کے جانبدارون نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اسکا بھی قائل تھا کہ شیطان
انسان مین داخل نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اس وسوسہ کو اللہ ابن آدم کے دل مین
پہونچا دیتا ہے اور اُسکا یہ قول تھا کہ قرآن حرام وحلال پر دلالت نہین کرتا اور کہتا تھا کہ اگر ایک
آدمی نے اچھی طرح سے وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کی بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز
تمام کرے پھر رکوع وسجدہ بجا لایا اور ان سب ارکان مین مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اُس
نماز کو آخر مین قطع کر دیگا تو پہلی نماز اُسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا آدمیون مین اختلاف
اور فتنے کے زمانے مین نہین ہوتا ہے اور امت جس وقت کہ مجتمع ہو کر ظلم و فساد ترک کرے تب بھی
وہ محتاج سیاست کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان وفاجر ہو کر اپنے والی کو قتل کر ڈالے

تو پھر عقد امامت کا کسی کے لیے نہین ہوتا ہے اِسی بنا پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہین ہوئی اسلیے کہ وہ بیعت وقت فتنے کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع مین آئی تھی اور کہتا تھا کہ جنت و دوزخ مخلوق موجود نہین ہین کیونکہ اُن کے بالفعل موجود ہونے مین کوئی فائدہ نہین اور جنت مین ازالۂ بکارت کا بھی منکر تھا یہ بھی کہتا تھا کہ نافع وضار اللہ کا نام نہین ہے اور نہ یہ کہو کہ اللہ نے کافر کو پیدا کیا ہے۔

یازدہم حابطیہ بائے موحدہ کے ساتھ احمد بن حابط کے متبع ہین اسنے ابراہیم بن سیار نظام کی صحبت پائی تھی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہین ایک خالق و معبود قدیم ہے دوسرا مخلوق وہ عیسیٰ بن مریم ہین مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تھا کہتا تھا کہ آخرت مین حساب و کتاب خلق کا مسیح کرینگے اس آیت قرآن کا یہی مطلب ہے هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہین کہ اللہ اُنکے پاس ابر کے سائبانون مین آئے اور کہتا تھا یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھوین رات کے چاند کی طرف دیکھکر فرمایا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ یعنی تحقیق تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے کہ اِس چاند کو دیکھتے ہو مراد اِس سے عیسیٰ ہین اور اُسکا یہ اعتقاد تھا کہ چوپایون اور پرندون اور حشرات مین یہان تک مچھر اور پسو اور مکھی مین بھی انبیا ہوتے ہین بدلیل اِس آیت کے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہین جس مین کوئی ڈرانے والا نہو چکا ہو وقولہ تعالیٰ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ یعنے نہین کوئی چلنے والا زمین پر اور نہین کوئی پرندہ کہ اپنے بازوون سے اُڑے مگر ایک ایک امت ہے تمہاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبداللہ بن مغفل سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لَوْلَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا یعنی اگر یہ بات نہوتی کہ کُتے ایک امت ہین امتون مین سے تو تحقیق مین اُن سب کے قتل کرنے کے لیے حکم دیتا اور تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا اللہ کی روح نے ائمہ مین تناسخ کیا ہے ایک یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ابتداءً ساری خلق جنت مین پیدا کی تھی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ اپنی معصیت کے سبب سے نکلا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے طعن کرتا تھا کہتا تھا ابو ذر غفاری حضرت سے زیادہ زاہد و عابد تھے۔

١٥ الحابطية [illegible] احمد بن حابط [illegible] من اصحاب النظام [illegible]

دوازدہم حدثیہ یہ پیرو فضل حدثی شاگرد نظام کے ہین ملل ونحل شہرستانی مین حدثی ثاے مثلثہ سے لکھا ہے اور شرح مواقف مین باے موحدہ کے ساتھ مندرج ہی انکا مذہب بھی حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان مین ابتداءً حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تھا اور بہت کچھ نعمت عطا کی تھی اور علوم بھی بخشے تھے پھر ان کا امتحان منظور ہوا اور حکم ہوا کہ ہماری عطیات کا شکریہ ادا کرو بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نکی جنھون نے تعمیل کی تھی اُنھین جنت مین بھیجا اور جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنھین جہنم مین ڈالا اور بعض ایسے بھی تھے کہ اُنھون نے بعض احکام الٰہی کی تعمیل کی تھی اور بعض احکام کی تعمیل نکی تھی اُنھین دنیا مین بھیجدیا اور یہ اجسام اُن کو مختلف رنگ کے دیے گئے اور طرح طرح کے رنج و خوشی اور نفع و ضرر مین اُنکو اُن کے گناہون کے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگون کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تھی اُنکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور اُنپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت کم تھی اور گناہ زیادہ اُنکو بُری صورت دی اور سخت مصائب مین گرفتار کیے گئے اور جب تک حیوان پورے پورے گناہون سے سبکدوش نہین ہوجاتا برابر دنیا ہی مین اس کی صورتین بدلتی رہتی ہین۔

سیزدہم صالحیہ یہ پیرو صالحی کے ہین وہ کہتا تھا جائز ہے کہ مردے کو علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر حاصل ہو اسکا یہ بھی قول تھا کہ جوہر بغیر اعراض کے بھی پایا جاسکتا ہے اور اُسکا اعتقاد تھا کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور یہی راے بعض علماے کرّامیہ کی ہے [1]

چہاردہم معمریہ یہ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہین معمر مین دونون میم مفتوح اور عین مہملہ ساکن ہے جعفر کے وزن پر ہے تبصرے مین لکھا ہے معمریہ معمر بن عباد ضمیری کی طرف منسوب ہین اور یہ لفظ ضمیری صاد مہملہ مفتوح اور یاے تحتانی ساکن اور میم مفتوح اور راے مہملہ سے ضمیر کی طرف منسوب ہے جو ایک گانون یا شہر کا نام ہے بعض نسخون مین ضاد معجمہ سے لکھا ہے اس صورت مین ضمرہ کی طرف منسوب ہے جو ایک قبیلے کا نام ہے تلمسانی نے اسی طرح تحقیق کیا ہے۔ معمریہ کہتے ہین انسان حی عالم قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل نہ عریض نہ متلون ہے نہ دیکھتا ہے نہ چھوتا نہ حلول کرتا ہے کسی جگہہ مین نہ اُسکو کوئی جگہہ حاوی ہوتی ہے اور وہ مدبر بدن ہے (کہ بدن اسکا عضو ہے) غرض نزدیک تمام حلول کرنے والا نہین ہے بلکہ انسان ایک شے سوا اس جسد کے ہے

[1] دیکھو مجموعہ ... ابو الفضل ... فتح ... ۱۲۱

توصیف وصف اِلٰہیت کے ساتھ کی ہے کیونکہ یہی وصف ان کے نزدیک مدبر عالم کا بھی تھا اور انکا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ نے سوا ے اجسام کے اور کچھ پیدا نہین کیا ہے اور اعراض متولد ہین اِنھین اجسام سے یا تو بالطبع جیسے آگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی ہے یا بالاختیار جیسے حیوان سے رنگ اور اعراض ہر نوع کے غیر متناہی ہوتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ معمر کے نزدیک اعراض کا خالق اللہ نہین بلکہ یہ سب طبائع اجسام سے پیدا ہوئے طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی ہین اور کہتا ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہے حروف اور آوازہ سے اور حروف و آواز جسم مین پیدا ہوتے ہین۔ اللہ کا ارادہ واسطے کسی شے کے غیر خدا و غیر مخلوق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا علم نہین ہے ورنہ عالم و معلوم مین اتحاد لازم آئے گا جو ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم نہین ہے اِسلیے کہ لفظ قدیم اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ قدیم ہے اور اللہ کا زمانی ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ زمانے سے بری ہے نسیم الریاض مین لکھا ہے کہ معمر کا قول ہے کہ قرآن اللہ پر دلالت نہین کرتا اور نہ رسول کی رسالت پر حجت ہوسکتا ہے کیونکہ اُسمین کسی قسم کا معجزہ نہین ہے اور قرآن سے ثواب و عذاب اور نہ کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت ہوسکتی ہے یہ کہتا تھا کہ اللہ کے لیے کلام نہین اور نہ امر و نہی ہے اور نہ قرآن مین اُسکا کوئی حکم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین کوئی دلیل ایسی نہ تھی جس سے اُنکے دعوے رسالت کی تصدیق ہوسکتی اور مخلوقات کا وجود اللہ تعالیٰ کے ہونے پر دلیل نہین مخلوقات اللہ تعالیٰ پر دلالت نہین کرتی۔

پانزدہم ثمامیہ یہ متبع ہین ثمامہ بن اشعرس بن معن نمیری کے لفظ ثمامہ مین ثاے مثلثہ مضموم ہے۔ یہ شخص نہایت لطیفہ گو تھا اسکے نوادرات مشہور ہین رشید اور مامون کے عہد مین تھا اُنکے دربار مین پہونچتا تھا اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر اور راے و اعتقاد مین اُس سے قریب تھا اگرچہ بعض مسائل مین منفرد ہوا مثلاً کہتا تھا کہ سارے علوم ضروری ہین جو کوئی معرفت الٰہی کی طرف مضطر نہین ہے وہ معرفت کے لیے مامور بھی نہین ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے اُسکے اعتقاد مین یہود و نصاریٰ زنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم کے مٹی ہوجائینگے اُنکو نہ ثواب ہوگا نہ اُنپر کچھ عذاب ہوگا اسلیے کہ وہ کہ لفظ قوسی [illegible] کیونکہ معرفت کی طرف مضطر نہین ہوئے ہین ایک اعتقاد یہ تھا کہ سارے افعال متولد [illegible] نہین ہے اور استطاعت یہی اعضا کی صحت و سلامتی ہے حسن و قبح عقل کی طرف سے

ہوتا ہے اسی لیے معرفت خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہین جو عیسیٰ صوفی کے اصحاب سے تھا پھر ابو مخلد کے پاس رہا انکو یہ اعتقاد تھا کہ معدوم شے ہے اور وہ عدم مین ایک جسم ہے اگر اُسکے حدوث مین جسم ہو اور عرض ہے اگر اُسکے حدوث مین عرض ہو انکے نزدیک بندہ اپنے افعال پر آپ قدرت رکھتا ہے اِس امر مین خدا کی معاونت کا محتاج نہین ارادہ الٰہی خود افعال الٰہی کے لیے خالق ہے اور افعال عباد کے لیے امر ہے یہ لوگ کہتے تھے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہین اسکے یہ معنے ہین کہ خدا مسموعات اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہین خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکھتا ہے اسکے بھی یہی معنے ہین کہ وہ اُنھین جانتا ہے۔

ہفدہم جاحظیہ ابو عمران عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف بہ جاحظ کے اصحاب ہین تاریخ ابو الفدا و اقعات ۲۵۵ھ ہجری مین جاحظ کی کنیت یہی لکھی ہے اور یافعی نے واقعات ۲۵۵ھ مین اُسکی کنیت ابو عثمان بیان کی ہے اور نزہت الالباب مین بھی ابو عثمان عمرو جاحظ مندرج ہی عمدۃ الطالب مین بھی ابو عثمان ہے یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تھا نظام معتزلی کا شاگرد تھا اور خود بھی ائمۂ معتزلہ مین سے ہے اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر تھا اور رائے و اعتقاد مین دونون قریب قریب تھے اسنے کتب فلاسفہ کی بہت کچھ سیر کی تھی کہتا تھا سارے معارف ضروری ہین کوئی شے انمین سے افعال عباد نہین ہے بلکہ یہ سب طبیعی ہین بندے کا کسب سوا ارادے کے اور کچھ نہین ہے اور آدمی ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے بلکہ طبیعت نار ہو جائینگے اللہ کسی کو داخل نار نکریگا خود آگ اُن کو بالطبع اپنی طرف کھینچ لیگی اور یہ قرآن منزل اجساد کے قبیل سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ کبھی مرد ہو جائے کبھی عورت[له] اور اللہ ارادہ معاصی کا نہین کرتا ہے اور نہ اللہ دوکھتا ہے اور اپنے کامون مین اللہ کے ارادے کے یہ معنی ہین کہ وہ غلطی نہین کرتا ہے اور اُسکے حق مین سہو کا ہونا صحیح نہین ہے اور غیر کے فعل کے لیے اُسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اُسکی طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہی البتہ اعراض بدلتے رہتے ہین جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہین مثلاً جب انسان مٹی سے بنتا ہے اور بیٹا باپ کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے تو جس جوہر مین مٹی اور نطفے کی ہیئت تھی وہ ہیئت اُس سے بدل جاتی ہے اور ہیئت حیوانی یا انسانی اُس مین پیدا ہوتی ہے اور جن باتون پر اعتقاد رکھنا مکلف پر نزدیک تمام ...

له نواب صدیق حسن خان [illegible] الاسلام [illegible] عورت سے [illegible] لکھا ہے [illegible]

اثبات صانع عالم اور اُسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت اس قسم کی باتون کا علم ضروری ہے
باقی سب نظری جاحظ بے حد مسخرہ بھی تھا اور لطیفہ گو تھا خلفاے بغداد کی مصاحبت مین رہتا تھا
علی محمد بن عبدالملک معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تھا جب ابن زیات
متوکل کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بھی قید ہوا پھر رہا ہو گیا اسکی تصانیف سے بہت سی کتابین ہین
جیسے کتاب البیان وکتاب التبیین اس مین نظم و نثر کو جمع کیا ہے اور کتاب الحیوان اور کتاب الغلمان
اور ایک کتاب اسلامی فرقون کے ذکر مین لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ اول درجہ کا بدشکل تھا اور
اسکی آنکھین باہر کو نکلی ہوئی تھین جس کو دیکھکر لڑکے سہم جاتے تھے آخر عمر مین مفلوج ہو گیا تھا
۹۰ سال کی عمر مین بمقام بصرہ ۲۵۵ہجری مین فوت ہوا ایام مرض مین اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎
اترجوان تکون وانت شیخ ؛ کما قد کنت ایام الشباب ؛ جیسا تو عالم شباب مین تھا کیا پیری
مین بھی ویسا ہی ہونے کی اُمید رکھتا ہی ؎ لقد کذبتک نفسک لیس ثوب ؛ خلیق کالجدید من الثیاب
تیرے نفس نے اب تجھکو فریب دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پرانا کپڑا نئے کے برابر نہین ہوتا ۔

ہیجدہم کعبیہ یہ متبع ہین ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ کعبی کے جسنے علم خیاط
سے حاصل کیا تھا اسکا مذہب بعینہ اُسکا مذہب تھا یہ شخص چند مسائل مین معتزلہ بغداد سے ممتاز
بنا تھا کہتا تھا کہ اللہ کا فعل اُس کے ارادے کے بغیر واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی
اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ اُنکا خالق ہے اور مصلحت
جان لیتا ہے اور جس وقت یون کہتے ہین کہ وہ غیرون کے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا
یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرون کے افعال کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اِس بات کا تھا کہ اللہ تعالی نہ اپنی
ذات کو دیکھتا ہے نہ غیر کو بلکہ اُسکے بصر و سمع علم ہی کی طرف راجع ہین یعنی مراد اس سے یہ ہوتی ہے
کہ وہ جانتا ہے کہتا تھا کہ قتل موت نہین موت وہی ہے جو اپنے وعدے سے مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ
کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا نام قتل شاید یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے
حاصل کیا ہے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ محمد تو ایک رسول ہے اُس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ
مر جائے یا مارا جائے تو تم اُلٹے پانوُن پھر جاؤ گے ۔ موت اور قتل مین چونکہ تردید واقع ہوئی ہے

اور تردید دو متغائر مین واقع ہوتی ہے تو اس لیے کعبی نے یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اُس اجل پر نکرنا چاہیے جو قتل کے ذریعہ سے حاصل ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد قتل کو بطریق تردید ذکر کرنے سے خصوصیت کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمدؐ مرجائے خاصکر مارا جائے تو تم کیا مرتد ہوجاؤ گے رسولؐ زندہ رہے یا نرہے دین اللہ کا ہے اُسپر قائم رہو۔

نوزدہم جُبائیہ یہ گروہ محمد بن عبدالوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو ۲۳۵ ہجری مین بلدۂ جبا مین پیدا ہوا تھا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تھا جبائی کی کنیت ابو علی ہے اِسکا نسب حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبداللہ الشحام البصری سے جو بصرے مین رئیس معتزلہ تھا پڑھا تھا یہ شخص متاخرین معتزلہ سے تھا اور شیخ ابو الحسن اشعری کا استاد تھا مذہب اعتزال مین اِسکے مقولے مشہور ہین جیسے کہتا تھا کہ اللہ کے نام توقیفی ہین کہ سوا اُن نامون کے جنکی شرع نے اجازت دی اور نام اپنی طرف سے وضع کرکے اس ذات پاک پر اطلاق کرنا نہ چاہیے مگر یہ کہتا تھا کہ اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جسکا ارادہ بندے نے اس سے کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل رکھتا ہے ان مین بچہ پیدا کرتا ہے اِسلیے کہ رحم مادر مین نطفے کے قرار پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام مرکب ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اُسے کسی جسم مین پیدا کردیتا ہے اور ایسے کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اُسے پیدا کیا نہ وہ جسم جس مین قائم ہو اور حلول کرے اور کلام اُسکا عرض ہے بہت سے مکانون مین اور ایک مکان مین بعد دوسرے مکان کے پایا جاتا ہے بغیر اِس کے کہ مکان اول سے منعدم ہوجائے پھر وہ دوسرے مکان مین حاصل ہوتا ہے اور جبائی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے پڑھنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لیے محل قرات مین پیدا کردیتا ہے اور امامت کے معاملے مین اہل سنت کے ساتھ موافق ہے کہتا تھا امامت اعتبار پر ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابوبکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابوبکرؓ مین حضرت علیؓ پر متوقف تھا تاہم یون کہتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے بہتر ہین کہتا تھا اگر یہ حدیث صحیح ہے کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی فاکل معہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ بھنا ہوا پکا ہوا رکھا تھا اُس وقت آپ نے دعا کی کہ خداوندا لا میرے پاس اُسکو جو تیرے نزدیک تمام

مخلوق ہین سب سے زیادہ پیارا ہو کہ میرے ساتھ وہ اِس پرند کو کھائے اُسوقت حضرت علیؑ آئے اور آنحضرت کے ساتھ اُسے کھایا تو حضرت علیؑ افضل ہین اور عقیدہ اُسکا یہ تھا کہ اللہ کا دیدار قیامت کو نہوگا اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے خیر و شر طاعت و عصیان سب اُسی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے اور مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اِسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ مرجائیگا تو ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر تھا اور اِس بات کا قائل تھا کہ تمام انبیا معصوم ہین اور کہتا تھا کہ خدا پر مکلف کی عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہے کیونکہ اِسکے نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اُسکے حق مین مفید ہو اُسکا پورا کرنا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ کی خود ذات عالم ہے علم کی کوئی صفت اُسکے لیئے نہین کہ اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہے جس سے اُسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اِس کے معنے کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے یہ ہین کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اُس مین نہین اور اللہ تعالیٰ مین سننے اور دیکھنے کی صفتین مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہین اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ حادث[لہ] ہے اور اللہ موجود تو ہے مگر کسی محل مین نہین ہے بذات خود قائم ہے اور اللہ تعالیٰ اُسی ارادے کے ساتھ ارادہ کرنے والا ہے اور یہی اُسکا وصف ہے اور کہتا تھا استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے اور وہ قدرت ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا کا نام نہین جیسا کہ بعض معتزلہ کی یہ راے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اُسکی نعمتون کی شکرگذاری اور نیک و بد کا جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود اِن باتون کو ادراک کر سکتی ہے شرع کے ارشاد کی محتاج نہین عقل کو رسول باطن جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور شریعت نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب ہیں اِن دو قولون مین کہ وہ اپنی اجل مقرری پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابھی نہ مارا جاتا تو وہ زندہ رہتا متوقف ہے کہتا ہے کہ اِن مین سے کوئی قول قابل یقین نہین کیونکہ دونون باتونکا احتمال ہے اِس لیے کہ جس طرح مقتول کے حق مین حیات کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بھی احتمال ہے اور کہتا ہے شریعت نبوی وہ کام ہین کہ عقل اُن کے بھیدون کو نہین جان سکتی جیسے عبادتون کے وقت اور علت و حرمت اشیاے مقرری اور فرائض کا واجب ہونا اور مندوبات کا مستحب ہونا اور عقل

[لہ] کتاب ... [illegible]

بالاستقلال ادراک کرتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہنا تعبداً شرع شریف سے کہ عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہیے اور کہتا تھا اللہ پر واجب ہے گناہگار کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام ہے جس مین اچھے اوصاف جمع ہوتے ہین پس جس مین وہ جمع ہون وہ مؤمن ہے اور کہتا تھا کہ ایمان نام ہے جملہ طاعات مفروضہ کا اور نفل اُس سے خارج ہین اور اُن فرشتون کا جو قبر مین مردے سے سوال کرتے ہین منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتا ہے اور اُس کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط کے بارے مین متردد ہے کیونکہ ثابت بھی کرتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے۔

شیخ ابوالحسن اشعری نے ایک بار جبائی سے پوچھا کہ تین بھائی تھے اُن مین سے ایک مؤمن صالح ہوکر مرا اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اُنکا کیا حال ہوا ابو علی نے کہا مؤمن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عذاب ہے نہ ثواب اشعری نے کہا اگر تیسرا بھائی اللہ سے کہے مجھے بڑا کر کے مؤمن صالح بنا کے کیون نہ موت دی کہ مین جنت مین جاتا آرام پاتا کیونکہ اُسکے حق مین تو یہی خوب تھا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اُسکو یون جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین دُکھ بھرتا تیرے حق مین یہی خوب تھا کہ تجھے لڑکپن مین موت دی اشعری نے پھر کہا اگر کافر یون کہے کہ مجھے مومن صالح کر کے کیون نہ مارا کہ جنت مین جاتا یا لڑکپن مین مارتا تھا کہ دوزخ سے بچتا اُسکے حق مین یہ بہتر نہ تھا کہ جہنم مین جائے تو اللہ اُسکو کیا جواب دیگا جبائی نے کہا تو تو دیوانہ ہے اشعری نے کہا نہین یہ کہو کہ شیخ کا گدھا اِس گھاٹی پر چڑھ نہین سکتا جبائی چپ رہ گیا اِس مناظرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا اپنی رحمت سے مخصوص فرمایا اور جس کو چاہا عذاب کا مورد قرار دیا افعال الٰہی کسی غرض کے ساتھ معلل نہین ہین جبائی کا انتقال ۳۰۳ھ ہجری مین ہوا تھا۔

بستم بہشمیہ یہ متبع ابو ہاشم عبد السلام بن ابی علی جبائی کے ہین جو بصرے مین ۲۴۷ھ مین پیدا ہوا۔ چہارشنبہ ۱۷ شعبان ۳۲۱ھ مین فوت ہوا یہ علم ادب مین باپ سے بڑھا ہوا تھا اور یہ شخص تمام مقالات مین اپنے باپ کا متبع ہے دونون باپ بیٹون نے مسائل کلامیہ مین تمام معتزلہ سے بہت سے مسائل مین مخالفت کر کے نئی تحقیقات کی ہین مگر کئی مسئلون مین باپ سے

متفرد تھا چنانچہ استحقاق ذم وعذاب کا بغیر گناہ کے قائل تھا اور یہ کہ آدمی کوئی گناہ نہ کرے اور اُسکو عذاب دیا جائے۔ جو کہ تھوڑے سے صفات واجب ذات واجب کے مغائر ہین جیسے سمع وبصر متکلمین کا ان مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ مراد ان سے علم ہے یعنی سمع وبصر سے یہ مراد ہے کہ مسموعات ومبصرات کا عالم ہے اور بعض کہتے ہین کہ سمع وبصر سے مراد یہ ہے کہ زندہ ہے بلا آفت کے ابو ہاشم ایسی صفات کی تصحیح کے لیے احوال کا قائل ہوا تا کہ اُن اعتراضون سے محفوظ رہے جو اشاعرہ پر وارد کئے گئے ہین پس کہتا تھا کہ سمیع سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب ایسے حال کا ہے کہ وہ حال فی نفسہ نہ موجود ہے نہ معدوم نہ مجہول نہ معلوم نہ قدیم نہ حادث اور اُس حال سے اثر سمع ظاہر ہوتا ہے اسی طرح اللہ کا علم ایک حالت ہے اور اللہ کے عالم ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ذی حالت ہے اور وہ حالت صفت معلوم ہے اُسکی ذات سے علٰحدہ موجود ہے مگر ذات سے علٰحدہ ہو کر معلوم نہین ہو سکتی اُس حالت سے اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس اسنے اللہ کے لیے ایسے احوال ثابت کئے جو نہ معلوم ہین نہ مجہول اور نہ موجود ہین نہ معدوم نہ قدیم ہین نہ حادث یہ احوال علٰحدہ نہین جانے جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہین اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل بالبداہت فرق کر سکتی ہے کسی چیز کے مطلق جاننے ہین اور کسی صفت کے ساتھ جاننے مین دیکھو جب کسی ذات کو جانتے ہین تو اسکا عالم ہونا نہین جانتے اور جوہر کو جانتے ہین اُسکے متحیز ہونے کو یا اس بات کو کہ عرض اُسکے ساتھ قائم ہوتا ہے نہین جانتے انسان موجودات کے ایک چیز مین شریک ہونے کو اور دوسری چیز مین شریک نہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابو علی اور دوسرے منکرین احوال اُسکے اس قول کو رد کرتے ہین ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے ؎

مما یقال و لاحقیقۃ عندہٗ معقولۃ تدنو الی الافہام ؛ الحال عند البہشمی و الکسب عند الاشعری و طفرۃ النظام

یعنی ابو ہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کسب کے اور نظام طفرے کا یہ تینون باتین بے حقیقت ہین اس قابل نہین کہ عقلا انکو تسلیم کرین اور ابو ہاشم کے نزدیک سمع اور بصر اللہ کی دو حالتین ہین سوائے علم کے کیونکہ مفہوم اور اثر جدا جدا ہین اور اسکے بعض اصحاب یہ کہتے ہین کہ اللہ کے سمیع و بصیر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات ومبصرات کا مدرک ہے اور جو کہ مسئلہ علم قبل الایجاد مین اہل کلام نے اختلاف کیا ہے اس طرح کہ شے معدوم کیسے معلوم ہو سکتی ہے اسلیے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے

اور بعضے ارتسام صور کے قائل ہوئے ہین اور بعضون نے رب النوع ثابت کیے ہین ابوہاشم نے
معدومات کا ثبوت مانا ہے اور کہا کہ اشیا اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم مین رکھتی ہین
کہ نہ موجود ہین نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ سے واجب تعالیٰ کا معلوم واقع ہوتی ہین
اور کہتا ہے کہ اللہ کے لیئے یہ لائق ہے کہ ایمان کی تکلیف مشکل وجوہ پر بغیر لطف کے دے بخلاف
جبائی کے کہ اسکے نزدیک یہ ہے کہ جس کو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور وہ اللہ پر اسکے لطف کے
ساتھ ایمان لایا تو اسکو ثواب کم ملیگا اسلیے کہ اسکی مشقت کم ہے اور اگر بغیر لطف الٰہی کے ایمان
لایا تو اسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اسکی مشقت زیادہ ہے اور ابوہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا مین
بندون کے لیے واجب نہین جب تک انکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائے اور جب انکو اتنی
سمجھ دیدی کہ وہ واجب کے کرنے کو اور قبائح سے بچنے کو جاننے لگین اور ان مین برے کام کرنے کی
خواہش اور اچھے کام کی نفرت پیدا کردے اور اخلاق ذمیمہ ان مین ڈالدے تو اس وقت اللہ پر
واجب ہے کہ ان کو قدرت واستطاعت دے اور برے کامون سے بچنے اور اچھے کامون کے کرنے
کے لیئے آلات بہم پہونچا دے اور اللہ پر اس چیز کا ان کو عطا کرنا واجب ہے جو مامورات کی طرف
لیجاتی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود
اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہین ہوتی جس کو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ
حسن ہی کیون نہو اور اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کافر کو ذرا سے گناہ پر اصرار ہو تو اسکا اسلام
مقبول نہین اور کہتا تھا کہ جس آدمی کو فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی نہ رہے اور پھر اس سے توبہ
کرے تو وہ توبہ اسکی صحیح نہین ہوتی مثلاً دروغ گو گونگا ہوجائے تو پھر اسکی توبہ صحیح نہین ہے اسی طرح
توبہ زانی کی بھی بعد ضعف وعجز کے زنا سے صحیح نہین ہوتی اور کہتا تھا انبیا سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا
ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات
وحروف حادث ہین اور ذات واجب محل حوادث نہین تو خدا کے متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے
اجسام مین کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام اسکی ذات سے قائم ہے اسکے اعتقاد مین زنگی اور ترک
اور ہنود اس بات کی قدرت رکھتے ہین کہ ایسا قرآن لاسکین اور ایک علم سے دو چیزین بالتفصیل
نہین معلوم ہوسکتین اور اسکے اعتقاد مین طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندے کو حکم ہے کہ وہ

نماز کے وقت ظاہر ہو کہ تھا غصب کئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب کی ہوئی زمین مین جائز نہین۔

بست و یکم حماریہ یہ متبع ہین ایک قوم معتزلہ کے عسکر مکرم سے انکا مذہب یہ ہے کہ ممسوخ انسان کافر معتقد کفر ہوتا ہے اور نظر نے واجب کو واجب کیا ہے نظر کا کوئی فاعل نہین ہے اِسی طرح جماع بچے کا موجب ہوتا ہے بچے کے پیدا کرنے والے مین شک کرتے تھے کہتے تھے انسان انواع حیوانات کا بطریق تعفین کے خالق ہے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے کو حیات و قدرت کے پیدا کرنے پر قادر کر دینا جائز ہے۔[1]

بست و دوم ابوالحسینیہ یہ ابوالحسین بصری کے متبع ہین یہ شخص معتزلہ مین اعلیٰ درجے کا عالم تھا مذہب معتزلہ کی اسنے خوب تنقیح کی تھی اصولیین میں اُس سے بہتر محقق کم گذرے ہین[2] اسنے صفت الٰہی مین تمام معتزلہ اور اہلِ سنت سے اختلاف کیا ہے معتزلہ اور اہلِ سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اِس بات کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب علم وقدرت ہو اور ابوالحسین کا مذہب یہ ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کے لیئے کوئی صفت مستقل نہین۔ اُس ذات مقدس کو جو حی کہتے ہین تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحب قدرت وارادہ ہے فرق دونون مذہبون مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ جسکا اقتضا یہ ہے کہ ذات باری صاحب علم وقدرت ہے اور ابوالحسین کے نزدیک صرف ذات باری ہے جو اپنے لیئے علم وقدرت کے متمنع ہونے کو مستلزم ہے یہی مذہب حکما و فلاسفہ کا تھا[3] ابوالحسین اور بھی اکثر مسئلون مین معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اُسکے نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے رہتے ہین اور اسکے نزدیک ارادۂ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہین اُسکا ارادہ یہی ہے کہ وہ جانتا ہے غرضکہ اللہ کا ارادہ اُسکے علم مین منحصر ہے اور اُسکا قول ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونون ہین برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ اُنکے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہی ابوالقاسم بلخی بھی اس مسئلے مین ابوالحسین کا ہم راے ہے[4] تذکرۂ نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ قاضی عبدالجبار کے متبع **قضویہ** کہلاتے ہین طبقات شافعیہ کے طبقہ ثامن مین بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالجبار

بن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل قاضی ابوالحسن ہمدانی قاضی ملک رے شافعی المذہب تھے مگر مذہب اعتزال کے شیخ مانے گئے ہین اور مذہب اعتزال کی مدد مین اُن کی بہت سی تصنیفات ہین ذیقعدہ ۴۱۵ھ مین انتقال کیا۔

معتزلہ کے اور بھی بہت سے نام ہین ایک **ثنویہ** یہ نام اِس لیے ہوا کہ یہ اِس بات کے قائل ہین کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر بندے کی طرف سے دوسرا نام **واردیہ** یہ نام اسیلیے ہوا کہ انکا قول ہے کہ مؤمنین دوزخ مین نجائین گے فقط اُنکا ورود دوزخ پر ہوگا اور جو شخص دوزخ مین گیا وہ پھر اُس سے باہر نہ نکلیگا تیسرا **احرقیہ** ان کا قول یہ ہے کہ کفار جلائے نہین جاتے مگر ایک بار چوتھا **مفنیہ** یہ قائل ہین فناے جنت و دوزخ کے پانچوان **واقفیہ** یہ قائل ہین توقف کرنے کے قرآن شریف کے مخلوق ہونے مین چھٹا **لفظیہ** یہ قائل ہین اِس بات کے کہ لفظ قرآن مخلوق نہین ہے ساتوان **ملتزقہ** یہ قائل ہین اس بات کے کہ اللہ ہر جگہ مین ہے آٹھوان **قبریہ** یہ منکر ہین عذاب قبر کے نوان نام **کیسانیہ** ہے دسوان **ناکتیہ** ہے گیارھوان **احمدیہ** ہے بارھوان **واسطیہ** تیرھوان **وہمیہ** چودھوان **تبریہ** ہے۔[1]

[1] مجموعہ علوم مخفی / مختصر التحفہ ۱۲۰

تنبیہ

ابن راوندی احمد بن یحییٰ بن اسحاق راوندی کو عام مصنفین معتزلہ مین شمار کرتے ہین مگر ابن خلکان نے کہا ہے کہ ابن راوندی کی ایک کتاب فضیحۃ المعتزلہ بھی ہے اِس سے معلوم ہوا کہ وہ معتزلی نہین ہے لیکن اِس مین شک نہین کہ وہ معتزلہ سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہے اِس کے عقیدے مین بالکل الحاد بھرا ہوا تھا اسکا نام احمد ہے اور ابن راوندی عرف تھا اس شخص نے کفر و الحاد مین کئی کتابین تصنیف کی ہین منجملہ اُنکے کتاب زمرہ مین معارضہ قرآن کے بارے مین کہتا ہے کہ مین نے اکتم بن صیفی کے کلام مین وہ چیز دیکھی ہے جو اِنّا اعطیناک الکوثر سے بدرجہا عمدہ ہے اور کہتا تھا کہ انبیاء نے طلسمات کے ذریعہ سے خلق کی طبیعتون کو کھینچ لیا تھا جیسا کہ مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اور ایک ایک کتاب نصاریٰ اور یہود کے لیے دین اسلام کے ساتھ مناقضہ کرنے کو بنا دی تھی اور یہود سے کہا تھا کہ تم کہو کہ موسیٰ بن عمران کہہ گئے ہین کہ مین خاتم الانبیا ہون بعد میرے کوئی نبی نہوگا اور اپنی ایک کتاب مسمیٰ بہ فرند مین کہتا ہے کہ مسلمان اپنے نبی کی نبوت پر

قرآن کو حجت بتاتے ہین جس کے ساتھ نبی نے تحدی کی تھی پس اہل عرب سے جواب نہو سکا مگر مسلمانون سے یہ کہا جائے کہ اگر کوئی شخص فلاسفۂ قدیم کی نبوت کا مدعی دعویٰ کرے اور جیسا کہ تم قرآن کو حجت قرار دیتے ہو وہ بھی اُنکے کسی کلام کو یا کتاب کو حجت بتائے مثلاً کہے کہ اقلیدس کے صدق نبوت پر یہ دلیل ہے کہ اُسنے دعویٰ کیا کہ کوئی انسان میری کتاب کی طرح نہین بنا سکتا ہے تو کیا اس سے نبوت اُسکی ثابت ہو سکتی ہے اور ابن راوندی نے کہا ہے کہ قرآن مین ہے اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا بے شک شیطان کا فریب ضعیف ہے حالانکہ اُسنے ایسا مکر وفریب کیا کہ آدمؑ کو جنت سے نکلوا دیا اور اُسکے ایسے بہت سے مقالات ہین جن سے ہمنے اعراض کیا اور علما نے سب کا جواب دیا ہے اور وجہ فساد اور شک کی عمدہ طور پر بتائی ہے ابن راوندی کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور اسکے نزدیک استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور کہتا تھا کہ کسی پیغمبر کے قتل کر ڈالنے یا اُسکے طمانچہ مار دینے سے انسان اسلیئے کافر ہو جاتا ہے کہ اُسنے پیغمبرؐ کی تکذیب کی اور اُس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اُسکو قتل کیا یا طمانچہ مارا۔
ابن راوندی نے ۳۶ برس کی عمر پائی ۲۴۵ سنہ یا ۲۵۰ سنہ ہجری مین مرا۔

فرقۂ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہون بطور تمہید کے یہ کہتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ دن علیل رہکر ۶۳ برس کی عمر مین دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول[۱] سنہ ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین مین ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہوگئے حضرت اُبوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے وہان پہونچکر کہا کہ پیغمبرؐ خدا کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کروگے حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے افضل اُبوبکرؓ ہین اُنھین سے بیعت کرتے ہین تم بھی قبول کرو اور اول بشیر[۲] بن سعد انصاری نے پھر حضرت عمرؓ نے پھر ابو عبیدہ بن جراح نے پھر اوس نے بیعت کی پھر بعد اُنکے بیعت کرنے والے چارون طرف سے اُبوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور فوری طور پر صدیق اکبرؓ پر اتفاق عام ہو گیا یہ معاملہ سقیفۂ[۳] بنی ساعدہ مین ہوا تھا جب وہ مسجد مین آئے تو لوگ ہر طرف سے

[illegible] سقیفہ یعنی چھپر ۱۲

دوڑکر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے ادّعا پر رُکے رہے اور اُن کو اپنی ناکامی پر تعجب وافسوس دونون ہوا اور حضرت علیؓ ۔عباسؓ ۔طلحہ۔زبیرؓ ۔مقدادؓ بن عمرؓ ۔عتبہؓ بن ابی لہب خالدؓ بن سعید بن العاص ۔سلمانؓ فارسی ۔ابوذرؓ غفاری ۔عمارؓ بن یاسر۔براء بن عازب ۔اور ابیؓ بن کعب نے اول بیعت نکی حضرت علیؓ بیعت کے وقت سقیفے مین موجود نہ تھے جناب پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کا سامان کر رہے تھے پھر ان سب لوگون نے بیعت کر لی اور حضرت علیؓ نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی بعض کہتے ہین کہ تیسرے دن یا اُسی دن یا دوسرے دن یا چالیس دن کے بعد بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دوبار بیعت کی ایکبار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد اور ضرورت بیعت ثانی کی یہ ہوئی کہ جب فدک وغیرہ کے باب مین باہم حجت واقع ہوئی اور لوگون کو ثابت ہوا کہ ان مین ملال ہے تو اُن کے اس زعم کے دفع کرنے کے لیئے ثانیاً بیعت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد شاید بنو ہاشم کے دعوے نئے سرے پیش آتے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے وفات کے وقت حضرت عمرؓ کی خلافت پر باضابطہ تنصیص کی اس لیئے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے قریب چھ شخصون کو چنا جنکی حاکمانہ لیاقتین اُن کے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ رکھتی تھین کہ وہ کسی کے حق مین ترجیح کا فیصلہ نہین کر سکے حضرت علیؓ ۔عثمانؓ ۔زبیرؓ ۔طلحہؓ ۔سعدؓ ۔اور عبدالرحمنؓ بن عوف اُن انتخاب شدہ لوگون مین تھے گو حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بحث واتفاق کے ہاتھ مین ندین بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا

فیصلہ کرلین لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اِس اختلاف انگیز تحریک کے قبول کرنے کی اجازت نہ دی - عبدالرحمن بن عوف اِس نزاع کے طے کرنے کے لیے مقرر ہوئے اُنھون نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین تمھاری بیعت کرتا ہون کتاب خدا اور سنت رسولؐ اور طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر حضرت علیؓ نے جواب مین کہا کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور میرے اجتہاد رائے پر عبدالرحمن نے اُنکو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمان نے قبول کرلیا[1] پھر سب صحابہ نے ان سے بیعت کرلی حضرت علی نے صَبْرٌ جَمِیْلٌ کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہوگئے حضرت عثمانؓ خاندان بنوامیہ سے تھے اور اُن کی خلافت ایک نئے تاریخی سلسلے کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لیے اُن کے عہد تک بنوامیہ و ہاشم یہ دونون خاندان خلافت مین کچھ حصہ نہین رکھتے تھے حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت مین تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھ مین دیدئے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اِس عہد مین اُنکا اقتدار اِس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمان روا مستقل سمجھے جاتے تھے حضرت عثمانؓ کی خلافت قریباً بارہ[2] برس رہی اور اگرچہ اخیر مین اِسی خاندانی رعایت پر لوگ اُن سے ناراض ہوگئے اور جمعہ کے دن ۱۶ ذیحجہ ۳۵ سنہ ہجری کو بلوائیون کے ہاتھ سے اُن کی شہادت تک نوبت پہونچی اور شنبہ کی رات مین بقیع مین دفن ہوئے حضرت علی سے طلحہ - زبیر - سعید بن زید - عمار بن یاسر - اسامہ بن زید - سہل بن حنیف - ابوایوب انصاری - محمد بن سلمہ - زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت وغیرہ صحابہ نے بیعت کرلی - زہری کہتے ہین کہ یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت علی کی تو بیعت نکی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی اور جن لوگون نے حضرت علی سے بیعت نکی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے[3] طلحہ اور زبیر بھی بیعت کرلینے کے بعد شب کے وقت مدینے سے نکل کر مکے کو چلے گئے اور حضرت عائشہ اُن دنون مدینے مین نہ تھین مکے سے حج کرکے واپس آرہی تھین اُن کو حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہونچی تو وہین انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئین اور طلحہ و زبیر کے کہنے سے مکے کو لوٹ گئین اور مروان بھی حضرت عثمان کا جامہ خون آلود لیکر مکے کو چلا گیا حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے وقت کے ملکی عہدہ دارون کو معزول کرنا شروع کردیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۵۱ [2] ... صفحہ ۱۶۱ [3] ... الفخری ... صفحہ ... ۱۲

عہدہ

عوض دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہان مخالف ہو گئے اور بوجہ رشتہ داری حضرت عثمانؓ کے اُنکے
خون کا دعویٰ کرنے لگے اور حضرت علیؑ کو کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمانؓ کو میرے سپرد
کردو اور وہ اسمین مصلحت نہین سمجھتے تھے اور ایک دن وہ کہنے لگے قتلہ اللہ وانا معہ یعنی
حضرت عثمانؓ کو خدا نے قتل کیا اور مین اُسکے ساتھ ہون اور اُس وقت اِس قول کو بڑی
ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور ایہام کے ایسا نہ کہدیتے تو حضرت عثمانؓ کے قاتل بلوا کر بیٹھتے
اور فساد مچادیتے اور سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہوجاتے تو کچھ
تعجب نہ تھا مگر دشمنون نے اُن کے اس قول کو اپنی دلیل بنالیا۔ طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہؓ
اور حضرت عثمانؓ کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کردیا تھا یہ سب متفق ہو کر
جناب امیر کی مخالفت کے لیئے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے جب
موضع حوب مین پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہؓ اُسوقت پشیمان ہوئین اور کہا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علیؑ سے بغیر حق کے جنگ کریگی
اور جب حوب مین پہونچیگی تو کتے شور کرنے لگین گے خیال رکھوا ے عائشہ کہ وہ تم ہی نہو پھر
بی بی صاحبہ نے چاہا کہ لوٹ جائین زبیر نے روکا اور کہا کہ شاید تمھاری وجہ سے اللہ تعالیٰ
اس فساد کو دفع کردے آخر بی بی صاحبہ کو لے گئے اور بصرے پر قبضہ کرلیا اور سہل بن حنیف کو
جو وہان پر حضرت علیؓ کی طرف سے منتظم تھے نکالدیا حضرت علیؑ نے امام حسنؑ اور عمار بن یاسر
کو کوفہ کو بھیجا یہ وہان سے نو ہزار جنگجو آدمیون کی جماعت فراہم کرکے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ
وطلحہ و زبیر حضرت علی کی جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمانؓ کے قاتلون سے قصاص
چاہتے تھے مگر چونکہ اِس قدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلے مین کھڑا ہونا خلافت کی بدرعبی
کا باعث تھا اِس لیے جناب امیرؑ نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا کچھ پاس نہ کیا اور ۳۶ھ مین
اُن سے جنگ کے لیے بصرے کو روانہ ہوئے مقام جلجا پر جو بصرے سے دو فرسخ پر ہے جمعرات
کے دن ۲۰ جمادی الاخریٰ کو طرفین مین جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے
حق مین پیغمبر خدا نے دوزخی ہونے کا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علیؑ سے لڑے شارح
صحیح بخاری ابن عبدالبر سے روایت کرتا ہے کہ اِسی اثنا مین حضرت علی نے اُنکو آواز دی

اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام نے تم سے کہا تھا کہ علیؑ کو دوست رکھتے ہو تم نے جواب دیا تھا ہان پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ تم علی پر خروج کروگے اور ظالم ہوگے جب انھین یہ بات یاد آئی تو لڑائی روک دی اور مدینے کی طرف کوچ کردیا عمر بن جرموز مجاشعی نے رستے مین موقع پاکر انکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ لو مین نے زبیر کا کام تمام کردیا جناب علی نے کہا کہ تجھکو مین اسکی عوض مین دوزخ کی بشارت دیتا ہون اُس نے عرض کیا کہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمھاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار شکم مین مار کر خودکشی کرلی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ کے ساتھ کینہ تھا اسلیے اُس نے طلحہ کے تیر مار دیا کہ ان کی جان یون گئی اس جنگ کو **جنگ جمل** کہتے ہین کیونکہ اُس دن بی بی عائشہ اس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھین اُسکو ایک شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہنچکر فرمایا غفر اللہ لک بی بی صاحبہ نے جواب دیا و لک پھر حضرت علی نے انکو تعظیم و تکریم کے ساتھ مدینے کو روانہ کردیا۔ اور بصرے کی افسری عبداللہ بن عباس کے حوالے کرکے خود کوفے کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ پھر عمر بھر متاسف رہین اور جنگ جمل کو یاد کرلیتین تو اتنا روتین کہ دوپٹہ آنسوؤن سے تر ہوجاتا تھا اس لیے کہ خروج مین جلدی کی تامل نکیا اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ان لوگون کو **ناکثین** کہتے ہین نکث لغت مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنے مین ہے اور ان لوگون نے بھی جناب امیرؑ کے عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرے کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے۔ خلافت حضرت عثمان رض کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہوگیا تھا جسکا یہ اثر تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ نے نہ کی ہمسری کا دعوی کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل اور مذہبی تقدس مین انکو حضرت علیؑ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیرؑ کے حریف رہے اور تمام شامیون نے انکی رفاقت کی ان سب کو **قاسطین** کہتے ہین لغت مین قسط کے معنے جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور اُن کے ساتھی ہین جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی بیعت تھی چھوڑ دیا غرض کہ جناب امیرؑ اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا

قاسطین ہی کے حق مین ہوا خوارج نے علی مرتضی کی بیعت خلافت سے انکار کیا اور اُن سے اپنے حق کا دعویٰ کیا اُنھون نے نہ مانا یہ لوگ مارقین بھی کہلاتے ہین خوب غور کرنا اُن سے وجہ تسمیہ خوارج بین معلوم ہو گی۔ جناب امیرؑ کے طرفدارون اور مخلصون کا کہ صحابہ و تابعین تھے اور اُن کی صحبت مین رہتے تھے اور اُن کی خلافت کے معین تھے اور اُنکی طرف سے جان بازیان کرتے تھے لقب شیعہ[له] مقرر ہوا انھین سے شیعۂ اولیٰ اور شیعۂ مخلصین عبارت ہے اِن سب کا عقیدہ یہ تھا کہ جناب امیرؑ اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے یہ اُنھین کا منصب ہے تمام مسلمانون پر اُن کی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے سارے آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور اُن کے لشکر کو باغی اور خطا[له] وار جانتے تھے مگر طلحہ اور زبیر کو یہ لوگ بُرا نہین جانتے تھے اِس لیئے کہ اُنھون نے جو نزاع جناب امیرؑ کے ساتھ کیا تو اِس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اُنکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت عثمانؓ نے جب اُن کو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینے سے چلے گئے اور اُن سے قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے اُن کو خطاے اجتہادی واقع ہوئی اِس لیے کہ ایک شبہہ کے ساتھ متمسک تھے اگرچہ طرفثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہہ اِس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علیؑ اُسکے لینے پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قاتلان حضرت عثمانؓ کی طلب مین جلدی کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علیؑ کی مرضی معلوم ہو جاتی اِس وجہ سے مخالفت اُنکی طرف سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیرؑ کو افضل مانتے تھے اور اُن کے اوصاف بیان کرتے تھے اور آخر کار اُنھون نے جناب امیرؑ سے مصالحت کر کے اُنکی اطاعت کر لی اِسی واسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دیئے گئے جناب امیرؑ اُنکو اچھا جانتے تھے بلکہ بقول بعض اِس مخالفت کو اُنکی خطاے اجتہادی پر حمل کرتے تھے۔

اور یہ شیعہ جناب امیرؑ کی اُن باتون کو جو اُنھون نے خلفا اور صحابہ کی مدح و صفت اور فضائل مین بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین فرماتے ہین

[له] وقال ابن الاثیر فی النهایة اصل الشیعة الفرقة من الناس ویقع علی الواحد والاثنین والجمع والمذکر والمؤنث بلفظ واحد وقد غلب هذا الاسم علی کل من یتولی علیاً واهل بیته حتی صار لهم اسماً خاصاً فاذا قیل فلان من الشیعة عرف انه منهم وفی مذهب الشیعة کذا ای عندهم ۱۲ منه

نہج البلاغت

اور یہ ان مکانہما من الاسلام لعظیم وان المصائب بہما لجرح فی الاسلام شدید رحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔ (ترجمہ) قسم اپنی جان کی منصب اِن دونون کا اسلام مین بڑا ہے اور واقعہ وفات ان دونون کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور جزاے خیر دے اُن کو بعوض بہترین کامون کے کہ اُن دونون نے کیئے ظاہر ہی پر محمول کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہین سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے انکو ثابت ہوئے اُسے قبول کیا اور عمل در آمد رکھا اِن لوگون نے اِبن سبا وغیرہ کی باتون کو نہین مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعض لوگ اِبن سبا کے تھوڑے سے وسوسون مین آگئے اور جناب امیرؑ کو تمام اصحاب پر تفضیل دینے لگے مگر اِن **شیعۂ تفضیلیہ** نے سواے تفضیل جناب امیرؑ کے اور ساری باتون مین شیعۂ مخلصین کے ساتھ اتفاق رکھا اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہؐ مروی ہوئی اُسکے معتقد وعامل رہے اِن کا مذہب یہ تھا کہ جناب امیرعؑ اور اُن کی اولاد احق بالخلافت ہین جب تک یہ بزرگ کسی اور کو یہ منصب اپنی خوشی سے ندین وہ اُسکا مستحق نہین ہوسکتا چنانچہ خلفاے ثلثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور اُن کی خلافت کو درست جانتے تھے اِسلیئے کہ جناب امیرؑ نے اُنھین اپنی خوشی سے خلیفہ کردیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کرین تو دوسرے کو خلافت نہ لینا چاہیے اور جناب امیرؑ بعد رسول اللہؐ کے افضل الناس ہین اور یہ لوگ صحابہ کو بُرا نہین کہتے تھے نہ ظالم وغاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے اِن مین سے یہ اشخاص مشاہیر ہین ابوالاسود ظالم دُئلی واضع علم نحو اور ابوسعید یحییٰ بن یعمر عدوانی کہ علم قراءت وتفسیر ونحو ولغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم بن حفصہ جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبدالرزاق محدث اور ابویوسف یعقوب بن اسحاق معروف بابن سکیت مؤلف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چکی تو اُسکی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ایک **شیعۂ تبرائیہ** جنھین **شیعۂ سبیّہ** بھی کہتے ہین یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم وغاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی لڑائی وتنازع جناب امیرؑ کے ساتھ اُنکے مذہب اور دغدغہ کا مؤید ہوگیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے اِس لیئے

اُنپر بھی لعن وطعن کرنے لگے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور یہ منتخب کرنے والے امّہ عبد الرحمٰن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ بُرا کہنے لگے یہ لوگ گویا ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد و تعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے **شیعہ غلاۃ** یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اُسکے خاص اصحاب تھے اُسکی تعلیم کی بدولت جناب امیرؑ کی الوہیت کے قائل ہوگئے اور جب بعض نیک لوگون نے اُنکو الزام دئے کہ جناب امیرؑ مین بشریت کے آثار موجود ہین تو اس لیئے بعض غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑ کر اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب امیرؑ مین حلول کیا ہے جب جناب امیرؑ کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ مین جلا دیا ابن سبا سے سارے اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہین اور جبکہ تبرائیہ و غلاۃ و زیدیہ و اسماعیلیہ وغیرہ نے اپنا لقب شیعہ اختیار کر لیا اور جب حضرت علیؓ بن ابی طالب و بعض حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و بی بی عائشہؓ مین مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو و مبالغہ کیا اور عمل و اعتقاد مین طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ نے اپنا لقب **اہل سنت وجماعت** رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتون کی کتب تاریخ مین اُن لوگون کے حق مین بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی و استیعاب مین اس طرح کی باتین بہت ہین اور شیعۂ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین و شیعۂ تفضیلیہ کو شیعہ حضرت علیؓ سے نہین شمار کرتے اس لیئے کہ اِن کے نزدیک محبت حضرت علیؓ کی منحصر ہے صحابہ و ازواج رسولؐ کے بُرا کہنے مین اور اُن کے نزدیک ایمان و اسلام مین فرق ہے اِسی لیئے اپنی جانون کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہلِ اسلام کو مسلمان بولتے ہین کہتے ہین مومن وہ ہے جو شرائع کو اُسکے حقائق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرائع کو بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہین کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے[لہ]

تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے اور ائمہ معصوم ہین غلطی اور سہو و خطا سے مگر زیدیہ کو اس مین خلاف ہے اور امامت مفضول کی فاضل کے ہوتے ناجائز ہے اور حضرت علیؓ تمام صحابہ سے افضل ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کر دی تھی کہ حضرت علیؓ میرے بعد امام ہین اور اِنکا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۱

حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ مکے اور مدینے کے درمیان ہین ہے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا ہین جس شخص کا مولا ہون اُسکا علی مولا ہے اور خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن اُسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور اِس ارشاد کی ضرورت اِس لیے ہوئی کہ حضرت جب اِس مقام پر پہونچے تو یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول پہونچا اُس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اُتری اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہونچایا اور تجھکو اللہ لوگون سے بچائیگا پھر جب آنحضرت اِس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ یعنی آج کامل کر چکا دین تمھارا اور تمپر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیرؑ کی شان مین نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرتؐ نے اُنکی مولائیت کی بشارت دی اور نعمت کا تمام کرنا وہی جناب امیرؑ کی مولائیت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہین اور خلافت کے لیے سب سے زیادہ حقدار ہین اور مولا کے معنے اس جگہ اولی بالامامت ہین اور یہ نص صریح ہے اُنکی خلافت پر صحابہ حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرتے وقت واقعۂ غدیر کو یاد رکھتے تھے اور یہ نص اُنپر بخوبی منکشف تھی لیکن اُنھون نے اسکی تعمیل نکی اور بوجہ ظلم و عناد اور مکابرے کے امر حق سے چشم پوشی کی اور امیر المؤمنین علیؑ نے جو اُسوقت اسکے ساتھ استدلال نکیا اور خلافت کے مدعی نہوئے تو یہ بسبب تقیہ کے تھا اور صحابہ حضرت علی سے بیعت نکرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین سوائے چند کے اور یہ کہتے ہین کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام نہین ہون اور اجماع کے منکر ہین انکے نزدیک اجسام قیامت سے پہلے بھی دنیا مین لوٹ آتے ہین مگر بعض غلاۃ حشر اجساد اور حساب کے منکر ہین اور ان کے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتو نکا علم حاصل ہوتا ہے یہان تک کہ وہ سنگریزون اور درختون کے پتون کو بھی جانتا ہے اور ائمہ سے مثل انبیا کے معجزات صادر ہوتے ہین اور اکثر اُن مین سے یہ کہتے ہین کہ جسنے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ کافر ہے اِن کے نزدیک جماعت مسنون نہین اور مسح موزون پر جائز نہین اور بی بی فاطمہؓ بی بی عائشہؓ سے افضل ہین اور بعض کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام مین بغیر معادن کے نبوت کی

قدرت نہ تھی اور کہتے ہین لفظ واحد سے تین طلاقین واقع نہین ہو سکتین اور نماز تراویح کی
مسنونیت کے منکر ہین اور اُن کے نزدیک نماز مین سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا
مسنون نہین اور افطار مین جلدی کرنا ناجائز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے
بعد اُس وقت تک نہ پڑھنا چاہیے جب تک کواکب نہ چمک جائین مگر اسماعیلیہ کے
نزدیک افطار اور نماز مغرب مین جلدی کرنا واجب ہے اور تمام شیعہ کرامات اولیا کے
منکر ہین اور اپنے ائمہ کی کرامات کو معجزات کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ شرح مسلم الثبوت مین
بحر العلوم لکھتے ہین کہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ گناہ بندے کی قدرت سے صادر ہوتے ہین
اور حسنات اللہ کی قدرت سے اِس لیے کہ بُرائی کا پیدا کرنا قبیح ہے پس ان کے نزدیک
دو خالق ہین ایک خالق خیر دوسرا خالق شر۔ شیعہ کے بعض فرقے رجعت کے قائل ہین
اور اِس کی دو قسمین ہین (۱) رجعت بعد موت کے ہوتی ہے پس بعض فرقونکا قول یہ ہے
کہ اُنکا امام بعد موت کے دُنیا مین پھر آئیگا (۲) رجعت بعد غیبت کے ہوتی ہے چنانچہ بعض
فرقے اِس کے قائل ہین کہ امام مرا نہین غائب ہو گیا ہے پھر آکر زمین کو عدل سے
بھر دیگا بعض فرقے بعض اماموں کی موت مین توقف کرتے ہین۔ غرضکہ شیعہ مین باہم بھی
بڑا اختلاف ہے اور اِس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بنگئے ہین کہ ایک فرقہ دوسرے
فرقے کی تکفیر کرتا ہے اصول ان مین سے پانچ فرقے ہین غلاۃ۔ کیسانیہ۔ اسماعیلیہ
زیدیہ اور امامیہ۔ اور شیعہ کے ہر فرقے مین داعی لوگ ہوتے ہین کہ اُس مذہب
کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتے ہین انکو اصطلاح مین
دُعاۃ کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے انھین دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہین۔

غُلاۃ

اگرچہ کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو رکھتے ہین مگر ہم یہان غُلاۃ اُن فرقون سے مُراد
رکھتے ہین جن مین یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا و ائمہ خدا ہین یا خدا نے انبیا اور ائمہ مین حلول کیا ہے یا انسے
متحد ہو گیا ہے تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ تعیین امامت کے باب مین بعض ان مین سے کیسانیہ ہین اور
بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین سُنا گیا جو ان غُلاۃ کی طرح ز ...

اور اُنکی اولاد کی الوہیت یا ان مین حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو اور کشف الغمۃ عن افتراق الامہ مین ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ نص نبوی کے مطابق حضرت علی امام ہین پھر امام حسنؑ بعد اِن کے امام حسینؑ پھر بعد امام حسینؑ کے حکم شوریٰ ہے بعض نے کہا ہے کہ نص نہین آئی مگر امامت حضرت علیؑ پر فقط اور ان کے نزدیک امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اِس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ وادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات ومصائب سے بچانے کے لیے ہے ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن اشعری نے ملل ونحل مین کہا ہے لاخلاف بین الائمہ فی تکفیر غلاۃ الروافض وھم الذین زعموا ان اللہ قد حل فی الانبیاء ثم فی الائمۃ یعنی ائمہ مین اتفاق ہے اِس بات پر کہ غلاۃ روافض کافر ہین اور وہ وہ ہین کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا مین حلول کیا ہے پھر ائمہ مین حلول کیا ہے بحار الانوار کی دسوین جلد مین علل الشرائع سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے غلاۃ اور مفوضہ پر لعنت کی ہے اور شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی اثنا عشری کہتے ہین کہ غلاۃ اور مفوضہ کافر ہین یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور ترسا اور آتش پرست اور قدریہ اور حروریہ اور جبریہ اور سب اہلِ بدعت مذاہب باطلہ سے بدتر ہین ابوہاشم جعفری سے مروی ہے کہ مین نے جناب امام رضاؑ سے پوچھا کہ غالی کیسے ہین فرمایا کہ کافر ہین اور مفوضہ مشرک ہین جو شخص ان سے مجالست اور ہم نشینی اور مخالطت کریگا یا اِن کے ساتھ کھائیگا یا پیے گا یا انکے ساتھ مناکحت یعنی باہم دگر نکاح کرے گا یا کسی طرح کی اِن سے رعایت کریگا یا بہ نسبت انکے صلہ عمل مین لائیگا یا اُن کو امانت دار قرار دیگا یا اُن کی امانت اپنے پاس رکھیگا یا اُن کے کلام اور بات کی تصدیق کریگا یا اُن کی اعانت کریگا اگرچہ کلمے کے ساتھ ہو یا بعض کلمے کے ساتھ تو وہ شخص ولایت ودوستی خدائے عزوجل اور ولایت ودوستی رسول خدا اور اُس جناب کے اہلِ بیت سے باہر ہوجاسے گا۔ اور غلاۃ کئی فرقے ہین۔

پہلا سبائیہ یہ متبع ہین عبداللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السوداء کے

یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہرون مین جایا کرتا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ مسلمانون کو گمراہ کردے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کرسکا تو بظاہر اسلام لاکر اسلام اور مسلمانون کے ساتھ مکر و فریب سے پیش آیا ۳۳ھ ہجری مین بصرے گیا وہان پہونچکر کچھ مسائل لوگون سے کہنے لگا لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اُسکی طرف مائل ہوگئی اور اُس کی باتون مین آنے لگی ۔عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اُسکو بصرے سے نکلوادیا وہان سے کوفے مین آیا پھر کوفے سے چلکر مصر پہونچا وہان آکر ٹھہرا لوگون مین بیٹھ کر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اُس شخص سے جو اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا مین آئینگے اور اسکی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئینگے رجعت کے بارے مین لوگون سے بات چیت کرتا رہا یہانتک کہ کچھ لوگون نے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت ۳۵ھ ہجری سے پھیلنے لگی پس مذہب رجعت کا وہی موجد ہے بعد اِس کے اُس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت حضرت علیؑ کی وصیت کر گئے ہین کہ وہ بعد حضرت کے اُنکے وصی ہین اور نص نبوی کے مطابق خلیفہ اُمت ہین اور سُن رکھو کہ حضرت عثمانؓ نے خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ کھڑے ہوکر اپنے امرا پر طعن کرو اور اظہار امر معروف و نہی منکر کرکے لوگون کو اپنی طرف مائل کرلو پھر اُسنے اپنی طرف سے داعی جا بجا بھیجے اور جہان جہان کے لوگ اُسکی طرف مائل تھے اُنسے خط و کتابت جاری کی اُن لوگون نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اُسکی راے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمانؓ کے عمال اور اُنکی خلافت کی طرف سے لوگون مین پھیل گئی اور ساری زمین اسلام ابن سبا کی راے و عقیدے سے بھر گئی چارون طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا روزانہ اِسکی متواتر خبرین مدینے مین پہونچنے لگین مدینے مین بھی لوگون مین سرگوشیان شروع ہوئین امیرالمومنین عثمانؓ اور اُن کے عمال پر زبان طعن دراز ہوگئی صحابۂ کرام سے زید بن ثابت۔ ابو اسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ اور حسان بن ثابت لوگون کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اِس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اِس وقت اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیرالمومنین عثمانؓ کے

پاس آئے اور واقعات سے ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اِس سے ناواقف پایا حضرت عثمان رضؓ نے کہا تم لوگ مسلمانون کے رئیس اور ارباب رائے ہو اِسمین تمھاری کیا رائے ہے صحابہ نے کہا چند معتبر و معتمد آدمیون کو اسلامی ممالک کی طرف خبر لانے کے لیے روانہ کرو چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف اور اسامہ بن زید بصرے کی طرف اور عبداللہ بن عمر شام کی طرف اور اِن کے علاوہ اور لوگ بھی مختلف ممالک اسلام کی طرف روانہ کیے گئے ان لوگون نے واپس ہوکر بیان کیا کہ ہمنے نہ تو عمال و والیان ملک کی کوئی بُرائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو اِن کی شکایت کرتے ہوئے پایا لیکن عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ کئے گئے تھے واپسی مین تاخیر کی اور اِن کو ابن سبا اور اِس کے ہمراہیون خالد بن ملجم۔ سودان بن حمران سکونی۔ کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کرکے اپنا ہم صفیر بنا لیا۔ منحرفین و مخالفین حضرت عثمان رضؓ دربارۂ نقض بیعت حضرت عثمان رضؓ خط و کتابت کرنے لگے اور بذریعہ خط یہ طے کر لیا کہ ایک مقررہ یوم پر مدینے مین جمع ہو نا چاہیے چنانچہ ملک مصر سے ایک ہزار یا سات سو یا پانسو آدمی اور ایک ایک جماعت بصرہ و کوفہ سے بہ تعداد مذکورہ مدینے مین آئی اور حضرت عثمان رضؓ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا او فساد برپا کرکے حضرت عثمان رضؓ کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس یا پچاس دن تک اُنکو محصور رکھا پھر حضرت علیؓ حضرت عثمان رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ مروان کو عہدۂ منشی گری سے موقوف کیجیے اور عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کیجیے حضرت حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علیؓ نے لوگون کو سمجھا کر ہٹا دیا اور بات رفت و گذشت ہوگئی اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کرکے اُدھر بھیجا رستے مین انکو ایک خط مہری حضرت عثمان رضؓ کا عبداللہ کے نام ملا جس مین یہ مضمون تھا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو کچھ کہین اُسکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلے سے اُنکو مار ڈالنا محمد اِس خط کو لیکر مدینے کو لوٹ آئے اور حضرت عثمان رضؓ سے اِسکا حال پوچھا اُنھون نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر مین نے یہ خط نہین لکھوایا تو اُن لوگون نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کردو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اِس لئے

لوگون کے دل اُنکی جانب سے پھر گئے اور حضرت عثمانؓ کو محصور کر لیا تاریخ اعثم کوفی مین لکھا ہے کہ محاصرین نے حضرت عثمانؓ پر تنگی کی اور ہر جانب سے اُنکے مکان مین گھس پڑے محمد بن ابو بکر نے دوڑ کر حضرت عثمان کی داڑھی پکڑ لی اور اُن کی گردن مین زخم پہونچایا جس سے خون جاری ہو گیا پھر کنانہ بن بشر آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمانؓ کے سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار اُن کے سر پر ماری حضرت عثمانؓ پیچھے کو گر پڑے پھر اور لوگون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابن خلدون نے لکھا ہے کہ عمیر بن ضابی نے حضرت عثمان کے چند ٹھوکرین ماری تھین جس سے چند پسلیان ٹوٹ گئی تھین اور ٹھوکرین لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا تم نے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بیچارہ حالت قید ہی مین مر گیا اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ عمرو بن الحمق نے آپ کے سینے پر نو نیزے مار کر کہا اِن مین سے تین نیزے تو مین نے اللہ تعالی کے واسطے مارے ہین اور چھ اِس وجہ سے مارے ہین کہ میرے دل مین اِس کی طرف سے غبار تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے دوبدو علی مرتضیٰ سے یہ بات کہی تھی انت الالہ یعنی تم خدا ہو اور انھین خدا اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے اُسے مداین کی طرف نکلوا دیا۔ اور یہ کہتا تھا کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا مین آئین گے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا اُن کو زندہ بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہو گیا تھا اُسے ابن ملجم نے مارا ہے اور کہتا تھا وہ بادل مین آتے ہین رعد اُن کی آواز ہے برق اُن کا چابک ہے وہ ضرور زمین پر اُتر کر اُسکو عدل سے بھر دینگے جس طرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے۔

اور سبائیہ جب رعد کی آواز سُنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المؤمنین۔ ارشادیہ شرح اعتقادیہ مین مذکور ہے کہ عبد اللہ بن سبا کہتا تھا کہ امیر المؤمنین خدا ہین اور مین اُن کی طرف سے پیغمبر ہون جناب امیر نے یہ سُنکر اُسکو بلوایا اور اُس سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات آئی ہے اور خیال مین گذرا ہے کہ تم خدا ہو اور مین تمھارا پیغمبر ہون آپ نے فرمایا کہ واے تجھپر شیطان تجھ سے استہزا اور سخریہ اور ٹھٹھا کرتا ہے تو توبہ کر اپنے اس اعتقاد باطل اور خیال فاسد سے اُس نے آپ سے ملاقات دیدین اور

توبہ سے انکار کیا آپ نے اُسکو قید کیا پھر بھی وہ توبہ کرنے پر راضی نہوا اور اِس اعتقاد باطل سے نہ پھرا آخر آپ نے اُسکو قید خانے سے باہر نکالکر آگ مین جلا دیا اور ایک بیٹا اُسکا عبید اللہ بن سبا تھا وہ بھی فاسدۃ العقیدہ تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا کہ وہ جناب امیر کے خدا ہونے کا قائل نہ تھا مگر تفویض کا قائل ہوا تھا چنانچہ مفوضہ مین اُس کا بیان آتا ہی اور اِسی کتاب مین دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جناب امیر نے جب عبد اللہ کے اصحاب کو پکڑا تو وہ مدائن کو بھاگ گیا جناب امیرؑ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودین اور اُس مین آگ روشن کرین اور اصحاب عبد اللہ کو اُسمین ڈالدین غرض کہ جب اُنکو اِس آگ مین ڈالا تو اُنھون نے کہا کہ ہمارا یقین اور زیادہ ہوا کہ تو ہی خدا ہے اسلیے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا بندون کے ساتھ آگ کے عذاب کرے گا اب کہ تو ہمکو آگ سے عذاب کرتا ہی پس ہمین یقین ہوا کہ تو ہی خدا ہے آخر وہ سب جل گئے مگر اپنے اعتقاد سے نہ پھرے

دوسرا کاملیہ یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا اسپر کہ انھون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو اور دوسرے مین نبوت ہو جائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اُسکے درجہ بدرجہ تمام انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اُس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور اُس مین روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت علی مرتضی کی تکفیر کرتا ہے اور پھر اُن مین روح الٰہی کے حلول کا اور اُنکی امامت کا قائل ہے شفاے قاضی عیاض مین لفظ کاملیہ کی جگہہ کمیلیہ لکھا ہے شارح لکھتا ہے کہ کمیلیہ منسوب ہا مین کمیل کی طرف جو کامل کا مصغر ہے اِس صورت مین کمیلیہ کاف کی ضمہ سے ہوگا بعض کہتے ہین کہ اِس لفظ مین کاف مفتوح ہے اس صورت مین [illegible] کر کہی کے وزن پر کامل کے معنے مین ہے۔

تیسرا مغیریہ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبد اللہ قسری [illegible]

عراق کا غلام تھا اسنے خالد پر کوفے میں ہیں آدمی لیکر خروج کیا اُن کو گھیر لیا وہ ممبر پر تھے اُنھون نے کہا مجھے پانی پلا دو اس سبب سے وہ بدل دئے گئے نواب صدیق حسن خان نے اسی طرح لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالد کو ہشام بن عبدالملک نے سنہ ۱۲۰ھ میں الوالمثنی وحیان نبطی کے کہنے سننے سے معزول کرکے یوسف بن عمر ثقفی کو اُن کی جگہ مقرر کیا تھا یہ دونون ہشام بن عبدالملک کی املاک کے جو عراق میں تھی متولی تھے ابن خلدون وغیرہ نے اسی طرح لکھا ہے اور معارف میں ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط میں قتل کرکے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اُسکے شنائع میں سے ایک قول یہ ہے کہ معبود کے اعضا حروف ہجا کی صورت پر ہیں اور الف صورت قد میں پر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اُسکے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اسکا دل حکمت کا منبع ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان میں ہے کوئی مکان اُس سے خالی نہین ہے اور اللہ نے جب جہان پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو اُنگلیون سے لکھا پھر اُن کے معاصی سے غضب میں آیا تو اُس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اُس پسینے سے دو دریا مجتمع ہوگئے ایک شیرین ایک تلخ پس خدائے تعالیٰ نے دریائے شیرین مین دیکھا تو عکس اسکا اُس میں پڑا خدائے تعالیٰ نے تھوڑا سا عکس اُس دریا میں سے نکال کر اُس سے چاند اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کردیا اس واسطے کہ کوئی شریک اسکا باقی نرہے پھر دریائے شیرین سے مؤمن پیدا کیے دریائے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا تفسیر یون کرتا تھا کہ ہم نے پیش کی امانت آسمان وزمین اور پہاڑون کے سامنے اور وہ امانت حضرت علیؑ کی امامت تھی کہ تم میں سے کون ایسا ہے کہ اُسکو لینا چاہتا ہی تو کسی نے اِس امانت کو قبول نہ کیا تاکہ یہ حق حضرت علیؑ کا حضرت علیؑ ہی کو پہونچ جائے مگر انسانون میں سے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے مشورے سے اِسکو اختیار کرلیا جبکہ حضرت عمرؓ نے یہ اقرار کرلیا کہ کار امامت میں حضرت ابوبکر کو مدد دینے تیار ہونگا اور حضرت عمرؓ نے یہ ذمہ داری اِس شرط پر اختیار کی کہ حضرت ابوبکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدیں اور

یہ کہتا تھا کہ آیت کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْكَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی شیطان کی مثل ہے جس وقت اُسنے آدمی کو کہا تو کفر کر جب اُسنے کفر کیا تو کہا تحقیق مین تجھ سے بیزار ہون مین اللہ سے ڈرتا ہون جو سارے جہان کا رب ہے حضرت ابُوبکر اور حضرت عمرؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے اُسکے نزدیک مہدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ زندہ ہین کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اُس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی کے بعد یہ شخص اپنے لیے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعوی نبوت کا رکھتا تھا اُسکے زعم مین اُسکا معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردون کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اُسکے بعض مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال مین آیا ہے کہ امام ابو عبداللہ فرماتے تھے کہ اِس آیت مین هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ یعنی مین تمکو بتاؤن شیطان کس پر اترتے ہین اُترتے ہین ہر جھوٹے گنہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہین مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور حرث شامی اور عبداللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابو الخطاب اور نامۂ دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین مذکور ہے کہ فرقۂ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن بن حسن کو وصیت سے پہونچی تھی اُنکے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور اُن کی اولاد مین اور یہ فرقہ انکے غیر مین امامت تجویز نہین کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہین بنان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے اور بعض بنان کو اسماعیل کا بیٹا بتاتے ہین۔ لفظ بنان کے حروف مین اختلاف ہے میر سید شریف نے تعریفات مین باے موحدہ کے بعد نون لکھا ہے اور منتہی المقال و منہج المقال مین آیا ہے بنان مین باے موحدہ مضموم ہے اور اُس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور اُسکے بعد نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ مین ہے کہ یہ نام بیان ہے باے موحدہ کے بعد یاے تحتانی کے ساتھ اور نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض مین شہاب الدین احمد خفاجی کہتے ہین کہ فرقۂ بیانیہ منسوب ہے بیان کی طرف اس لفظ مین باے موحدہ

مفتوح اور یاے تحتانی اور الف اور نون ہے اور بعضون نے بنان باے موحدہ اور دونون کے ساتھ بتایا ہے بنان کے باپ کا نام اسماعیل نہدی تھا۔ یہ شخص بجاے حلول کے اتحاد کا قائل تھا یعنی اِسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا ہے پھر بعد حضرت علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر اُنکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد کے ساتھ پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اسکی ذات کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اُسکا ہلاک اور فنا ہوجاے گا مگر مُنھ فنا نہوگا اور دلیل اسپر یہ آیت لاتا تھا کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کتاب کشی مین سعد بن عبد اللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہے کہ امام صادق نے بنان پر لعنت کی ہے جیسا کہ اختیار مین مذکور ہے اور کشی مین یہ بھی روایت ہے کہ ابو الحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُسے دوزخ کی آگ مین ڈالا اور محمد بن بشیر ابو الحسن موسیٰ کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُس کو بھی آتش دوزخ کے ساتھ سزا دی اور تاریخ ابو زید بلخی مین مذکور ہے کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وارد ہے ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ یعنی یہ بیان ہے لوگون کے لیے اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لیے خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کردیا۔ منہج المقال مین لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہین مین نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا کہ بنان اِس آیت کی وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان زمین آسمان کے اللہ کو جانتے ہین اُسکی تعظیم کرتے ہین ابو عبد اللہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کہ زمین اور آسمان دونون کا وہ ایک ہی اللہ ہے اُس کا کوئی شریک نہین بنان جھوٹا ہے اللہ اُس پر لعنت کرے۔

پانچوان جناحیہ۔ یہ متبع ہین عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ذو الجناحین بن ابو طالب کے وہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور ایک عقیدہ اُنکا یہ بھی تھا کہ

روح الٰہی انبیا مین دائر سائر ہے پھر حضرت علیؑ مین پھر امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمد بن
حنفیہ اولاد حضرت علیؑ مین دائر ہوئی پھر عبداللہ کے اندر آئی اِس لیے انھون نے
زعم کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم اُس کے دل مین یون اگتا ہے جیسے زمین سے
پھول زمین کا اور امامت بھی اسی ترتیب سے ظہور مین آئی ہے کیونکہ نبوت اور
امامت کے معنے جناحیہ کے نزدیک یہی تھے کہ روح الٰہی بدن انسانی مین حلول کرے
اِس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و مردار و نکاح محارم و زنا حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہی
کہ قرآن مین جو مردار اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک
قوم سے جن کا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ
اور جس قدر فرائض مامور بہا قرآن مین آئے ہین وہ کنایہ ہے اُن لوگون سے
جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور اُن کی اولاد یہ
قیامت کے منکر ہین۔ بہر صورت عبداللہ بن معاویہ نے سنہ ۱۲۷ھ مین مروان حمار کی
شروع حکمرانی مین کوفے مین خروج کیا تھا کوفے کے سارے زیدیہ نے اُنکا ساتھ دیا تھا مگر عبداللہ
بن عمر بن عبدالعزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کے بعد شکست کھاکر مدائن کو چلے گئے اور
تمام اطراف سے شیعہ اُنکے جھنڈے کے تلے جمع ہو گئے اور اُن کی قوت بہت بڑھ گئی
اور ایک زبردست لشکر کے ساتھ فتوحات شروع کین اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان
ہمدان۔ قومس رے جبال اصفہان فتح کر لیے سنہ ۱۲۹ھ ہجری مین فارس پر چڑھائی کی
اور اُسے بھی مسخر کر لیا اور اسطخر مین اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جا بجا
حکام روانہ کیے اور مال کثیر حاصل کیا بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے بڑے بڑے سردار
جیسے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور ابوجعفر منصور اور علی بن عبداللہ بن عباس
اور عیسیٰ بن عبداللہ بن عباس اُن کے شریک ہو گئے عامر بن صبارہ اور معن بن
زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستین دین کہ سارا لشکر پریشان ہو گیا اور عبداللہ بن معاویہ
خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیون کے ہرات کی طرف
بھاگ گئے جہان پر ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ابومسلم کی طرف سے حاکم تھا

اُسنے ابومسلم کے حکم سے عبداللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید ابناے معاویہ کو چھوڑ دیا
فرقۂ جناحیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ عبداللہ ملک اصفہان ہین کسی پہاڑ کے اندر زندہ
موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین۔

چھٹا منصوریہ- یہ ابومنصور عجلی کے متبع ہین یہ شخص ابتدا مین امام جعفر صادق
بن محمد باقر علیہ السلام کا معتقد تھا جب اُنھون نے اپنے پاس سے علٰحدہ کر دیا تو
اُسنے یہ دعوی کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اُسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ
بعد انتقال اِس امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اُسکے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا
اور کہا اے بیٹا پہونچا دے میری طرف سے یہ آیت وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ
سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ یعنی اگر کسی چیز کا ٹکڑا آسمان سے گرتا دیکھین تو
کہین یہ گاڑھی بدلی ہے اُسکے زعم مین کسف ساقط من السماء سے مراد اُسی کی
ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف مذکور سے مراد حضرت علیؓ
بن ابی طالب ہین اور اِس بات کا قائل تھا کہ رسول قیامت تک مبعوث
ہوتے رہین گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہین ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا
کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علی
بن ابی طالب اور اُن کی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب ہو
جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن مین
فرائض سے حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکرؓ وغیرہ
مقصود ہین اور اِس تاویل سے مطلب اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا
ہے اُس سے ساری تکالیف شرعیہ اُٹھ جاتی ہین بے قید ہو جاتا ہے منصوریہ کا
عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص ایسے چالیس آدمیون کو قتل کر ڈالے جو عقائد دینیہ مین ہم سے
خلاف ہین تو وہ جنت مین داخل ہو اور یہ لوگ آدمیون کے مال حلال جانتے ہین اور
کہتے ہین کہ جبرئیلؑ نے پیغام رسانی رب العالمین مین خطا کی ہے ۱۲

ساتوان خطابیہ- یہ لوگ ابوالخطاب کے متبع ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ

سہ ابوالخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد بن ابوزینت کہتے ہین اور طحطاوی کے حاشیۂ درمختار
مین ہے کہ خطابیہ نسبت ہی ابوالخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد بن ابی زینت اسدی
اجدع کی طرف ابوالخطاب نے کوفے مین خروج کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے لڑا
اور امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ علی مرتضیٰ خدائے اکبر
ہین اور جعفر صادق خدائے اصغر انتہیٰ کلامہ۔ اور عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل
ونحل مین اس طرح لکھا ہے کہ ابوالخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کے منتسبین مین مشہور کرکے لوگون کا اعتقاد حضرت امام کے اور اپنے ساتھ
خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنون مین جائی کہ یہ حضرات ائمہ جنکی طرف سے مین داعی ہون
پہلے امام زمان ہوتے ہین پھر آلہ ہوجاتے ہین الوہیت ایک نور ہے جو نبوت کے
پردے مین نہان ہوتا ہے جس طرح نبوت ایک روشنی ہے جسکی چمک امامت کے لباس
مین ہوتی ہے اسنے بتدریج اپنی تعلیمات مین یہ بات بھی شامل کرلی تھی کہ امام جعفر صادق
اس زمانے کے الہ ہین یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکھتے ہو وہی جعفر ہین وہ تو ایک
لباس ہے جو اس عالم مین اُترنے کے وقت خدا نے پہن لیا ہے حضرت امام جعفر صادق
کو جب اُسکی خرافات وکفریات پر اُسکی اطلاع ہوئی تو اُسکو اپنے ہان سے ذلت کے ساتھ
نکال دیا اور اُسپر لعنت کرکے اِن تمام اقوال سے اپنی برات ظاہر کی چونکہ اُسکو
امام سے دراصل کوئی تعلق نہ تھا اُسکی غرض صرف یہ تھی کہ وہ بھی مقتدا مان لیا جائے
اسوجہ سے اسوقت اُسنے امامت کا دعویٰ کیا وہ مشبہ بھی تھا حتیٰ کہ خلیفۂ منصور عباسی
کے عہد مین مارا گیا اُسکے تابع پچاس فرقے ہین سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے
حضرت علی اور اُن کی اولاد یہ سب انبیا ہین اور ہر امت کے لیے دو رسول ہونا ضرور ہین
ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت
ہین اور امام جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابوالخطاب کی طرف
ہوگیا بلکہ خطابیہ ہر یا اشاک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہین اور
امام حسنؑ وحسینؑ ابن اللہ ہین اور امام جعفر صادق بھی اللہ ہین اور وہ یہ نہین

جنھین لوگ دیکھتے ہین بلکہ وہ جب اس عالم کی طرف نزول کرتے ہین تو یہ انسانی
صورت اختیار کرلیتے ہین مگر ابوالخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے انکا
عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ اُن سب کاموں کو جو قیامت تک ہونے والے ہین جانتے ہین اور
خطابیہ کہتے ہین کہ اہلبیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی
نہین رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر صادق بن محمد باقر نے اُن کے پاس ایک کھال
امانت رکھی ہے جس کو جفر کہتے ہین اُس مین ہر شے محتاج الیہ کا علم غیب اور قرآن کی
تفسیر ہے اُن کے اعتقاد مین اس آیت مین إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً
یعنی اللہ تم کو فرماتا ہے کہ ایک گاے ذبح کرو بقرہ سے مراد ام المؤمنین عائشہ ہین اور
خمر (شراب) ومیسر سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہین اور جبت و طاغوت سے مراد
معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص ہین منتہی المقال مین کشی وغیرہ سے نقل
کیا ہے کہ ابوالخطاب علی بن امام حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُسے دوزخ
مین ڈالا خطابیہ ہر مومن کی گواہی کو کہ حلف کرے سچا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ مومن
کبھی جھوٹا حلف نہین کرتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی
اپنے موافقین کے واسطے دینا جائز ہے اسی واسطے کتب فقہ مین لکھا ہے کہ خطابیہ کی
گواہی نامقبول ہے۔ ابوالخطاب کو کوفے مین سولی دئے جانے کے بعد اُس کے اصحاب
کئی فرقے ہوگئے ایک فریق نے معمر بن خیثم (خاے معجمہ اور اُسکے بعد یاے مثناۃ
تحتانی اور اُسکے بعد ثاے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیغ بن یونس
کی یہ شخص جولاہہ تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی
کی اور بعض نے سریغ کی۔
معمریہ کے زعم مین ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور اُنکا عقیدہ

یہ ہے کہ دنیا فنا ہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور دوزخ اسکی ضد ہے اِن کے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام بُرے کام حلال ومباح ہین اِن کا مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین لوگ مرتے نہین ہین بلکہ اُن کی روحین اُن کے غیر مین چلی جاتی ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سعید بن خیثم اور اُسکا بھائی معمر وعاۃ زیدیہ مین سے ہین۔

بزیغیہ اِس لفظ مین اختلاف ہے نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ بُرہان حنبلی نے کہا ہے کہ لفظ بزیغ مین باے موحدہ مفتوح اور زاے معجمہ مکسور اور یاے مثناۃ تحتانی ساکن اور آخر مین غین معجمہ ہے بزیغ ایک شخص کا نام ہے جسکی طرف بزیغیہ منسوب ہین اور بعض کہتے ہین کہ لفظ بزیغ مین غین معجمہ کی جگہ عین مہملہ ہے اور بعضون نے اور طرح سے بتایا ہے بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اور جنکو یہ لوگ دیکھتے ہین یہ وہ نہین ہین لوگون کو اُن کی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے ائمہ خدا نہین مگر وحی اُنکی طرف ہوتی ہے اور معراج اور ملائکہ تک پہونچنا سب کے لیے حاصل تھا بلکہ اُن کے عقیدے مین ہر مؤمن کو وحی آتی ہے کہتے ہین اصحاب بزیغ مین ایسے لوگ بھی ہین جو جبرئیل ومیکائیل سے بہتر ہین اِن کو زعم ہے کہ بزیغ کے معتقد مرتے نہین بلکہ اُن کو عالم ملکوت پر پہونچا دیا جاتا ہے اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردون کو صبح وشام دیکھتے ہین اور یہ بھی اُسی مین مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر صادق مین حلول کیا ہے اور وہ اللہ ہے الملل مین منتہی المقال مین بزیغ کے ذکر مین ایک روایت نقل کی ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید اور بزیغ اور سری اور ابوالخطاب اور معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور صائد نہدی کا ذکر کیا اور اُنپر لعنت کی مفوضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر کو حق تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو مسیح علیہ السلام کو خداے تعالیٰ کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسوت کے ساتھ ملکر ایک چیز ہوگئی اور رسالت منقطع نہین ہوتی بلکہ جسکو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہوگیا وہ نبی ہے اور اگر

سلہ بعض نسخون مین بیان کیا ہے بزیع کی اور بعض مین بزیعی ہے ۱۲

ارشاد خلق اور ہدایت گمرہان کو اختیار کر لیا تو رسول ہے اِسی وجہ سے اُن لوگون مین بہت سے آدمی نبوت اور رسالت کے مدعی گذرے ہین اور مفضلیہ کہتے تھے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اسپر جعفر نے اُن کو مطرود و ملعون کر دیا۔

فائدہ مرتبۂ ذات الٰہی کو عالم لاہوت کہتے ہین اور مرتبۂ صفات الٰہی کو جبروت کہتے ہین اور مرتبۂ اسماے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالم اجسام کا یعنی دنیا اور اِس جہان کا۔

سریغیہ (بہ فتح سین مہملہ وکسر راے مہملہ وغین معجمہ) اِن کا عقیدہ بھی مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اِس قدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت نے ناسوت مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبدالمطلب تیسرے حضرت علی بن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچوین عقیل بن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ غراب غین معجمہ کے پیش سے زبان عربی مین کوّے کو کہتے ہین اِن لوگون کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اُس سے بھی زیادہ یہ دونون باہم مشابہ ہین اِسی وجہ سے جبریل چوک گئے اللہ نے اُنکو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا تھا وہ امتیاز نکر سکے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے پس یہ لوگ اپنی اصطلاح مین جبریل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اُنپر لعنت کرتے ہین شمس تبریز کے نام سے ایک دیوان اشعار فارسی کا مشہور ہے جو مطبع نولکشور مین ایک ہزار سے زیادہ صفحون پر چھپا ہے ہر صفحہ مین ۲۵ سطرین ہین اور ہر صفحہ مین ۶ حصہ مین چار چار مصرع درج ہین جس مین ایک غزل ردیف دال، مین لکھی ہے اس غزل مین ایک شعر اس فرقے کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ شعر یہ ہے

در پیش محمد شدہ مقصود علی بود و گیر
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
آن رہبر و آن راہ کہ بنمود علی بود

آن روح مصفا کہ خداوند بہ قرآن
ہم موعد و ہم وعدہ و موعود علی بود
جبریل امین راز بر حضرت عزت

جبریل کہ آمد ز بر خالق بیچون
بنوخت بہ چند آیت و مسعود علی بود
راہے کہ بیان کرد خداوند باحمد
مقصود ہمہ آن بد و مقصود علی بود

گویند ملک ساجد و مسجود بُد آدم	از من بشنو ساجد و مسجود علی بود

نوان ذبابیہ ان کا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور حضرت علی خدا اور کہتے ہین ان دونون نبی اور خدا مین بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اس طرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی مین ذباب ذال معجمہ کے پیش سے مکھی کو کہا کرتے ہین اسی واسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہین یہ بھی حقیقت مین غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اُس عقیدے سے اِس عقیدے کی جانب متوجہ ہوگئے

دسوان ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہین اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے ان کو اسلیے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار سربراہ کار رہین اور لوگون کو حضرت علی کی طرف بلائین لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگون کو اپنی طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اس طرح پر راضی کر دیا کہ اپنی بیٹی اُن کو بیاہ دی اور یہ کئی فرقے ہوگئے ہین ان مین ایک علیائیہ ہین جو علیا بن ذراع الدوسی یا اسدی کے متبع ہین وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بتاتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ بیعت کی تھی اور اُن کی متابعت اختیار کر لی تھی بعض علیائیہ یہ بھی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی دونون خدا تھے۔ لیکن یہ بھی دو فریق ہو گئے بعض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت مین مقدم رکھتے ہین اور بعض حضرت علی کو ان دونون گروہونکا نام اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آن حضرت کی مذمت نہین کرتے جس طرح ذمیہ کرتے ہین بلکہ حضرت علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مین شریک جانتے ہین اور بعض ان مین سے پنجتن یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو اللہ مانتے ہین۔ یہ بھی انکا قول ہے کہ پانچون ایک شے ہین ان سب مین یکسان روح اُتری ہے ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت نہین انکا نام خمسیہ ہے یہ لوگ بی بی فاطمہ کو ہمیشہ فاطم کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے ان کے شاعر کا قول ہے

	تولیت بعد اللہ فی الدین خمستہ		نبیا وسبطیہ وشیخا وفاطما		

اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سلمان - ابو ذر - مقداد - عمار -
اور عمرو بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے مصالح عالم کے موکل ہین اور توضیح المقال
فی علم الرجال مین فرقہ علیایہ کا نام علیا ویہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری
ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیا ویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہین
جو خاندان علوی ہاشمی مین پیدا ہوے اور ظاہر یہ کیا کہ مین اللہ کا بندہ ہون اور انکی
طرف سے انکا دوست ہون اور اللہ کا رسول ہون محمد یہ طریق ہین اور بشار نے
اصحاب ابو الخطاب کے ساتھ ان چار شخصون مین موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ
امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و امام حسین
کے معنے تخلیط مین یعنی حقیقت انکی ایک ہی ہے چار لباس و عنوان مین ظہور کیا ہے اور
وہ حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اسلیے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص مین صاحب
امامت ہین اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہین ہے بلکہ وہ حضرت علی
کے بندے ہین اور حضرت علی رب ہین انھون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچوان
مانا ہے جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچوان قرار دیا ہے اور اُن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
رسول گردانا ہے اور علیا ویہ نے اُن لوگون کے ساتھ اباحت اور تعطیل اور تناسخ مین
موافقت کی ہے اور علیا ویہ کا نام مخمسہ نے علیایہ رکھا ہے اس وجہ سے کہ گمان یہ ہے
کہ جب بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب
قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار
کیا تو وہ مسخ ہو کر ایک پرند بن گیا جسے علیا کہتے ہین اور دریا مین رہتا ہے پس جو
اُسکے متبع ہین اُنھین علیایہ کہنے لگے اور منتہی المقال مین لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ حضرت علی رب ہین اور توضیح المقال مین یہ بھی نقل کیا ہے کہ خطابیہ اور علیا ویہ اور
مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مین سے ہون
وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹھ باندھتا ہے ایسے ہی لوگون کے

لفظ اس آیت مین فرمایا ہے قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یعنی یہود و نصاریٰ کہتے ہین کہ ہم اللہ کے بیٹے ہین اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمھارے گناہون پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اُسکی پیدائش مین کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہین اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونے کا دعوےٰ کرنے والے بشر ہین تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل واولاد کیسے بن سکتے ہین اس لیے جو ایسا دعویٰ کرتے ہین وہ کاذب ہین یہود و نصاریٰ کی طرح جو اِس بات کے مدعی ہین کہ ہم خدا کی اولاد ہین۔

گیارھوان اموِیہ ۔ اِن کا عقیدہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی بنوت ورسالت مین شریک تھے۔

بارھوان غمامیہ ان کا نام ربیعیہ بھی ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مکان اصلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار مین پردۂ ابر کے اندر ہوکر واسطے سیر گلزار اور باغ وبہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلّہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اُسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے جہت کوئی نہین کبھی اوپر کبھی تلے پھرتا رہتا ہے اِس فرقے کا ظہور ۲۴۵ھ ہجری مین ہوا تھا۔

تیرھوان رزامیہ تعریفات ابونصر مکی سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس لفظ مین راے مہملہ کے بعد زاے معجمہ ہے یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر اُن کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر اُن کے پسر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف آئی محمد نے اُسکی وصیت اپنے پسر ابوالعباس کو کی جو سفاح کے لقب سے

مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ پر جس کو
مروان حمار کہتے ہین اور خلفاے بنی امیہ مین سے اخیر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا
اور چار برس سے کچھ زیادہ سلطنت کر کے مرگیا اُسکے بعد بھائی اُسکا ابو جعفر منصور جو
بسبب بخل کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ کا یہ
عقیدہ ہے کہ ابو مسلم مروزی مین جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالی نے
حلول کیا ہے اسی وجہ سے ان کا غلاۃ مین شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابو جعفر نے
ابو مسلم کو دغا سے قتل کیا تھا مگر رزامیہ کا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہین گیا ہے اور یہ لوگ
محرمات کو حلال جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودھوان عزاقریہ یا شلمغانیہ یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہین جس کی
کنیت ابو جعفر اور عرف ابن ابوالعزاقر (عین مہملہ وزاے معجمہ وقاف ورلے مہملہ سے)
ہے یاقوت حموی نے ابن ابی عون کے ترجمے مین لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسفان
کے علاقے مین سے ایک گانون مین جسکا نام شلمغان (شین وغین معجمتین کے ساتھ) ہے
رہتا تھا اسکے اصحاب اس کی الوہیت کے قائل ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اللہ کی
روح نے اول آدم علیہ السلام مین حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام مین
اور شیث علیہ السلام کے بعد اور انبیا وائمہ مین یہانتک کہ حسن بن علی عسکری مین
حلول کیا اسکی تصنیف سے ایک کتاب ہی اُسکا نام حاسہ سادسہ رکھا ہے اُس مین زنا
وفجور کو مباح کردیا ہے انتہی یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابو طاہر قرمطی کا معاصر تھا
ابتدا مین شیعۂ امامیہ کے فقہاے اکابر مین شمار پاتا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا
اور مذہب امامیہ کے اصول کے موافق کتابین تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابوالقاسم حسین
بن روح کے ساتھ جس کو امامیہ **باب** کہتے ہین کیونکہ امام محمد بن حسن عسکری کی
طرف سے اُنکی غیبت صغری کے زمانے مین وکیل تھا اس کو حسد پیدا ہو گیا اور

ابو مسلم ... امیر آل محمد بھی ... ہین الرحیم ... مروزی ... ہیدا ہوا ... ظہور ... ہین ہوا ... کہلایا ۱۲ منہ ... اس لفظ مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین عین مہملہ اور زاے معجمہ اور الف اور قاف اور یاے تحتانی اور راے مہملہ سے بعض کہتے ہین یاے تحتانی نہین بعض ...

امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعویٰ کیا بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع مین جسکی بنیاد
نہایت غلو اور تناسخ اور حلول حق تعالیٰ پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اسکی بہت تعظیم و
تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار الانوار کی تیرھوین جلد مین لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر
کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص اللہ کے دوست سے ضد رکھے اور اُس سے مقابلہ کرتا رہے
وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اِس لیے کہ ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اِس کے
ممکن نہین کہ کوئی اُسکا مخالف اُسپر طعن کرے جب لوگ اُس ولی کی نسبت اعتراض
سنتے ہین تو اُسکے حالات کی جستجو کرتے ہین اِس صورت مین ولی کے فضائل اور کمالات
کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی ہے اِس لیے ضد ولی سے افضل ہے اِس
طریقے کو آدم اول سے آدم ہفتم تک جاری کرتا تھا اِس لیے کہ سات آدم اور سات عالم
کا قائل تھا اور اِسی بنا پر حضرت موسیٰ سے فرعون کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے حضرت ابوبکرؓ کو اور حضرت علیؑ سے معاویہؓ کو افضل بتاتا تھا اور ضد کی بابت عزاقریہ
مین اختلاف ہے ایک گروہ اِن مین سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی مقرر کرتا ہے اور ولی ہی
اُسکو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنی خوشی سے
حضرت ابوبکرؓ کو مقرر کیا تھا اور بعض عزاقریہ کہتے ہین کہ ضد قدیم ہے ہر وقت ولی کے
ساتھ رہتا ہے محمد بن علی شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے وہ کبھی سفید لباس مین
ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی نیلے مین ابن اثیر جزری نے کتاب کامل مین بیان
کیا ہے کہ ابن ابی عزاقر اپنی ذات کو الٰہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور عقیدہ اُسکا
یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے اور تام سے مراد یہ ہے
کہ ہر معنے کے ساتھ اُسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہی اور کہتا تھا خدا ہر چیز مین اُسکی استعداد اور
تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم ابو البشر کو پیدا کرکے پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اُس مین
حلول کیا اور یہ دونون باہم ضد ہین اور ضد شے کی اُسکی نظیر اور شبیہ کی بہ نسبت
زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدا ے تعالیٰ جب جسد ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اُس

جسد سے معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور معجزہ وقدرت اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اِس جسد کو خدا کے ساتھ عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب آدم علیہ السلام غائب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا اِن پانچ تنون مین سے ایک غائب ہو جاتا تو دوسرا اُسکی جگہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلے مین پانچ ابلیس ہین جن مین اللہ تعالیٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اسکے لاہوتیت حضرت ادریسؑ مین اور حضرت ادریسؑ کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اِن کے بعد متفرق ہو گئی جیسا کہ حضرت آدمؑ کے بعد متفرق ہو گئی تھی پھر نوحؑ مین اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اِنکی غیبت کے بعد متفرق ہو گئی بعد اسکے ہودؑ مین اور اُنکے ابلیس مین جمع ہوئی پھر اِن دونون کے بعد حضرت صالح اور اُن کے ابلیس مین جسنے اُن کے ناقے کی کونچین کاٹی تھین جمع ہوئی اِن کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ابلیس مین کہ نمرود ہے جمع ہوئی اور اِن کے غائب ہونے کے بعد متفرق ہو کر حضرت ہارونؑ اور اِن کے ابلیس مین کہ فرعون ہے جمع ہوئی اِن کی غیبت کے بعد حضرت سلیمانؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اُن کے غائب ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد اُن کے حواریون اور حواریون کے ابلیسون مین جمع ہوئی اور اُن کی غیبت کے بعد حضرت علیؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی - کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جسکی طرف لوگون کو احتیاج ہے وہ اللہ ہے پس ہر ایک فاضل اپنے مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے کے لائق ہے اسی لیے ابن ابی العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ اُس شخص کے جو اُس سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور فلان رب فلان کا ہے اور فلان میرا رب ہے یہانتک کہ ربوبیت کو ابن ابی العزاقر تک منتہی کرتے اور اُسکو رب الارباب جانتے اور کہتے ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہو گئی اُس کے آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے کہ امام حسنؑ و حسینؑ حضرت علیؑ کے

فرزند نہین ہین اِس لیے کہ جس کے وجود مین ربوبیت جمع ہوئی پھر وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت مصطفےٰ کو خائن بتاتے ہین اسلیے کہ ہارون نے حضرت موسیٰؑ کو اور علیؑ نے حضرت محمدؐ کو لوگون کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف بلاؤ اِن دونون نے ان کے ساتھ خیانت کی اور آدمیون کو اپنی شریعت کی طرف بلایا اور کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے حضرت محمدؐ کو اصحاب کہف کے برسون کے برابر کہ ساڑھے تیرہ سو سال ہین مہلت دی ہی جب یہ مدت پوری ہو جاے گی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منتقل ہو جاے گی اور ملائکہ وہ ہین جو اپنے نفس کے مالک ہون اور حق کو پہچانتے ہون اور بہشت فرقہ عزاقریہ کو پہچاننے اور اُن کے مذہب کو اختیار کرنے سے مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ ان کو نہ جانتا ہو اور اُنکے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے ہین کہ نماز وروزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت نہین اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے اور کہتے ہین کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کی طرف جو نہایت سرکش اور متکبر تھے مبعوث ہوے تھے اِس لیے اُن کے تکبر ڈھانے اور تعلی توڑنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم اُن کو دیا اب حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ آدمیون پر عورتون کی فروج مباح کر کے اُن کا امتحان کرنا چاہیے پس آدمیون کو روا ہے کہ اپنے عزیزون اور دوستون اور بیٹونکی عورتون سے مباشرت کرین مگر شرط یہ ہے کہ دونون کا مذہب ایک ہو اور کہتے ہین کہ اگر شخص فاضل اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ وطی کرے تو یہ بات اُسکے لیے جائز ہے تاکہ وہ اپنے نور کا وجود اُس مفضول مین داخل کرے اور اگر وہ مفضول اُس فاضل کو وطی نہ کرنے دیگا تو وہ مفضول دوسرے دورے مین کہ بعد اِس دور کے آنے والا ہے عورت کی صورت مین بدل جاے گا اسلیے کہ اُنکے مذہب کا مبنی تناسخ پر ہے۔ تاریخ الفی مین لکھا ہے کہ ابو جعفر شلمغانی سنہ ۳۲۲ ہجری مین بغداد مین آیا یہ دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اپنے متبعون سے کہا کرتا تھا کہ مین مردون کو زندہ کرتا ہون بغداد کے ہزارہا آدمی اُس کی باتون کو قبول کر کے اُسکے مطیع ہو گئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اُسکے مذہب مین داخل ہو گئے جیسے حسین بن قاسم بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت مین مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا ہی

اور ابو جعفر اور ابو علی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات
اور احمد بن محمد عبدوس اور یہ سب اُسکی ربوبیت کے قائل تھے جب ابن شلمغانی اور اُس کے
متبعون کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اُس کو اور
اُسکے اصحاب خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے یہانتک کہ شوال ۳۲۲ھ ہجری مین
ابن شلمغانی ظاہر ہوا یہ عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسکی
خانہ تلاشی لی گئی تو بہت سے خط اُسکے متبعون کے ایسے نکلے جن مین ابن شلمغانی کے حق مین
وہ مضمون اور الفاظ تھے جنکا اطلاق شرعاً بشر پر جائز نہین ان خطون مین ایک خط
حسین بن قاسم کا بھی تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کر کے وہ خط پیش کئے اور
اُن کی شناخت کی گئی ابن شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط میرے نام کے ہین
مگر اپنے مذہب سے انکار کیا کہا مین مسلمان ہون جو کچھ باتین لوگ میرے حق مین مشہور
کرتے ہین افترائے محض ہے اُسکے ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو بھی گرفتار کر کے
خلیفہ کے حضور مین تینون پیش کئے گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم ہوا کہ ابن
شلمغانی کو تمانچے مارین دونون نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اُن پر بہت
تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑھا کر ابن شلمغانی کے سر پر زور سے ایک تمانچہ مارا
اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اُسکی داڑھی اور سر پر ڈالا تو اُسکا ہاتھ کانپنے لگا پس
اُسنے ابن شلمغانی کے سر اور منہ پر بوسہ دیا اور اُسکو مخاطب کر کے کہنے لگا الٰہی وسیدی
ورزاقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی سے کہا کہ تو دعویٰ خدائی سے انکار کرتا ہے اگر
یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھ سے یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ
قرآن مین آیا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی اللہ پاک ایک بندے کے
گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مین نے کبھی یہ بات نہین کہی تھی کہ مین خدا ہون
ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا مدعی نہین بلکہ اس بات کا
دعویٰ کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے اور ابن روح کا قائم مقام ہون
پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتویٰ دیدیا کہ ابن ابی عون اور ابن

شلمغانی کا خون مباح ہے اس لیے سہ شنبہ ۲ ذیقعدہ ۳۲۳ھ ہجری کو ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ مین جلوا دئے گئے اور حلی نے کتاب خلاصہ مین کہا ہے کہ ابن شلمغانی ۳۲۳ھ ہجری مین مارا گیا ہے یہ دونون اعلیٰ درجے کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہین۔

پندرھوان اسحاقیہ جلد دوم نامۂ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی مین لکھا ہے کہ فرقۂ اسحاقیہ حقیقت مین عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ کی طرف منسوب ہی جو جعفر طیار کی اولاد مین سے ہے شرح ابن ابی الحدید مین مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے اختراع کیا اُسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبداللہ بن معاویہ کے اصحاب مین سے تھا اُسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہین انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہین دی گئی ہے علی علیہ السلام منصب نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین لیکن نہ اُس وجہ پر جیسے آدمی جانتے ہین۔ مؤیدالافاضل مین ذکر کیا ہو کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی نہین رہتی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہین ہوئی اور صواعق محرقہ مین بیان کیا ہے کہ اسحاقیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ائمہ کے ساتھ متحد ہوگیا ہے مگر ان مین باہم اِس بات مین اختلاف ہے کہ حضرت علیؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کس سے متحد ہوا ہے۔

سولھوان نصیریہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ نصیر کے اصحاب ہین اور تعلیقہ مین مذکور ہے کہ یہ محمد بن نصیر فہری کے متبع ہین انکا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہین اور محمد بن نصیر علی بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کردیا تھا اور جن عورات کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اُنکے ساتھ نکاح جائز کردیا تھا اور کشی مین مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور غضائری مین ہے کہ اس شخص کی طرف فرقہ نصیریہ منسوب ہے اور خلاصہ مین بھی ہے کہ اِس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہین۔ اور منتہی المقال و توضیح المقال مین لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصًا شعرا کے نزدیک یہ بات

مشہور ہی کہ جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہی وہ نصیری ہی اور کتب اہل سنت مین بھی یہی مذکور
ہی کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہی کہ اللہ تعالی حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا ہی یا اُنمین حلول کیا ہی اور کہتے ہین کہ حضرت علیؑ
اور اُنکی اولاد چونکہ سب سے افضل ہین اور موید ہین ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی ہین
اسلئے اللہ تعالی پر ضرور ہوا کہ وہ اُنکی صورتون مین ظہور کرے اونکی زبان سے بات کہے پس یہ لوگ ائمہ کو
خدا اعتقاد کرتے ہین اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہین کہ نبی نے تو مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے
منافقین کے ساتھ اِس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالی باطن کو دیکھتا ہی
نخبۃ الدہر مین لکھا ہی کہ مملکت حلبیہ مین ایک پہاڑ کا نام سماق ہی اسمین فرقہ نصیریہ کثرت سے آباد ہی
معاد کے باب مین انکا عقیدہ یہ ہی کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب ہوتا ہی اور اِس طرح
گناہ کی سزا دیجاتی ہی کہ یکایک بندر یا سور وغیرہ کی شکل پر ہو جاتا ہی اور انکا قول یہ ہی کہ نیک آدمی جتنے
عمدہ اعمال کرتا ہی اُسی قدر اُسکی روح انسانی صورتین بدلتی ہی اور یہ صورتین روح کے لئے بمنزلے
قمیص کے ہین نیک آدمی کی روح طرح طرح سے ترقی کرتی ہی جب ستر قمیص بدل چکتی ہی تو اخیر مین
فرشتون مین منتقل ہو جاتی ہی اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھون مین گرتے ہوے اور
اجسام کو بدلتے ہوے اسفل السافلین مین پہونچ جاتی ہی اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہی کہ ہر ایک قمیص مین
اسکی شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم مین شقی تھی دوسرے مین اشقی ہوتی ہی اور اپنے
اعمال بد کی تکلیفین برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کُتے سور گوہ وغیرہ حیوانات
کے اجسام مین داخل ہو جاتی ہی اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس ہو جاتی ہی اور جہنمی اور طرح طرح کے
عذابون کے قابل قرار پاتی ہی اور اُسکو عذاب اِس طرح ملتے ہین کہ حلال ہوتی ہی شکار ہوتی ہی
زنجیر سے بندھتی ہی سواری مین جوتی جاتی ہی قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہی اللہ تعالی
کی جناب سے محجوب ہو جاتی ہی اور آسمان کے دروازے اُس سے بند ہو جاتے ہین نہ اُسکی کوئی
بات مقبول ہوتی ہی نہ اُسکا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہی اور ایسی روح نہ کبھی جنت مین داخل
ہو سکتی ہی نہ جنت کی ہوا اُس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اُسکے لئے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہین
اور اِن اجسام حیوانی مین داخل ہونے کے عذاب اُسکو یہان تک حاصل ہوتے ہین کہ
بڑے سے بڑے حیوان کے جسم مین داخل ہو کر حقیر سے حقیر جسم حیوانی مین تنزل کرتی ہے

سر کہ کے کیڑے مین داخل ہوتی ہی قرآن مین جو آیا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ یعنی جنھون نے ہماری آیتین جھٹلائین اور اُن سے تکبر کیا اُنکے لئے آسمان کے دروازے نہین کھلین گے اور نہ جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہووے اور ہم اسی طرح گنہگارونکو بدلا دیتے ہین اِس آیت مین اِسی مقصد کی طرف اِشارہ ہی کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم مین داخل ہوگی اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم مین آئیگی جو سر کے مین پڑتے ہین تو اِس عرصے مین کتنی تبدیلیان اُسکے اجسام مین واقع ہونگی اور یہ پچھلا جسم اُسکا بمقابلے پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم مین تھی ایسے جسم مین ہوگی جو سوئی کے ناکے مین داخل ہونے کے قابل ہی بعد اِسکے روح نباتات کے اجسام مین داخل ہوتی ہی اور یہان جلنے کٹنے چرنے وغیرہ ذریعون سے عذاب پہونچتا ہی بعد اسکے معدنیات مین داخل ہوتی ہی اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہی پگھلائی بھی جاتی ہی گرم بھی کی جاتی ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اُسمین سوراخ بھی کئے جاتے ہین اور معدنیات مین سے کبھی نہین نکلنے پاتی ہمیشہ یہین عذابون مین گرفتار رہتی ہی- اور یہ لوگ حلول کے بھی معتقد ہین اِنکے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ صورت مرئیہ ہی ہی مطلب انکا یہ ہی کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہین ظاہر وجود خلق ہی اور باطن وجود خالق ہی اور یہ وجود ہر موجود مین ظاہر ہوا ہی اور موجودات مین ترقی کرتا ہوا صورت انسانی مین چڑھتا ہے اور نوع انسانی مین ترقی کر کے صورت خاص اور اعلیٰ مین ترقی کرتا ہی مثلاً حضرت آدمؑ شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ہارونؑ یوسفؑ موسیٰؑ مسیحؑ اور علیؑ بن ابی طالب کی صورتون مین ظاہر ہوتا ہی اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہی پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہین اور اُسکا باطن غیب ہی جو دریافت نہین ہوسکتا بلکہ خالق مختار ہی اور اُسکے لئے دروازہ ہی جسمین کسی عالم اور عاقل کے علم وعقل کو بغیر اس دروازے کے رسائی نہین اگر کوئی چاہے کہ اِس سے واقف ہوجائے تو اُسکے لئے اِس دروازے مین داخل ہونا ضرور ہی اور نہ اِس صورت باطن کو کسیکی نظر بے پردہ دیکھ سکتی ہی وہ غیب اگر نظر آتا ہی تو پردے کی آڑ مین نظر آتا ہی اور اِن کے

نزدیک مراد اس پردے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اُس باطن سے مراد حضرت علیؑ ہین اور دروازہ اُسکا سلمان فارسی ہین۔ نصیریہ کا کلمہ یہ ہے اللھم صل علیہ لشہادۃ ان لا الہ الا مولائی علی ولا حجاب الا السید محمد ولا باب الا السید سلمان فی کل عصر وکل زمان[۱] نصیری شیعون کو علی اللھیان بھی کہتے ہین۔ تاریخ سرجان مالکم مین لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللھیون کو عداوت ہے اور وہ بھی علی اللھیون کو دشمن جانتے ہین اور علی اللھیون کی تعداد بہت کم ہے اور اپنے قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہین مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہین ؎

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست		مشغول حق ہین بندگی بوتراب مین

یعنی علی علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے ہمنشین ہین اور دوست کے ہمنشین سے دوست کی بو آتی ہے پس جو لوگ بوتراب کی بندگی مین ہین وہ درحقیقت مشغول حق ہین ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ علی اللٰہی تھے یعنی نصیری مذہب رکھتے تھے اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر مین تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہے ؎

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس		ہم علی اللھیم و ہم علی اللھیم

غالب کے دیوان اُردو کی شرح مین اسی طرح لکھا ہے یہ شعر بھی اُنھین کا ہے ؎

	منصور فرقہ علی اللھیان منم		آوازہ انا اسد اللہ برافگنم	

آبحیات مین لکھا ہے کہ اہل راز اور غالب کی تصنیفات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُنکا مذہب شیعہ تھا اور لطف یہ تھا کہ ظہور اسکا جوش محبت مین تھا نہ کہ تبرا و تکرار مین چنانچہ اکثر لوگ اُنھین نصیری کہتے اور وہ سُنکر خوش ہوتے تھے۔ دبستان المذاہب مین لکھا ہے کہ علی اللھیون عقیدہ یہ ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی مین نہ تھی اسلئے اُسنے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑ دے تاکہ بندے اُسکی پرستش کرین اور اُسکو پہچاننے لگین پس اللہ ہر قرن مین مجسم روحی سے ملا اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا مین حلول فرماتا رہا یہانتک کہ اُسکا ظہور حضرت علیؑ اور اُنکی اولاد مین ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے جو دیکھا کہ اُن سے کار رسالت نہین چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم قبول کیا یہی وجہ ہے کہ جب نبیؐ نے کعبہ مین بُت شکنی کی تو اُس وقت حضرت علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر چڑھایا ؎

غرض ز بت شکنیہا جز این نبود نبی را		کہ دوش خود بکف پاے مرتضیٰ برساند

[۱] منقول از الباکورۃ السلیمانیہ فی کشف اسرار الدیانۃ النصیریہ مؤلفہ سلیمان الاذنی از بدائع المعلم مطبوعہ بیروت سنہ ۱۸۶۳ء ۱۲

ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہین اسلیئے کہ جو مصحف علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا یہ وہ نہین بلکہ یہ تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہم کی تصنیف ہی اور شمس الدین علی اللہی کہتا تھا کہ ہی تو یہ وہی قرآن جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا لیکن چونکہ جمع اسکو حضرت عثمانؓ نے کیا ہی اسلیئے پڑھنے کے قابل نہین اور بعضے علی اللہی حضرت علیؓ کی نظم و نثر کو مصحف مین داخل کرتے ہین بلکہ اُسکو مصحف پر ترجیح دیتے ہین اسلیئے کہ یہ کلام اللہ سے بے واسطہ مخلوق کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو ملا ہے

سترھوان **علویہ** یہ علی اللہیون مین سے ہین اور اپنے آپکو علی اللہ کی نسل سے جانتے ہین اور علی اللہیون کے ساتھ عقائد مین شریک ہین فرق دونون فرقون مین یہ ہی کہ علویہ کہتے ہین کہ جو مصحف اب مشہور ہی وہ علی اللہ کا کلام نہین اسلیئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اُس مین تحریف کی ہی اور آخر کار حضرت عثمانؓ نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف اُسکے مقابلے مین بنا لیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہی اُسے جلا دیتا ہی اور انکا عقیدہ یہ ہی کہ علی اللہ نے اِس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب سے ملا دیا ہی اور وہ اب آفتاب ہی اور پہلے بھی آفتاب تھا اور تھوڑے دنونتک جسم عنصری مین رہا تھا اور یہی وجہ ہی کہ آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تھا اسلیئے کہ وہ عین آفتاب ہی اِسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب کو علی اللہ کہتا ہی اور آفتاب کو پکارتا ہی اور اُس سے دُعا کرتا ہی اور اِنکے نزدیک آفتاب اِنکی دعا قبول کرتا ہی اور اِنکی مدد کرتا ہی اِنکے نزدیک جاندار کا مارنا جائز نہین اور گوشت کھانے کے قابل نہین اور کہتے ہین کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانیکی ممانعت کردی ہی اور مصحف مین جو بعضے حیوانات کی نسبت مارنے اور اُنکا گوشت کھانیکا حکم ہی اِس سے مراد خلفاے ثلثہ اور اُنکے تابعین ہین اور کہتے ہین تمام محرمات سے بھی تینون مراد ہین اور کہتے ہین کہ آدم کے قصے مین ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی اِنھین تینون سے عبارت ہی اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی اِنھین تینون سے عبارت ہی اور بُت توڑنا اور بُت کی پرستش کرنا اِنھین تینون سے مراد ہی اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہی اور کہتے ہین کہ جو علی اللہ اگلے زمانہ مین انبیا کی صورت مین ظہور کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ) منکرون کی صورت پر ظہور کرتے تھے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہیگا اور اُنکے نزدیک علی اللہ کی صورت کی پرستش کرنا چاہیئے

فرقۂ علویہ نے اپنا نام اہلِ حق رکھا ہے۔ یورپ کے بعض مصنفین لکھتے ہین کہ اہلِ حق کا عقیدہ یہ ہی کہ حضرت محمدؐ ہی صرف ایک ایسے پیغمبر ہین جو بارگاہ ایزدی مین انسان کی شفاعت کرا سکتے ہین صرف خدا ہی حقیقی عالم و عادل ہی۔ حضرت علی کا کشف والہام ہی وہ ابتدائی و آخری کلام ہے جو خدا نے انسان کے ساتھ کیا یہ فرقہ مذہب اسلام کے پانچ ارکان مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج۔ حتی کہ اظہار ایمان یعنی کلمۂ توحید کو بھی فرض نہین سمجھتا اہلِ حق کہتے ہین کہ روحانیت کے حساب سے حضرت عیسیٰؑ کو وہی مرتبہ حاصل ہی جو حضرت علیؑ کو حاصل ہی یہ فرقہ حقیقۃً حضرت علیؑ کو خدا کا اوتار سمجھتا ہے۔ یہ فرقہ سلطان قسطنطنیہ کی خلافت کو تسلیم نہین کرتا انکے مذہبی عقیدے مین ایک عجیب خصوصیت یہ ہی کہ وہ صوبہ کی تعلیم یافتہ اشخاص کی جماعت کے سامنے اپنا حقیقی مذہب ظاہر کرنے کے مجاز نہین لیکن ناخواندہ جماعت کے سامنے وہ اپنے حقیقی مذہب سے انکار کرنے کے لئے آزاد ہین۔ مزید بران یہ لوگ اپنا مذہب ترک کئے بغیر دوسرا مذہب اختیار کرسکتے ہین۔ جہاد کے متعلق اِنکا عقیدہ یہ ہی کہ یہ محض اِنسانون اور اُنکے جذبات قبیحہ کے مابین روحانی سعی وجہاد کا نام ہے۔ اہلِ حق کے مذہب کے مطابق عورت اور مرد کو مکمل مساوات حاصل ہے برقع اوڑھنا یا بے نقاب پھرنا عورت کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن شادی کرنا اسی مذہب کا قانون ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے روزہ انکے نزدیک فرض نہین تاہم یہ لوگ عشرۂ محرم مین ایک عجیب فاقہ کشی کرتے ہین اِن دنون مین وہ تین دن مین صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہین اور جب ایسا نہو سکے تو چوبیس یا بارہ گھنٹون مین صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہین۔ بعض اوقات انھین قزلباش بھی کہتے ہین۔ اِنکے پاس کوئی الہامی کتاب نہین، چند در جن دوسری کتابین ہین جن مین حضرت علیؑ کی سوانح حیات درج ہین اِس فرقے کی ترقی اِس امر واقع سے معلوم کی جاسکتی ہے کہ ایشیاے کوچک اور شیراز مین یکسان طور پر اسکے برگزیدہ افراد کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہی ایران اور عراق عرب مین اِس عقیدے کے پیرو ونکی تعداد بیس تیس لاکھ کے قریب ہی تقریبًا پچاس ہزار اہلِ حق حلب کے شمال مین آباد ہین اِس فرقے کے افراد ادرنہ۔ سمرنا اور سالونیکا مین بھی پائے جاتے ہین

وہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ نے حضرت موسیٰؑ کی شخصیت کے ذریعہ دنیا والونکو ارشاد فرمایا کہ اگر تم پاک زندگی بسر کرتے ہو تو تمھین اس امر واقع کی مطلق پروا نہین کرنی چاہیئے کہ تمھارا نام مختلف ہے تمھاری فطرت تمھارا گوشت اور ہڈیان نہین بلکہ وہ اعمال صالحہ ہین جو فنا نہین ہو سکتے۔ علویہ موت پر بالکل یقین نہین رکھتے وہ کہتے ہین کہ زندگی مین متواتر انقلاب ہوتا رہتا ہی اِنکا عقیدہ اصول تناسخ کے متوازی ہی۔ اگرچہ اسکے بالکل مطابق نہین بہشت و دوزخ کے متعلق انکا عقیدہ ہی کہ دوزخ کسی محدود مقام کا نام نہین اور بہشت اسی دنیا مین ہی وہ عبادت کو رکن مذہب نہین سمجھتے وہ رسمی وضو و غسل وغیرہ پر یقین نہین رکھتے وہ مسجدین تعمیر نہین کرتے اور نہ وہان جاتے ہین۔ وہ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داؤدؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے پانچون صحائف کا مطالعہ اور احترام کرتے ہین بہر نوع وہ اپنے خفیہ اصول راز مین رکھتے ہین جنکا سلسلہ پشت بہ پشت چلا آتا ہی۔

اٹھارھوان مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفہ اثنا عشریہ مین مذکور ہی کہ یہ فرقہ حکم بن ہاشم کی طرف منسوب ہی جسکا لقب مُقنّع تھا مقنعیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کے بعد وہ خدا ہی اور خدا چار بتاتے تھے چوتھا خدا مقنع کو کہتے ہین مقنع اگرچہ اسماعیلی تھا مگر اس وجہ سے کہ اُلوہیت کا دعوی کیا غلاۃ مین شمار پایا اور بعض رزامیہ بھی مقنع کی اُلوہیت کے قائل ہو گئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مُدعی نہوتا تو اُسکا شمار اسماعیلیہ مین ہوتا کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ الخمیس مین لکھا ہی کہ اُسکا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہی کہ اُسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے اور طبریؒ نے حکیم المقنع لکھا ہی اور کہا ہی کہ مرو کے علاقے مین سے ایک قریہ کا رہنے والا تھا اور برہان قاطع مین لکھا ہی کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان مین لکھا ہی کہ حکیم بن ہاشم ابومسلم کی کچہری مین تحریر کے کام پر متعین تھا اسنے سنہ ۱۶۱ ہجری مین خلیفہ مہدی بغدادی کے عہد مین ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور مولف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہی اور بعض کتب مین جو لکھا ہی سنہ ۲۷۰ ہجری مین ظہور کیا یہ غلطی ہی۔ یہ آدمی نہایت عقیل اور فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے واقف تھا خاصکر علم بلاغت و فن شعبدہ و حیل و طلسمات و سحر و نیرنجات۔ اور اکثر علوم فلاسفہ مین ید طولی رکھتا تھا اور عجیب و غریب چیزین ایجاد کرتا تھا

یہانتک کہ اُسنے کوہ سیام (بروزن نظام) کے عقب مین ایک کنوان تیّار کرایا۔ اور سیام شہر کش (بفتح کاف وسکون شین معجمہ) کے پرگنے مین جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہی ایک گانون ہی اور کش شہر نخشب کے پاس واقع ہی جسے اہلِ عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہین اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان مین ہی مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہی اُس کنوین کے اندر ایک چاند پارے اور اور چیزون سے بنایا تھا یہ چاند مغرب کے وقت اُس کنوین سے نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے تھے اور اُسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا دو مہینے تک برابر یہ چاند اِسیطرح طلوع وغروب کرتا رہا آثار البلاد مین لکھا ہے کہ لوگ دور دور سے شہر نخشب مین اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اِس لئے کہ لوگون نے اُس کنوین کی تہ مین ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا شیخ نظامی نے اِسی بات کی طرف اشارہ کیا ہی سہ نہ ماہِ آئنہ سیماب ادہ + چو ماہِ نخشب از سیماب زادہ + تاریخ الخمیس مین لکھا ہی کہ مقنع شعبدون کے زور سے لوگون کو بہت عجیب وغریب چیزین دکھایا کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے اُنکی صورت مین حلول کیا اِسلئے ملائکہ نے اُنکو سجدہ کیا پھر نوحؑ کو پیدا کر کے اُنکی صورت مین حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہانتک نوبت پہونچی کہ ابومسلم خراسانی کی صورت مین حلول کیا پھر میری صورت مین حلول کیا اور ابومسلم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتا تھا ہزارون ترکمان اِس دعوے مین اُسکی تصدیق کرنے لگے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی مین کسی موقع پر اُس کی آنکھ مین تیر لگنے سے کانا بھی ہوگیا تھا اِسلئے زیادہ بدصورت تھا اِس عیب کے چھپانے کے لئے اُسنے اپنے لئے ایک مُنھ سونے کا تیار کرایا تھا اپنے مُنھ پر اُسے لگائے رہتا تھا اِسلئے مقنع مشہور ہوگیا ابوالفدا نے مقنع کے حالات مین بیان کیا ہی وکان لا یسفر عن وجھہ بل اتخذ لہ وجھا من ذھب فیتقنع بہ ولذلک قیل لہ المقنع یعنی مقنع اپنا مُنھ نہین کھولتا تھا بلکہ اُسنے ایک مُنھ سونیکا بنوایا تھا جس سے اپنے کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اُسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع مین میم مضموم اور کاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہی۔ تاریخ کامل مین لکھا ہی کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اُسکے معتقد اُسکو

لہ تحفۃ العالم مین عمارت خان اصفہانی نے بھی لکھا ہے ماہ نخشب مشہور عالم ست او تا چہار فرسنگ روشنی آن رسیدہ گویند در عہد مقنع بجاہی در کوہ دوات نمودہ بود طاسہ بزرگ مملو از سیماب یافتند اما معلوم نشد کہ دران چہ عمل بکار بردہ ۱۲ منہ

سجدہ کرتے تھے جس طرف کہ ہوتے اور اپنی جنگ وحرب مین کہتے کہ ای ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن خلدون نے
بھی اِس بیان کے بعد لکھا ہی کہ خراسان مین اُسنے ظہور کیا تھا اور بخارا و سغد مین ایک گروہ نے
جنکو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور اُنکی مدد کفار ترک کرنے لگے اور اُس
طرف کے مسلمانون پر تاخت وتاراج شروع کردی ابو نعمان اور جنبد اور لیث بن نصر بن سیار نے اِن
لوگون سے جنگ کی لیث کا بھائی محمد اور ایک بھتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی بن محمد بن منصور خلیفہ
بغداد نے جبریل بن یحییٰ اور اُسکے بھائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے
تک طرفین مین لڑائی رہی آخرکار مبیضہ کو شکست ہوئی اُنکی طرف سے سات سو آدمی مارے گئے جو
تھوڑے سے باقی رہگئے تھے وہ مقنع سے مل گئے جبریل بھی انکا تعاقب کئے ہوئے چلا گیا پھر مہدی نے
مقنع کی تباہی کے لئے سعید حریشی کی ماتحتی مین ایک بھاری لشکر بھیجا مقنع بڑی خونریزی کے
بعد سیام کے قلعہ مین متحصن ہوگیا عساکر اسلامیہ آلات حصار شکن لیکے قلعہ کی طرف بڑھے مقنع کے
ہمراہیون نے گھبراکر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید حریشی نے امان دیدی تیس ہزار آدمی قلعہ کا
دروازہ کھول کے نکل آئے مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہگئے - صواعق محرقہ مین
مقنع کی ہلاکت کی ایک دلآویز حکایت لکھی ہے کہ جب مقنع محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی
آگ جلوائی اور اپنے معتقدون کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشے مین مدہوش ہوگئے تو سب کو مار کر
آگ مین جلادیا اور راکھ سب کی برباد کردی پھر آپ ایک برتن مین تیزاب بھر کر اُس مین
بیٹھ گیا تیزاب کی تاثیر سے وہ بھی پانی ہوگیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین
قلعہ مین موجود ہین ایک عورت اِس قلعہ مین بیماری کی وجہ سے ایک کونے مین پڑی
ہوئی تھی وہ بچ رہی تھی جب اُسے افاقہ ہوا تو قلعہ مین تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر
چڑھکر پکارا کہ قلعہ مین سوا میرے کوئی نہین ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھولدیے لشکر
داخل ہوا دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعض معتقد جو پہلے ہی لڑائیون مین
اُس سے علیحدہ ہوگئے تھے تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تھا ہم ساتھ نہوے ورنہ اُسکے
ساتھ آسمان پر چڑھ جاتے وہ عورت اگرچہ مرض مین بیہوش تھی مگر کبھی کبھی آوازہ وغل
سُنکر کچھ کچھ حالات سے مطلع ہوجاتی تھی اُسنے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل

مین بھی اِس حکایت کو بیان کیا ہے اور اُس مین اِس طرح ہے جب مقنع کو یہ یقین ہو گیا کہ مین اب غنیم کے ہاتھ سے نہین بچ سکتا تو انہی سب عورتون اور بچون کو جمع کر کے زہر پلا دیا اور آپ بھی پی لیا اور اپنے معتقدون سے یہ بات کہی کہ مجھے جلا دیجیو تا کہ میری لاش دشمن کے ہاتھ مین نہ پہونچے اور بعض کہتے ہین کہ قلعہ مین جس قدر چارپائے اور کپڑے وغیرہ تھے اُن کو جلا دیا پھر ساتھیون سے کہا کہ جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ میرے ساتھ آسمان پر چڑھ جاے وہ اس آگ مین میرے ساتھ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جلکر خاک ہو گئے جب لشکر قلعہ مین داخل ہوا تو کچھ نہ پایا جس قدر اُسکے معتقد باقی رہگئے تھے وہ اِس بات سے زیادہ فتنے مین پڑے اُسکے اصحاب ملک ماوراء النہر مین مبیضہ کہلاتے ہین مگر اپنے اعتقاد کو چھپاتے ہین عرصۂ دراز تک مبیضۂ ماوراالنہر یہ کہتے رہے کہ مقنع آسمان پر چڑھ گیا ہے زمانۂ آئندہ مین وہان سے اُترے گا بعض کہتے ہین کہ اُسنے اپنے ہمراہیون کو زہر دیدیا تھا اور آپ بھی زہر کھا لیا تھا لشکر نے قلعہ مین گھُس کر اُسکا سر کاٹ لیا اور حلب مین مہدی کے پاس بھیجدیا مقنع یحیٰی بن زید شہید کے قتل کا منکر تھا جن کا حال فرقہ زیدیہ کے ضمن مین اِسی کتاب مین آتا ہے کہتا تھا کہ یحیٰی روپوش ہو گئے ہین اپنے دشمنون کو قتل کرینگے اور نگارستان مین جو لکھا ہے کہ وہ برقعہ مُنھ پر ڈالے رہتا تھا اسلئے برقعی مشہور ہو گیا یہ بات پایۂ تحقیق کو نہین پہونچی صناجۃ الطرب مین لکھا ہے جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا اِسی وجہ سے اُنکو مُبَیِّضَہ کہنے لگے یہی رنگ عبیدی اور قرامطہ مین قائم رہا۔ مورخین فارسی و اُردو مبیضہ کا ترجمہ **سفید جامگان و سفید پوشان** لکھتے ہین منتہی الارب مین لکھا ہے کہ مبیضہ میم کے ضمہ اور باے موحدہ کے فتحہ اور یاے مثناۃ تحتانی کی تشدید و کسرہ اور ضاد نقطہ دار کے فتحہ سے ایک گروہ ہے ثنویہ مین سے جو مقنع کے اصحاب ہین چونکہ یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اسلیے مبیضہ کہلانے لگے اور اِسی کتاب مین بیان

کیا ہے کہ **ثنویہ** ثاے مثلثہ اور نون کے فتحون اور واو کے کسرے کے ساتھ ایک گروہ ہے جو دو خدا بتاتا ہے۔ **فائدہ جلیلہ** آثار البلاد مین لکھا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تھا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اُس چاند کو مجازاً مقنع کی طرف منسوب کر کے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اُسکو مقنع کے بیٹے نے بنایا تھا انتہیٰ یہ بیان غلط ہے روضۃ الصفاے محمد خاوندشاہ اور روضۃ الصفاے ناصری مین جہان خلیفہ مہدی عباسی کے حالات لکھے ہین وہان اِس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے اِن دونون کتابون مین ہادی بن مہدی کے حالات مین لکھا ہے کہ اِس کے عہد مین ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی اِن مین سے ایک شخص کا نام عبداللہ بن مقنع تھا یہ شخص فصاحت و بلاغت مین بے نظیر تھا اسنے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تھا صالح بن عبداللہ بن داؤد کہ ابوالعباس سفاح کا چچا زاد بھائی ہے اور عبداللہ ہاشمی وغیرہ امرا بھی اسی روش اور طریق پر تھے اور اُن مسلمانون پر جو نماز و روزہ اور حج ادا کرتے تھے استہزا کرتے ایک روز اِن سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا دار و مدار قرآن پر ہی اگر ہم کوئی کتاب اُسکے مقابل بنائین گے تو قرآن کو وقعت نہ رہیگی اور ہمارا کام چل جاے گا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے یَا اَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِي الیٰ آخرہ پہلے ابن مقنع اِس کے مقابل کلام کہے اگر اُس سے یہ کام ہو سکا تو امید ہے کہ وہ قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہو جاے گا تمام سامان آسائش کا ابن مقنع کے لیے تیار کر کے ایک مکان مین اُسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چھ ماہ تک برابر محنت کی اور مسودون کا انبار ہو گیا مگر چند لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اِس آیت سے مشابہت رکھتے یارون نے کہا جب اتنی مدت مین ایک آیت کا جواب نہ ہو سکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب ہو سکے گا اور اس ارادے سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سب کو مروا ڈالا۔

انیسوان راوندیہ یہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ یا حرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفاے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تھا مرآۃ الجنان مین لکھا ہے کہ راوند ایک گانون ہے کاسان کے ضلع مین جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان اصفہان کے اطراف مین واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقے مین ہے اور راوند نیشاپور کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے روضۃ الصفاے ناصری کی جلد ششم مین اس فرقہ کا نام روندیہ بغیر الف کے لکھا ہے اور ان کے داعی کا نام عبداللہ روندہ بتایا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس عبداللہ کے مزاج مین سہولت تھی اور یہ برخلاف ابومسلم خراسانی کے کشت وخون نہین کرتا تھا اس لیے راوندیہ نے عبداللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجۂ ظلم سے نجات حاصل ہو عبداللہ نے ابومسلم کو ایک روز سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجیے جب وہ نمانین تو پھر جو دل مین آئے کیجیے ابومسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اُسکا سرانجام بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی راے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہین آپ اُن سے بھی کام لیجیے ابومسلم نے کہا کہ اُن کے نام لکھکر میرے پاس بھیجدو عبداللہ نے اس خیال سے کہ ابومسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا اُنکی اسم نویسی کی فرد ابومسلم کے پاس بھیجدی ابومسلم نے عبداللہ سے کہا کہ تم ان سب کو میرے پاس لے آؤ عبداللہ نے سب کو حاضر کیا ابومسلم نے کہا ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ٹھہرادیا جائے جب سب کا انتظام ہوگیا تو عبداللہ کو قتل کرادیا اور پھر اُسکے متبعون کے گروہ علیحدہ علیحدہ بلواتا اور قتل کراتا ان مین سے جو باقی بچے وہ ابومسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابومسلم نے اپنی نسبت اُن کا یہ عقیدہ سنکر پھر بہت سے راوندیہ کو تلاش کراکے قتل کرایا۔ راوندیہ تناسخ کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابوالفداد کامل مین لکھا ہے کہ عقیدہ اُنکا یہ ہے کہ آدمؑ کی روح عثمان بن نہیک مین داخل ہوئی تھی اور روضۃ الصفاے ناصری مین کہا ہے کہ ان کا

عقیدہ یہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کی روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہونچاتا ہے ابو جعفر منصور ہے جو خلفاے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جبکہ یہ بات اُنھون نے ظاہر کی اور منصور کو اِسکا حال معلوم ہوا تو منصور نے اِن کے دو سو سردار پکڑ کر قید کر دیے اور حکم دیا کہ اِس جماعت کے آدمی باہم نہ ملین اور ایک مقام پر نہ رہین یہ لوگ منصور سے ناراض ہو گئے اور ایک خالی تابوت اُٹھا کر بہت سے راوندیہ اُسکے ساتھ چلے جب جیلخانے کے قریب پہونچے تو اُسکو زمین پر ڈالکر اندر گھس گئے اور اپنے سردارون کو چھوڑا لیا اور شہر کے دروازے بند کر دیے تاکہ سپاہ شہر مین داخل نہو سکے اور منصور کے قتل کے ارادے سے اُسکے قصر کی طرف چلے یہ چھ سو آدمی تھے منصور سے لڑے مگر آخرکار شکست پائی اور مارے گئے یہ واقعہ سنہ ۱۴۱ھ مین واقع ہوا تھا اور منصور کا دارالخلافت اُسوقت تک شہر ہاشمیہ تھا جو نواح کوفہ مین اُسکے بھائی نے آباد کیا تھا۔

بیسوان بسلمیہ مقریزی نے شیعۂ غالیہ کے ضمن مین یہ فرقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ مین سے ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ مین آئی پھر اُن سے منتقل ہو کر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کے آئی پھر ابو العباس سفاح مین پھر ابو سلمہ صاحب دولت بنی عباس مین **حکایت** پرگنہ کش ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص نے اہل مرو سے جو آنکھ سے کانا تھا اور اُسکو ہاشم کہتے تھے یہ دعوی کیا کہ اللہ کی روح ابو سلمہ مین منتقل ہو کر آئی پھر ابو سلمہ سے اسکے اندر منتقل ہو گئی ہی یہ دعوت اُس یک چشم کی اُس علاقے مین پھیل گئی تھی اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے لیے اُسنے ایک مُنھ سونے کا بنایا تھا اسلیے **مُقَنَّع** کہلانے لگا اُسکے یارون نے چاہا کہ اُسکو دیکھین اُن سے وعدہ کیا کہ مین اپنے کو تمھین دکھاؤنگا اگر تم جل نہ جاؤ اور اپنے سامنے ایک آتشی شیشہ جلانے والا رکھا جسپر سورج کی دھوپ پڑتی تھی جب بعض معتقد اُسکے پاس آئے جل گئے باقی لوٹ گئے اور فتنے مین پڑ گئے اور معتقد ہو گئے

کہ وہ خدا ہے اُسکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اپنی جنگ وحرب میں اُسکو اللہ کہکر پکارتے تھے (انتہی ترجمہ کلامہ) یاد رکھو کہ صائغ زرگر یعنے سونے کے کام کرنے والے کو کہتے ہیں تو مصیغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو کیونکہ لفظی معنی اسکے سونے سے بنا ہوا ہیں میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جسنے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اُسی کے حالات سے ملتے ہوے ہیں اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیلوار کیسانیہ کے فرقون میں سے ہاشمیہ میں بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید کو دین و مذہب میں برا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف میں بالکل پرائے کلام کو اپنی کتابوں میں بھر دیتے ہیں اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ اُس کی عبارت کو بھی اپنی عبارت بنالیتے ہیں چنانچہ الخطط والآثار میں جس قدر فرقہاے اسلام کو بیان کیا ہے یہ سب بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیٰحدہ کرکے اُسکا نام خبیتہ الاکوان رکھدیا ہے اور اسکے ترجمہ کا نام کشف الغمہ عن افتراق الامہ ہو اگر نواب صاحب اس تقلید میں کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو اُن کو ضرور کتب تواریخ سے اِس بات کا پتہ چلتا کہ یہ مصیغ وہی مقنع ہے جس کے حالات کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور ابو سلمہ ایک سردار کا نام ہے جو سفاح کے اشارے اور ابو مسلم کی رائے سے مرار بن انس کے ہاتھ سے مارا گیا تھا یہ شخص وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور ابو مسلم خراسانی امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا ابو مسلم کو منصور عباسی نے مروا ڈالا تھا۔

اکیسوان حلاجیہ شیخ ابن بابویہ اپنے رسالۂ اعتقادیہ میں کہتے ہیں کہ غلاۃ میں ایک فرقہ حلاجیہ بھی ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ خداے تعالیٰ بندون پر بسبب عبادت کے تجلی فرماتا ہے پھر باوجود اسکے دین انکا ترک نماز و روزہ و جملہ فرائض ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خداے تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداے تعالیٰ بندون میں حلول کرتا ہے اور انکا یہ بھی زعم ہے کہ خداے تعالیٰ کا ولی جبکہ مخلص

کامل ہوا اور اپنے دین کو پہچانے تو وہ انبیا سے افضل ہے اور اس رسالے کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسین بن منصور حلاج کے متبعون سے جدا ہین جن کا شمار صوفیان اہل سنت مین ہے

فرقہ کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہین کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح وقاموس وغیرہ اہل لغت نام ہے مختار بن عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا منتہی المقال فی احوال الرجال مین کئی کتابون سے نقل کیا ہے کہ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک بار مین نے مختار کو حضرت علیؑ کی گود مین بیٹھے دیکھا اور آپ اُسکے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ مین بھی اسی طرح ہے اور کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے مین ہے اور کشی نے مختار کے ذکر مین کہا ہے کہ اُسکا لقب کیسان اس لیے مقرر ہوا کہ اُسکے ایک افسر ابو عمر کا یہ نام تھا پھر مختار کو بھی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے مگر ارباب تواریخ کی یہ راے ہے کہ کیسان حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا۔ ملل ونحل شہرستانی مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفہ اثنا عشریہ مین ذکر کیا ہے کہ سبط اکبر حسن مجتبیٰ کے ایک غلام کا نام کیسان تھا اُسی نے مختار کو حضرت امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تھا اس لیے مختار بھی کیسان مشہور ہو گیا۔

کیسان حضرت علیؑ کی وفات کے بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت مین رہا اور علوم غریبہ اُن سے حاصل کیے غنیۃ الطالبین مین بیان ہے کہ کیسانیہ ان چار شخصون کی امامت کے قائل ہین حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسینؑ محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی کتب سے عموماً فرقہاے کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے مین ایسے نہین ثابت ہوے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور الخطط والآثار مین آیا ہے کہ کیسانیہ بدء کے جواز کے اللہ پر قائل ہین اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی بعض مرادین واقع نہین ہو سکتین اور شیطان اور کافرون کی

واقع ہو جاتی ہین طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگون کو امام بتاتے تھے وہ اِس دعوے
سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہمپر افترا کرتے ہین کیسانیہ اسکے جواب مین
کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہے دشمنون کے ڈر سے
تقیہ کرتے ہین کیونکہ ابھی مروانیہ مدینے کے حاکم ہین اُن کی طرف سے اندیشہ ایذا
کا ہے بعد اسکے مذہب تشیع مین تقیہ کی رائے نے بہت رواج پا لیا۔ ابن خلدون
نے لکھا ہے کہ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہین اِس وجہ سے کہ
ابو مسلم کا لقب حرماق تھا جو ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا داعی
تھا چونکہ بعض کیسانیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد اُنکی وصیت
سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو امامت پہونچی بعد ازان ان کے بیٹے
ابراہیم امام کو اس لیے ابراہیم کے ایک داعی کی طرف منسوب کرکے حرماقیہ کہنے لگے۔
یہ کئی فرقے ہین ان مین قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے۔ یہ محمد حضرت
علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اِس وجہ سے کہلاتے ہین کہ اُن کی ماں ایک عورت
سیہ فام خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنفیہ سے تھی ابن خلدون مغربی نے لکھا ہے کہ
جب امام حسن نے مصلحۃً زمام حکومت معاویہ کے سپرد کردی تو شیعہ نے اسوقت امام حسین کو
بلایا اُنھون نے آنے سے انکار تو شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ اُنکے
ہاتھ پر اِس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے
ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگون کو
ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور معاویہ اس کی
روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بنظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی
اُسکا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اسکا قلع وقمع بھی کر دیتے تھے لیکن ساتھ ہی اسکے
معاویہ اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور اُن دعوے تقدم و استحقاق سے
چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان مین سے بھی کوئی شخص اُن کے منھ نہ آتا تھا۔
نصف رجب ۶۰؁ھ مین معاویہ انتقال کر گئے بعد انکے چودھوین ربیع الاول ۶۴؁ھ کو

ان کے بیٹے یزید کا انتقال ہوا اسکے مرتے ہی بلاجد وجہد اہل حجاز ویمن وعراق وخراسان نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرلی صرف ملک شام ومصر والے ان کی بیعت سے باہر تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہا تھا مگر انھون نے انکار کردیا عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو آپ کے پاس بھیجا اسنے سختی کی ورشتی سے پیش آیا لیکن محمد بن حنفیہ برابر صبر وتحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہوکر چھوڑدیا مگر جب ہوا خواہان علی بن ابی طالب نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کی تو عبداللہ بن زبیر نے اِس خوف سے کہ مبادا محمد بن حنفیہ کے بیعت نکرنے سے لوگ برہم نہوجائین بجبر بیعت لینے کا قصد کیا اور اِس غرض کے حاصل کرنے کے لیے مقام زمزم مین اُن کو قید کردیا اور ایک مدت مقرر کردی کہ اگر اِس عرصے مین بیعت نکرلوگے تو قتل کرڈالے جاؤگے اُنھون نے مختار کو یہ واقعات لکھ بھیجے جو کوفے مین محمد بن حنفیہ کی امامت کا داعی تھا اور اہل کوفہ نے اُسکی اطاعت کرلی تھی مختار نے اِس خط کو لوگون کے روبرو پڑھا سب کے آنسو بھر آئے اِن مین سے چند امرا کو تین سو سوارون کے ساتھ مکے کی طرف روانہ کیا جنھون نے زمزم پھونچ کر محبس کا دروازہ توڑکر محمد بن حنفیہ کو نکالا صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی اُنھون نے فرمایا مین حرم مین جنگ کرنا جائز نہین سمجھتا بعد اس کے بقیہ لشکر آگیا اس سے ابن زبیر خائف ہوگئے محمد بن حنفیہ نکل کر شعب علی مین چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہوگئے جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے پھر بیعت کرنے کو کہا آپ نے خائف ہوکر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اُس نے لکھ بھیجا کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگونکا کسی پر اجتماع نہو اسوقت تک نہایت عزت واحترام سے میرے پاس رہئے مین آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آونگا چنانچہ وہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوے راستے مین عبدالملک کی بدعہدی سے ڈرکر

ایلہ مین قیام کر دیا تھوڑے دنون مین جب ان کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا یہ ایلہ سے مکے کی طرف لوٹے اور شعب ابی طالب مین پہونچکر مقیم ہو گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے یہان سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۶۹ سال کی عمر پائی ۸۱ھ ہجری مین انتقال کیا۔ فرقہاے کیسانیہ کی تفصیل یون ہے

ایک کیسانیہ جو منسوب ہین کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد بہت سے مسلمانون کو موافق کر کے واسطے بدلہ لینے امام حسینؑ کے کھڑا ہوا تھا مگر دشمنون پر کامیاب نہوا آخر کار مارا گیا یہ کیسان اور اس کے معتقد امام حسن علیہ السّلام کی امامت کے منکر تھے انکا یہ عقیدہ تھا کہ امام بعد جناب امیر کے محمد بن حنفیہ ہین اس لیے کہ جناب امیر نے جنگ جمل و صفین مین نشان انھین کے ہاتھ مین دیا تھا اور امام حسینؑ نے صلح کے باب مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لائق اسکے نزدیک نرہے تھے اس فرقے کا ظہور ۶۴ھ ہجری مین ہوا تھا۔

دوسرے مختاریہ یہ لوگ مختار بن ابو عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جس کو بعد قتل کیسان کے اُسکے پیروون نے رئیس بنایا تھا یزید کے مرنے سے چھ مہینے کے بعد نصف رمضان کو یہ شخص وارد کوفہ ہوا اور لوگون کو خون حسینؑ کے معاوضہ لینے پر اُبھارنے لگا لوگون نے کہا کہ ہمنے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بالفعل اسکو مصلحت نہین سمجھتا ہے مختار نے کہا کہ سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چُراتا ہے مجھے مہدی محمد بن حنفیہ نے اپنا وزیر وا مین مقرر کر کے بھیجا ہے تم لوگ اُنکی میرے ہاتھ پر بیعت کرو اور خون حسین مظلوم کا معاوضہ اُن کے قاتلون سے لو ایک گروہ کثیر ہوا خواہان امیر المؤمنین علی کا اسکی طرف مائل ہو گیا عبداللہ بن یزید انصاری نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا بعد اسکے عبداللہ بن عمر کی سفارش سے باین شرط رہا کیا گیا

کہ آئندہ وہ بغاوت نکرے گا اور نہ ان لوگون کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ مین اسکو کرنی ہوگی جب یہ رہا ہوا تو پھر ہوا خواہان حسینؑ بن علی اس کے پاس آنے جانے لگے پھر چند لوگ کوفے سے محمد بن حنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے کو گئے آپ نے فرمایا ہان مین نے خون حسینؑ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے جب یہ لوگ واپس ہوکر کوفے مین آئے اور لوگون سے محمد بن حنفیہ کا بیان کہا تو مختار کی طرف لوگون کا رجحان بڑھ گیا۔ ۶۶ھ مین مختار نے خون حسینؑ کا معاوضہ لینے کی منادی کرادی اور قصر امارت کوفہ پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی لوگ مسجد مین جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور لوگون کو محمد بن حنفیہ کی بیعت کی طرف بلایا شرفاے کوفہ نے کتاب وسنت اور اہلِ بیت کی ہمدردی پر بیعت کی۔ بعد اسکے مختار نے اطراف وجوانب پر فوج کشی کرنے کے لیے چند لوا بنائے اور سردارون کو مرحمت کرکے روانہ کیا عبید اللہ بن زیاد موصل مین تھا اُس کی فوجون سے اور مختار کے لشکر سے جنگ ہونے لگی اور شامی ہزیمت پانے لگے پھر بعض وجوہ سے شرفاے کوفہ مختار کی مخالفت پر تُل گئے جن کے سرگروہ شبث بن ربعی۔ محمد بن اشعث عبد الرحمن بن سعد بن قیس۔ شمر بن ذی الجوشن۔ کعب بن ابی کعب نخعی۔ عبد الرحمن بن مخنف ازدی وغیرہ تھے اور سب کے سب مسلح ہوکے مختار کے پاس گئے کہ ہمنے تجھکو معزول کیا کیونکہ محمد بن حنفیہ نے تجھکو مامور نہین کیا ہے مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بلواکر انپر حملہ کرایا خونریز لڑائی کے بعد انکو شکست ہوئی ان کے ہمراہی نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے پانسو آدمی ایک مقام سے گرفتار کرکے لائے گئے ان مین سے نصف آدمیون کو جو شہادت حسینؑ بن علیؑ مین شریک تھے قتل کرڈالا اور باقی کو رہا کردیا شمر بن ذی الجوشن کی مختار کے ایک ہمنشین سے لڑائی ہوئی سات سو اسی آدمی کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا جسمین اکثر اہل یمن تھے اور شمر کو قتل کرکے لاش کتون کے آگے ڈلوادی اس واقعہ کے بعد شرفاے کوفہ خوف زدہ ہوکر بصرے کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسینؑ بن علیؑ کو چن چن کر قتل کرنے لگا عبید اللہ بن اسد جہنی مالک بن نعیر کندی حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کراکے قتل کیا بعد ازان زیاد بن مالک ضبعی عمران بن خالد عشری عبد الرحمن

بن ابی حشکارہ بجلی۔ عبداللہ بن قیس خولانی جنھوں نے واقعۂ کربلا میں حسینؑ بن علیؑ کا اسباب لوٹا تھا پابزنجیر حاضر کئے گئے مختار نے اِن سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ۔ عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا چچازاد بھائی) پیش کئے گئے اور اُسی وقت قتل کرڈالے گئے۔ اور عثمان بن خالد جہنی۔ ابوالسمار بشر بن سمیط قابسی (جنھون نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور اُن کا اسباب لیا تھا) قتل کرکے آگ مین جلادیے گئے۔ خولی بن یزید اصبحی جسنے امام علیہ السلام کا سر اُتارا تھا خوف جان سے چھپ گیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے لوگ پہونچ گئے اور اُسکا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اُس کو جلوادیا۔ ان لوگون کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا اگرچہ اسنے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کرلیا تھا لیکن ابو عمرہ حسب حکم مختار اُسکا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اُسوقت اس کا بیٹا حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اسکو پہچانتے ہو جواب دیا ہان لیکن اسکے بعد زندگی کا مزہ نہین ہے مختار نے اسکے بھی قتل کا حکم دیکر کہا وہ (یعنی عمرو بن سعد) بعوض خون حسینؑ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمرو) علی اصغر بن حسینؑ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونون کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجدیے اور یہ لکھا کہ قاتلین حسینؑ بن علیؑ مین سے جن لوگون پر میرا قابو چل گیا تھا اُن کو تو مین نے قتل کرڈالا ہے اور باقی لوگون کی گرفتاری اور قتل کی فکر مین ہون عمرو بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے امام حسینؑ پر تیر چلایا تھا۔ اور عباسؑ کا اسباب لیا تھا عدی بن حاتم نے حاضر ہوکر سفارش کی لیکن ابن کامل نے اس سے بیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اُسکو قتل کرڈالا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس قاتل علی اصغر بن حسینؑ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگون نے پہونچکر اِس کے گھر کا محاصرہ کرلیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اِس خلفشار مین ایک ہاتھ ہمکا بیکار ہوگیا۔

پھر زید بن لقاد جبانی کی گرفتاری جاری ہوئی چارون طرف سے سپاہیون نے گھیر لیا چونکہ اسنے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے کہا اسپر تیر برساؤ سبھون نے تیر مارکے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کرکے جلا دیا سنان بن انس نخعی جس نے حسینؑ بن علیؑ کو تیر مارکر زمین پر گرایا تھا اور بقول بعض تن شریف سے سر مبارک بھی اسی نے جدا کرکے خولی کے حوالے کیا تھا بصرہ بھاگ گیا مختار نے اسکا گھر منہدم کرا دیا بعدہ عمرو بن صبح صدائی کے گرفتار کرلانے پر سپاہیون کو متعین کیا مشکین بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا اسکو برچھی سے مار ڈالو محمد بن اشعث قادسیہ کے قریب ایک قریہ مین تھا اُسکی گرفتاری کا حکم دیا محمد بن اشعث یہ سنکر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اسکے مکان کو گروا دیا اور بقیہ لوگون کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل امام حسینؑ سے متہم تھے یہ لوگ اِس خبر سے مطلع ہوکر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے اُن کے مکانات منہدم کرا دیے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؑ سے قصاص لینے کا خیال اِس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن حنفیہ کی خدمت مین حاضر ہوئے محمد بن حنفیہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اِس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اُس کے پاس قاتلین حسینؑ کرسیون پر بیٹھے ہوئے گپ مارا کرتے ہین مختار کے کان تک یہ خبر پہونچی تو اُسنے قاتلین حسینؑ کی قتل کی قسم کھالی اور اُسی وقت سے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کرانے لگا۔

جس وقت مختار کو آخر ۶۶ھ مین مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوگئی تو اُس نے ابراہیم بن اشتر کو جنگ عبید اللہ بن زیاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی نامی مصاحبین اور نامور نامور شہسوارون جنگ آورون کو مع اُس کرسی کے اسکے ہمراہ کردیا جس سے وہ مدد طلب کرتا تھا یہ ایک کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی اپنے گروہ والون سے اُسنے کہہ رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل مین تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم مین یہ کرسی ہے

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی تھی جسکو مختار نے
طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو امہانی بنت ابی طالب یعنی ہمشیرہ علی
بن ابی طالب کا بیٹا تھا بعض کہتے ہین کہ یہ کرسی طفیل ایک روغن فروش کی دوکان
سے اُٹھا لایا تھا امیر المؤمنین کی نہ تھی ابراہیم بن اشتر کوفے سے روانہ ہوکر عراق
کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل مین پہونچا جسپر ابن زیاد نے اِس سے پیشتر قبضہ کرلیا
تھا لڑائی ہوئی میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی
ابن زیاد مارا گیا سر کاٹ کر نعش کو جلا دیا گیا اس واقعہ مین شرجبیل بن ذی الکلاع
حمیری بھی مارا گیا جو سواران شام کا سپہ سالار تھا۔ مفتاح النجا مین لکھا ہے کہ واقعہ
مختار مین ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آئے[1] مختار نے تین ہزار آدمیون کا ایک
لشکر بظاہر ابن زبیر کی اعانت کے نام سے مدینے کی طرف روانہ کیا مگر ابن زبیر کے
خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے تھے اِس لیے اِس فوج کو راستے مین برباد کرادیا
اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ اور ابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک
شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا یہ مضمون تھا مین نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری
اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے اِن کے ساتھ یہ
یہ برتاؤ کئے ہین اگر آپ اجازت دیجیے تو مین ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کرون بشرطیکہ
آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیجدیجیے تاکہ لوگون کو یہ معلوم ہو جائے کہ مین آپ کا
مطیع ہون محمد بن حنفیہ نے جواباً لکھا مین، تمھارا قصد تمھاری حق شناسی کو جانتا ہون
میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے
پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانون کی خونریزی سے
محترز رہو اگر میرا قصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد مجتمع ہو جاتے میرے
معین و مددگار بکثرت ہین لیکن مین نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور مین صبر و شکر
کر رہا ہون تا آنکہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔
شرفائے کوفہ جنھون نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کرلی تھی رفتہ رفتہ مصعب برادر

[1] مفتاح النجا کے خلاصے مین جسکا نام ونفت نے نزل الابرار فی فضائل الائمة الاطہار رکھا ہی مذکور ہی وتمزق فی تلک الواقعة الذریع عسکر الشام حتی قیل قتل منہم سبعون الفا وکان فی الملک یوم عاشوراء
[illegible]

عبداللہ بن زبیر والی بصرہ سے آملے جو امام حسینؑ کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام شہید کے شوہر تھے شبت بن ربعی واغوثاہ واغوثاہ چلاتا ہوا بعدہ محمد بن اشعث آیا اور مختار پر حملہ کرنے کی تحریک کی مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ کو جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا بلا بھیجا وہ ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال واسباب لیکر بصرہ مین داخل ہوا مختار کو مصعب کی چڑھائی کی خبر لگی تو اُس نے اپنے ہمراہیون کو لڑائی کی ترغیب دیکر ایک چھوٹا سا لشکر احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا مقام مذار مین فریقین نے صف آرائی کی مہلب نے ایسے سخت سخت حملے کیے کہ مختار کی سپاہ وسردارون کو شکست فاش ہوئی مصعب نے عباد کو حکم دیدیا کہ جس قدر لوگ قید کیے جائین قتل کرڈالے جائین محمد بن اشعث نے سواران اہل کوفہ کو لیکر منہزم گروہ کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کرڈالا مصعب نے فتحیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا جب مختار کو اسکی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو سخت ہزیمت ہوئی اور اُسکے تقریبًا کل ہمراہی معرکۂ جنگ مین کام آگئے اور یہ کہ مصعب برابر بڑھتے چلے آتے ہین تو وہ بقصد مقابلہ کوفے سے نکلا مختار نے حروراء مین قیام کردیا اِس عرصے مین مہلب بھی آپہونچے اور لڑائی شروع ہوئی تمام رات لڑائی ہوتی رہی چارون طرف ایک شور قیامت برپا تھا صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ہمراہی آنکھین بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے مختار یہ رنگ دیکھکر قصر امارت مین جا چھپا مصعب نے قصر امارت کا محاصرہ کرکے رسد وغلہ بند کردیا اور یہانتک انتظام کیا کہ مختار اور اُسکے ہمراہیون کا شدت تشنگی سے حال ابتر ہو چلا پانی مین شہد ملا کر پینے لگے جب اِس سے بھی سیری نہ ہوئی تو مختار نے اپنے ہمراہیون سے امن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ خیال نہ کیا تب مختار نے بالون مین تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریبًا بیس آدمیون کو جن مین سائب بن مالک اشعری بھی تھا لیکر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا سائب ملامت کرنے لگا مختار نے کہا تف ہو تجھپر اے احمق مین نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کرلیا اور نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر اور مین بھی انھین لوگون کی طرح تھا لیکن مین جبکہ عرب اس سے غافل ہوگیا تھا

اہلِ بیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہوگیا اگر تیری یہ نیت نہو تو اپنے بازو پر لڑ سائب یہ سُنکر خاموش ہوگیا اور مختار آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ و طراف پسران عبد اللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ اسکی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ مختار کے مارے جانے کے بعد اہلِ قصر نے مصعب۔ کے پاس پیام بھیجا اور مصعب کے کہنے سے دروازہ کھولدیا مہلب نے اِن کے قتل کرنے سے منع کیا مگر شرفاے کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس مصعب نے باتفاقِ راے اِن لوگون کے سب کو قتل کرا دیا بعد اِس کے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبید ثقفی کی ہتیلیان کاٹ کر دروازۂ مسجد پر لٹکا دی گئین جن کو حجاج نے اپنے زمانۂ حکومت مین اُتروایا۔

جلد دوم عقد الفرید مطبوعۂ مصر کے صفحۂ ۲۱۹ مین مرقوم ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسینؑ اور شرفا کو نیست و نابود کر چکا تو اسنے اور صلحاے امت کے استیصال کی فکر کی لوگون پر اِسکا قصد اور خبث نفس ظاہر ہوگیا اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیلؑ امین وحی لیکر آتے ہین اور طبقات دول الاسلام مین ذہبی کہتے ہین کہ مختار کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اور اللہ پاک کے لیے دو ہاتھ ثابت کرتا تھا اور نزل الابرار مین لکھا ہے کہ مختار کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ مین حلول کیا ہے[لہ]۔

ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے جو روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک جھوٹا اور ایک مفسد و ہلاکو ہوگا اسی طرح ابو نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو سولی دی تو اسما اُن کی والدہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے ہم سے بیان کیا تھا ان فی ثقیف کذابا و مبیرًا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر حمل کرتے ہین۔ مختار اگرچہ صاحب علم و فضل تھا مگر صحابی نہ تھا ہان اسکا باپ جلیل القدر صحابیون مین سے تھا اور اول اول مختار اہلِ بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تھا یہانتک کہ اُن کی عداوت مین مشہور تھا اور بعد از شہادت امام حسینؑ اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا چنانچہ ملل و نحل مین شہرستانی

[لہ] نزل الابرار کی عبارت ہے قیل انہ کان یقول ان جبرئیل ینزل علیہ و قیل کان یقول ان اللہ تعالیٰ حل فیہ ۱۲ منہ

کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تھا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہو گیا قصۂ مختصر مختار اور اُس کے متبعین جناب امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختاریہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی امامت کے بھی مقر تھے اور کہتے تھے کہ امام حسینؑ کے بعد کار امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہو گیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنھین کیسانیہ کہتے تھے مختار نے اُنکا نام مختاریہ مقرر کر دیا تھا جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اُس کے افعال واقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دوبارہ اپنے کو کیسانیہ مشہور کر دیا۔

جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت مین مختلف ہو گئے بعض نے کہا ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کی طرف امامت منتقل ہو گئی۔ تاریخ فرشتہ مین جہانکشا سے نقل کیا کہ کیسانیہ کی رائے وعقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے باپ کے بعد زندہ تھے اور وہ اپنے باپ کے بعد امام تھے نہ موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل کے بعد اُن کے بیٹے محمد کو امامت پہونچی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین کچھ کیسانیہ اسماعیلیہ بھی ہو گئے تھے۔

تیسرے کریبیہ ابو کریب ضریر کے اصحاب ہین یہ لوگ حضرت علی مرتضٰی کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہین اسلیے کہ اُنھون نے نشان لشکر بصرہ مین انکو دیا تھا اِس امر کو محمد بن حنفیہ کی امامت پر نص مانتے ہین اور اِنکا زعم یہ ہی کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہین مرے نہین مدینے کے پاس کوہ رضوی کے ایک درے مین اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مخفی ہین اور اُنکے پاس دو چشمے قدرت سے شہد وپانی کے جاری ہو گئے ہین امام منتظر ومہدی موعود وہی ہین وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا کثیر شاعر کہ اُنکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے۔

الا ان الائمة من قریش	ولاة الامر اربعة سواء
یعنی خبردار ہو کہ امام قریش مین سے چاہیے	اور حاکم دین اسلام کے چار ہین پورے پورے
فسبطٌ سبط ایمان وبر	وسبط غیبته کربلاء
بس اُنمین سے ایک حضرت حسنؑ ہین جو ایمان اور نیکی کے فرزند ہین	اور دوسرے حضرت حسینؑ ہین جنکو کربلا نے غائب کیا ہے

وسبط لا یذوق الموت حتی ۔۔۔ یقود الخیل یقدمہ اللواء
اور تیسرے محمد بن حنفیہ ہین جو نہین مرینگے یہانتک کہ ۔۔۔ سردار ہونگے لشکر کے اُنکے آگے آگے جھنڈا ہوگا
یغیب فلا یرے فیہم زمانا ۔۔۔ برضوی عندہ عسل وماء
غائب ہوجائینگے پس نہین دیکھے جائینگے لوگونمین ایک زمانہ تک ۔۔۔ کوہ رضوی مین اُنکے پاس شہد اور پانی کے چشمے ہونگے

بعض کہتے ہین کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہین جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تھا پھر اس عقیدے کو ترک کرکے دین جعفر مین آگیا اور ایک قصیدہ اپنی توبہ اور انابت کے باب مین لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎

تَجَعفَرتُ بِاسمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکبَرُ ۔۔۔ وَاَیقَنتُ اَنَّ اللّٰہَ یَعفُو وَیَغفِرُ

اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتون کو اُس پہاڑ مین جمع ہوکر عبادت کیا کرتے تھے۔ شیعون مین سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی ابوکریب ہے کہ کہتا تھا امام دشمنون کے خوف سے چھپ گئے ہین پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہونگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور یہ بات پھر شیعون مین خوب رائج ہو گئی اور جو امام جن شیعون کی مرضی کے موافق تھا وہ اُسی کو صاحب الزمان جانکر دشمنون کے خوف سے اُسکے غائب ہوجانے کے قائل ہوگئے۔

چوتھے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہین یہ محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہین اور انکا عقیدہ یہ تھا کہ امامت نے محمد بن حنفیہ کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد اُنکی اولاد مین امامت کو منتقل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تھا مستفاد از تحفۂ اثنا عشری۔

پانچوین ہاشمیہ شہرستانی نے ملل ونحل مین کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو اُن کے بیٹے ابو ہاشم تک مانتے ہین اُنکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبداللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور اُنکو نفسون پر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے

حالات معلوم ہوے تھے اُن کے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اِس عالم مین موجود ہے اُسکے لئے اُس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتلایا تھا اور اُنھون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکھائے اور جس شخص مین یہ تمام مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہو کر پانچ فرقے ہو گئے **ایک** فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام مین سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے اور اُسنے اُنکو دودھ مین زہر دلوایا اور یہ قریب المرگ ہو گئے تو حمیمہ (بضم حاے حطی) کو کہ ارض شراط (بہ شین معجمہ) ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے لیے اُن کے حق مین وصیت کی تھی اور اس گھرانے مین امامت ابو العباس سفاح تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت کے لئے اور سب سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب مین رسول علیہ السلام کے ساتھ اتصال رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ وراثت کے لئے اولے تھے **دوسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اُنکے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی **تیسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لیے وصیت کی تھی انکی راے یہ ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے گھرانے سے غیر لوگون کی طرف نہین آئی **چوتھے** فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبداللہ بن حرب کندی کے لیے امامت کی وصیت کی تھی اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبداللہ کو پہونچی **پانچوین** وہ لوگ ہین جنھون نے عبداللہ بن حرب کندی مین بد دیانتی اور کذب و خباثت پاکر اُس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہین۔ اصحاب عبداللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت مین

بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق مین وصیت کی تھی اب ہم دونون عبد اللہ اور محمد بن علی کے فرقون کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین -

پچھٹے حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہین یہ لوگ عبد اللہ بن حرب کندی کے پیرو ہین جو ہاشمیہ مین سے ایک سرگروہ تھا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبد اللہ بن حرب کو امام جانتے ہین کہتے ہین کہ اُسکی امامت کے لیے ابو ہاشم نے وصیت کردی تھی اور ابو ہاشم کی روح نے عبد اللہ مین حلول کیا ہے یہ عبد اللہ صاحب علم و دیانت نہ تھا اس کا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص مین تناسخ کرتی ہین اور روح کو ثواب و عذاب اِسی تناسخ اور تبدیل ابدان کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت عیسٰی کی روح نے مجھ مین حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تھا اور کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اُس کے شیعہ اُس کی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے کہ تناسخ دنیا مین ہوتا ہے اور ثواب و عذاب انھین اشخاص مین ہوتا رہتا ہے اور قرآن مین جو آیا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اُنپر گناہ نہین جو پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرے اور ایمان لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو اس آیت مین عبد اللہ یون تاویل کرتا تھا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا اور اُسے پہچان لیا اُس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہو جاتے ہین جو کچھ چاہے کھائے اُسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہوا اور مقصد اعلیٰ کو پہونچ گیا ہے

شہرستانی کہتا ہے کہ اِس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ عراق مین پیدا ہوا
جب عبداللہ نے خراسان مین انتقال کیا تو اُسکے بعض اصحاب کہنے لگے وہ ابھی نہین
مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ مر گیا اُسکی روح نے اسحاق
بن زید بن حارث انصاری مین حلول کیا ہے یہ لوگ **حارثیہ** کہلاتے تھے
حارثیہ کہتے ہین کہ آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیئے کسی پر کوئی تکلیف نہین اُنھون نے
تمام محرمات کو مباح قرار دیدیا ہے۔

ساتوین طیاریہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ طیاریہ عبداللہ بن معاویہ بن
عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہین شفاے قاضی عیاض مین اس کی جگہ
طیارہ بھی لکھا ہے انکا عقیدہ یہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ نے عبداللہ بن معاویہ

بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے لیے امامت کی وصیت کردی تھی اسلیے بعد ابو ہاشم کے عبد اللہ امام ہین ان عبد اللہ کی بیعت خلافت کوفے مین کی گئی تھی لیکن عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کے غالب ہو جانے سے مداین چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ شیعان علی بھی چلے آئے تھے پس انھون نے جبال کا رخ کیا اور اُسپر قبضہ حاصل کر کے حلوان قومس اصفہان اور رے پر بھی قابض اور متصرف ہو گئے اور اصفہان مین قیام کر دیا۔ جب یزید بن عمر بن ہبیرہ والیِ عراق ہو کے آیا تو اُسنے عبد اللہ بن معاویہ کو ہزیمت دی عبد اللہ بن معاویہ نے خراسان مین جا کے دم لیا۔ منجملہ اُن لوگون کے جو عبد اللہ بن معاویہ کے ہمراہیون مین سے گرفتار کیے گئے تھے عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس بھی تھے حرث بن قطن ہلالی کی سفارش سے وہ رہا ہو گئے رہائی کے بعد اُنھون نے عبد اللہ بن معاویہ کے معائب بیان کیے اور اُن کے ہمراہیون کو خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا آخر کار عبد اللہ بن معاویہ نے بامید امداد ابو مسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا جسکے حکم سے ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی والی ہرات نے اُن کو مار ڈالا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو باوجودیکہ ابو مسلم لوگون کو حمایت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا ابو نصر مالک نے عبد اللہ بن معاویہ سے نسب دریافت کیا تھا تو اُنھون نے بتایا مالک نے کہا عبد اللہ وجعفر کو تو مین جانتا ہون لیکن معاویہ کو مین نہین جانتا کہ اُن بزرگون مین سے کسی کا نام رہا ہو عبد اللہ بن معاویہ نے جواب دیا میرے دادا عبد اللہ بن جعفر جن دنون شام مین معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوے معاویہ نے ایک لاکھ درم اِس تقریب سعید مین بھیجدئے مگر شرط یہ کی کہ مولود کو میرے نام سے موسوم کرو مالک بولا چونکہ تم لوگون نے اسماے خبیثہ کو نہایت ذلیل وکم قیمت پر خرید کیا ہے لہذا تمھارا کوئی حق ہمپر نہین۔

آٹھوین حسنا تیہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۲۸۰ مین لکھا ہے

کہ جماعت کیسانیہ مین سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہین یہ حسان سراج کے اصحاب ہین
ان کا قول یہ ہے کہ امام چار ہین امیر المؤمنین علی اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ
امام ہین اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہین۔

نوین عباسیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ابو ہاشم بن محمدؒ حنفیہ کے بعد امامت حضرت
علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے متعلق ہو گئی اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہین کہ جبکہ ابو ہاشم عبداللہ
بن محمد بن حنفیہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس سے شام سے آتے ہوے حمیمہ
(مضافات بلقار) مین محمد بن عبداللہ بن عباس کے پاس ٹھہرے اور وہین جان بحق تسلیم
کی تو بوقت وفات خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے چونکہ اس سے پیشتر
ابو ہاشم نے شیعون کو جو عراق اور خراسان مین تھے اس امر سے مطلع کر دیا تھا کہ
عنقریب امامت و خلافت محمد بن علی کی اولاد مین منتقل ہونے والی ہے اس وجہ
سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد اُنکے ہوا خواہون نے محمد بن علی کی خدمت مین حاضر
ہو کے خفیہ طور سے اُن کی بیعت کر لی اور اُنھون نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز
مین اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیجدیا ازانجملہ میسرہ
عراق کی جانب محمد بن خنیس۔ ابو عکرمۃ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار
(ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب بھیجے گئے چنانچہ یہ لوگ خراسان
پہونچ کے درپردہ لوگون کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اہل خراسان نے
عام طور سے بطیب خاطر ان کی دعوت قبول کر لی بعد چند دنون کے محمد بن خنیس
وغیرہ ان لوگون کے خطوط لیکر میسرہ کے پاس آئے جنھون نے ان کی دعوت
قبول کی تھی اور میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس
بھیجدیا اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے
لیے بارہ نقیب منتخب کئے دعاۃ بنی عباس نُقَبا کہلاتے ہین جنکے یہ اسما تھے
سلیمان بن کثیر خزاعی۔ لاہز بن قریظ تمیمی۔ قحطبہ بن شبیب طائی۔

موسیٰ بن کعب تمیمی۔ خالد بن ابراہیم۔ قاسم بن مجاشع تمیمی۔ ابو النجم عمران بن اسماعیل (ابو معیط کا آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی۔ طلحہ بن زریق خزاعی۔ ابو حمزہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین۔ اور اِن کے بعد ستر آدمیون کو دعوت دینے کے لئے انتخاب کیا۔ محمد بن علی نے ایک ہدایت آمود خط ان لوگون کو لکھ کے مرحمت کیا تاکہ اسکے مطابق لوگون کو دعوت دین اور عمل درآمد کرین ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازان سنہ ۱۰۲ ہجری زمانہ گورنری سعید خذینہ وعہد خلافت یزید بن عبد الملک مین میسرہ نے اپنے ایلچیون کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز طشت از بام ہوگیا سعید خذینہ نے میسرہ کے ایلچیون کو گرفتار کرالیا عند الاستفسار ایلچیون نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا ربیعہ اور یمن کے چند لوگون نے انکی فعل ضامنی کرلی رہا کردئے گئے سنہ ۱۰۴ مین محمد بن علی کا بیٹا عبد اللہ سفاح پیدا ہوا اسی زمانے مین ابو محمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آگیا محمد بن علی نے عبد اللہ سفاح کو باہر نکال کے ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھلا کے کہا کہ اسکے ہاتھ پانون چومو یہی تمھارا سردار ہوگا اِسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا اِسوقت عبد اللہ سفاح کی عمر پندرہ دن کی تھی۔ پھر اِس دعوت مین بکیر بن ماہان بھی سندھ سے آکے شریک ہوگیا یہ جنید کے ساتھ سندھ مین تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفے مین چلا آیا ابو عکرمہ ابو محمد صادق محمد بن خنیس اور عمار عبادی (ولید ازرق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی اِن لوگون نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے بطیب خاطر منظور کرلیا یہ واقعہ اواخر ۱۰۵ھ کا ہے بعد اسکے ۱۰۷ھ زمانہ گورنری اسد قسری وعہد خلافت ہشام مین بکیر نے ابو عکرمہ ابو محمد صادق محمد بن خنیس عمار عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعون کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہونچا دی اسد نے جن جن کو ان مین سے پایا اُن کے ہاتھ کٹوا کے صلیب دیدی عمار بھاگ کے بکیر کے پاس چلا آیا بعض کا بیان ہے

کہ پہلا جو شخص محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اسکو سنہ ۱۰۹ھ زمانۂ گورنری اسد و عہد خلافت ہشام مین محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن مین قیام کرنا مضر سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ بنو فاطمہ کا ہوا خواہ ہے احتراز کرنا پس زیاد نے سردی کا موسم مرو مین بسر کیا شیعان علی اُسکے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے اسد کو اسکی اطلاع ہوگئی فوراً زیاد کو گرفتار کرا کے مع اور دس آدمیون کے جو کہ کوفے کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد خراسان مین کوفے کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابو نجم کے مکان پر مقیم ہوا دو یا تین برس تک دعوت دیتا رہا اسد بن عبداللہ نے سنہ ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے مین سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم۔ موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کو گرفتار کرا کے تین تین سو کوڑے پٹوا کے قید کر دیا سنہ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کے خراسان کی جانب روانہ کیا مرو مین پہونچ کے اسنے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم کیا جب لوگ اسکے مطیع ہو چلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا۔ عورتون کو مباح کر دیا صوم و صلوۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے معنے یہ ہین کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اُسکا نام کبھی بھولکر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوۃ کے معنے یہ ہین کہ اُسکے لیے دعا کرو حج یہ ہے کہ اُسکی طرف قصد کرو خراش ایک نصرانی کوفے مین تھا مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتون پر عمل کیا۔ اسد کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے عمار بن زید یعنی مصنوعی خراش کو گرفتار کرا کے صلیب دیدی محمد بن علی تک یہ خبر پہونچی تو اُنھون نے اہلِ خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس لیے کہ اِن لوگون نے خراش کی تقلید کر لی تھی سنہ ۱۲۰ھ مین اہلِ خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہلِ خراسان کے نام لکھکر اُس کے حوالے کیا جسمین سوا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہلِ خراسان یہ دیکھ کے بہت رنجیدہ ہوئے

اور اُنھون نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتون کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے ہین سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط دیکے روانہ کیا جس مین خراش کی مذمت اور برائیان تھین اہل خراسان نے باور نکیا بکیر مجبور ہو کے محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب اُنھون نے چند عصا مرحمت فرما کے دوبارہ بھیجا بعض پر لوہا بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سبھون کو مجتمع کر کے ہر ایک کو ایک عصا دیا ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اِس سے یقین ہو گیا اپنے کیے پر پشیمان ہوئے توبہ کی سنہ ۱۲۴ھ کا جون ہی دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک جاودانی ہوے مرتے وقت اپنے لڑکے **ابراہیم** کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو اُن کی تقلید کی وصیت کر گئے اِسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ انکو **امام** کہا کرتے تھے بکیر بن ماہان محمد بن علی کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتین و دعاے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو مین پہونچ کے قیام کر دیا شیعان علی و نقبار مجتمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتین سنائین سبھون نے بسر و چشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ اِن لوگون کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت مین لا کے پیش کر دیا ان واقعات کے بعد اسی سنہ ۱۲۴ھ مین ابراہیم امام نے اپنی طرف سے اُن لوگون کے پاس جو خراسان مین دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگون مین اُن کے احکام قائم رکھے اور اُن کی ہدایات کو جاری کرے ۔ خلفاے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابو مسلم ہے اِسی کی بدولت عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی اور اِس شخص نے تمام ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی امام ابراہیم نے ابو مسلم کے پاس دو رایت بھیجے جن مین سے ایک کا نام الظل تھا اور دوسرے کا نام السحاب تھا لڑائی مین یہ اپنے ہم خیالون کو سیاہ کپڑے پہناتے تھے اور علمون کے پھریرے سیاہ رکھتے تھے پھر بنی عباس نے

اپنے علم کے پھریرے کا رنگ سیاہ رکھا اسی وجہ سے انکو مسودہ کہنے لگے تھے اِس لفظ مین میم مضموم اور سین مہملہ مفتوح اور واو مشدد مکسور اور دال مفتوح ہے انتہا یہ تھی کہ ان علمون کو اپنے ممبرون پر بھی نصب کرتے تھے اور عباسیون سے سیاہ لباس پہننا اختیار کیا اور یہ رسم ابو جعفر منصور عباسیون کے دوسرے خلیفہ کے وقت سے جاری ہوا تھا ایک بار ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر خزاعی کو قریہ سفید نج مین عید الفطر کا دن آگیا سلیمان نے نماز پڑھائی لشکر گاہ مین ممبر تھا اُسپر چڑھ کے خطبہ دیا خطبے کے پہلے نماز بلا اذان واقامت پڑھی اور پہلی رکعت مین چھ تکبیرین کہین دوسری مین پانچ برعکس اسکے کہ بنی امیہ کرتے تھے کہ اُنکا دستور تھا کہ خطبہ نماز کے قبل پڑھتے اور نماز کو اذان واقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے پہلی رکعت مین چار تکبیرین کہتے تھے اور دوسری مین تین اور یہ کل وہ امور تھے کہ امام ابراہیم اور اُن کے باپ نے اسکی ہدایت کی تھی۔ ایک بار امام ابراہیم کا ایک خط جو ابو مسلم کے خط کے جواب مین تھا مروان کے اہلکارون کے ہاتھ پڑ گیا لکھا تھا موقع اور قابو ملجانے سے اگر تمنے نصر و کرمانی کا خاتمہ نکر دیا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان مین کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نرکھنا مروان اِس خط کو پڑھ کے سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقار مین تھا لکھ بھیجا کہ حمیمہ جا کے ابراہیم بن محمد کو پابزنجیر میرے پاس بھیجدو چنانچہ عامل بلقا رنے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم کو حران مین قید کر دیا چنانچہ اُنکا وہین انتقال بھی ہوا امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل بیت کو دی تھی اور اِن لوگون کو کوفے چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی **ابو العباس سفاح** کے لیے جسکا نام عبد اللہ ہے امامت کی وصیت کی تھی پس ابو العباس مع اہل بیت اور بھائیون اور برادرزادون اور چچون وغیرہ کے ماہ صفر مین کوفہ کو چلا گیا ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد اور شیعان علی کوفے کے باہر حمام اعین تک استقبال کو آئے ابو سلمہ نے ان لوگون کو ولید بن سعد بنو ہاشم کے آزاد غلام کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاران

وشیعان علی سے اِس راز کو چالیس راتون تک مخفی رکھا ابو سلمہ نے جیسا کہ خیال
کیا جاتا ہے اِس امر کی کوشش کی تھی کہ زمام خلافت آل ابی طالب کے سپرد
کی جاے لیکن شیعون مین سے ابوجہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اسکا وقت
نہین ہے عجلت نکرو ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو جمعہ کے دن لشکریان وہوا خواہان
دولت عباسیہ مسلح ہو کے خالی سواریان لیے ہوے ابو العباس کی خدمت مین
حاضر ہوے اور اُن کو مع اہلِ بیت کے سوار کرا کے دار الامارت مین لے گئے
پھر ابو العباس دار الامارت سے نکل کے مسجد مین آیا اور خطبہ دیا نماز باجماعت
پڑھی حاضرین نے بہ طیب خاطر بیعت کی بیعت لینے کے بعد دوبارہ ممبر کے اوپر کے
زینے پر چڑھ گیا اور خطبہ دیا جس مین اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا اور
لوگون کے وظائف بڑھا دیے ابو العباس تپ واعضا شکنی مین مبتلا تھا تکلیف سے
بیٹھ گیا اُسکا چچا داؤد اُٹھا اور ممبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کے بنوامیہ کی مذمت بیان
کرتے ہوے لوگون کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی اتباع کی ہدایت کی اور
یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ اُنکا دار الامارت ہے جاننے وہ لوگ کبھی علیحدہ ہونگے اور
یہ کہ اِس ممبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ سواے امیر المؤمنین
علی بن ابی طالب اور امیر المؤمنین عبد اللہ بن محمد کے نہین چڑھا اِس فقرے کے
کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا اور یہ خلافت وحکومت ہمارے ہی خاندان
مین رہیگی یہانتک کہ ہم اِسکو عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دینگے حالانکہ جب سفاح نے
بنی امیہ سے لڑائی شروع کی تھی اور اُنکا ملک لینے کا ارادہ کیا تھا تو اُس وقت
اُسکے ظاہر حال سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اہلِ بیت پر جو جو ظلم بنی امیہ نے کئے ہین
اُنکا بدلہ لینا چاہتا ہے اور پھر سلطنت علویین کو دلوانے کا قصد رکھتا ہے رات کے
وقت ابو العباس دار الامارت سے نکل کے ابو سلمہ کے لشکر مین گیا اور اُسکے ساتھ اُسکے
خیمے مین مقیم ہوا مگر دونون کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ کوفہ مین بیعت عامہ
لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی نیابت اپنے چچا داؤد کو دی اور

امدادی فوجین بلاد مختلف کی طرف روانہ کین ۱۳۲ھ مین مروان بن محمد مارا گیا اس مروان کو مروان حمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برداشت وتحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اسکے مخالفین اسکو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اسنے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور وہ خلق قرآن کا قائل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اُسکو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا بنو عباس نے کامیابی حاصل کرکے بنو امیہ کے قتل پر کمرین باندھ لین بچے بچے کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگے ایکبار عبداللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس بنی امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آگیا بنو امیہ کو اس عزت واحترام سے دیکھ کے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے جن مین ہاشمیون کا بدلہ بنو امیہ سے لینے کی ترغیب دی گئی تھی ان اشعار کے سننے سے عبداللہ بن علی کی آنکھین غصے سے سرخ ہو گئین خادمون کو حکم دیا کہ ان جان باختہ بدبختون کو مار مار کر فرش کر دو خادمون نے ایسا ہی کیا پس جب وہ سب کے سب بدحواس ہو کے زمین پر لنبے لنبے لیٹ گئے تو انکے اوپر دسترخوان بچھا کے دوبارہ کھانا چنا گیا عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیون کے کھانا کھانے لگا اور ان زخمیون کے کراہنے کی آواز برابر آ رہی تھی یہانتک کہ مر گئے بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ سفاح کے سامنے گذرا ہے اس واقعہ کے بعد بنی امیہ کے ایک ایک گروہ قتل کرکے لاشون کو راستون مین پھکوا دیا جسکو مدتون کتے کھاتے رہے بنی امیہ کی قبرین کھدوائی گئین جن مین راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا معاویہ بن ابی سفیان کی قبر مین ایک موہوم خط سا نکلا عبدالملک کی قبر سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر مین بعض بعض اعضا بھی ملے مگر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ جیون کا تیون نکلا صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی نعش پر کوڑے لگوا کے صلیب پر چڑھایا اور پھر اُسکو جلا کے راکھ کو ہوا مین اُڑا دیا۔ اس عام خونریزی سے بنو امیہ کا کوئی متنفس جانبر نہوا سوائے شیر خوار بچون اور اُن لوگون کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے۔

ان واقعات کے بعد بنوامیہ کے بعض ہواخواہون اور سپہ سالارون نے سفاح پر خروج کیا اور اُنھون نے سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات (پھریرے) نصب کیے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا اسلیے اُن کو کتب تواریخ عربی مین مبیضہ اور کتب فارسی مین سفید جامگان اور کتب اردو مین سفید پوشان کے لقب سے یاد کرتے ہین۔ غرضکہ ذی الحجہ ۱۳۶ھ مین اپنی حکومت سے چار برس آٹھ مہینے کے بعد ابوالعباس سفاح انتقال کر گیا اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابوجعفر منصور دوانقی کی خلافت کے لئے وصیت کی تھی فرقہ عباسیہ صرف منصور عباسی ہی تک اس خاندان مین امامت کا قائل ہے مگر جتنے علوی فرقے تھے وہ اس بات کا انکار ہی کرتے رہے کہ خلافت کا حق کسی طرح بنی عباس یا کسی اور کو نہین پہونچ سکتا اُنکا یہ قول تھا کہ ہرگز ابوہاشم محمد بن حنفیہ تک خلافت نہین پہونچتی نہ تو وصیت کے ذریعہ سے نہ کسی اور طریقے سے جس زمانے مین کہ سفاح نے اپنے خلیفہ ہونے پر عوام الناس سے بیعت لی اسوقت تک اسلامی لشکر کو یہی خیال تھا کہ یہ مسند عظیم علویون ہی کا حق ہے اور وہ مرتبۂ غلو جو نصیریون کو ہے اس سے اجتناب کرتے تھے اس سبب سے جہان سفاح نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کی چولون کو مضبوط کرون اور اپنی شوکت شاہانہ کو قوی کرون تاکہ کسی طرح میرے بعد امام مہدی تک یہ حق سلطنت میری اولاد کے سوا کسی اور کو نہ ملے وہان اُسکے بھائی ابوجعفر منصور نے خلیفہ بنتے ہی یہ ارادہ کر لیا کہ جہانتک ہوسکے علویون کو تباہ و ذلیل کردون ایسا نہو کہ میری سلطنت مین مزاحمت کرین۔

فرقۂ اسماعیلیہ

اُنکا اعتقاد ہے کہ امام بعد وفات جعفر صادق کے اُن کے پسر کلان حضرت اسماعیل ہین جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہین اسواسطے کہ امام جعفر نے اُن کی امامت کے لیے کہدیا تھا کہ ان ھذا الامر فی الاکبر ما لم یکن بہ عاھۃ اور سب اولاد امام جعفر مین وہ نجیب بھی ہین اسلیے کہ اُن کی مان جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی

بن ابی طالب کی بیٹی ہین تاریخ فرشتہ مین خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہانکشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو ولی عہد بنایا تھا جب اُنھون نے شراب پی لی تو اُن کو معزول کر کے حضرت موسی کاظم کو ولی عہد بنایا لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل جنکی کنیت ابو محمد ہو امام جعفر کے سامنے عریض مین کہ مدینے مین ایک وادی ہے جہان اہلِ مدینہ کے اونٹ چرتے ہین مر گئے تھے اور وہان سے اُن کی لاش مدینے مین لائی گئی اور سنہ ۱۳۳ ہجری مین بقیع الغرقد مین جو مدینے کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور والد اُن کے بیس برس تک زندہ رہے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی ساری اولاد مین بڑے تھے اور اُن کے ساتھ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اسلئے اکثر شیعہ کو یہ خیال تھا کہ بعد باپ کے یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد مین یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو انسے محبت بھی زیادہ تھی اور ان کی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کی حیات مین مقام عریض مین انتقال کر کے بقیع مین مدفون ہو گئے تو ان شیعہ نے اُن کی امامت کے خیال کو دل سے دفع کر دیا مگر بعض ایسے شیعہ جن کو امام جعفر صادق سے کچھ خصوصیت نہ تھی اور نہ اُنکے راوی تھے بلکہ دور و دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اُن کو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہین۔ جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہو گئے **ایک گروہ** نے امام موسی کاظم کی امامت کو مان لیا دوسرے نے جان لیا کہ حضرت اسمعیل زندہ نہین ضرور مر گئے ہین مگر اُن کے فرزند محمد امام ہین اسلیے کہ امامت اُن کے باپ مین تھی اور بیٹا بمقابلے بھائی کے زیادہ حقدار ہے **تیسرا گروہ** حضرت اسماعیل کی حیات کا مقر رہا بس یہ پچھلے دونون فرقے **اسماعیلیہ** کہلاتے ہین اور پہلا فرقہ امامیہ مین شمار پا تا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت اسماعیل کی اولاد مین

بعض کا یہ قول ہے سنہ ۔۔۔ کذا ا م قبل وفات الصادق ثلث و ثلثین و مأۃ فی سنۃ ۔۔۔ الرجال الی البقیع محمولا علی رقاب ۔۔۔ جو ۲۷ برس کی عمر مین ۔۔۔ بن ارقم ستہ و توفی عمدۃ الطالب فی لغات العرب ۱۲ دیکھو منتہی العرب

ابو القاسم بن جذاع نسابۃ المصریین - اور مرآت جہان نما مین لکھا ہے کہ اسماعیل اپنے باپ سے پانچ سال قبل فوت ہوے ہین ۱۲ منہ

قیامت تک نبی رہیگی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا مین لوٹ آنے کے
قائل ہین۔ انکا قول ہے کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ مین حلول کیا ہے حضرت علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین جس طرح آدم
علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی عقیدہ فاطمئین کا بلاد مصر مین تھا اور اسماعیلیہ
کا زعم یہ بھی ہی کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ
اُسکے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج کے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہی
اور نہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے بلکہ جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہے وہ اُسکی
ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین
عصمت کا ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے اور اسماعیلیہ کے نزدیک امام مقرر کرنا
اللہ پر واجب ہی اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور وہ اِس
غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو
باتین اللہ کے حق مین جائز و واجب ہین اور جو اُسکے حق مین محال ہین سب کی
پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی
معرفت ناممکن ہے۔ اسماعیلیہ کو بابکیہ بھی کہا کرتے ہین اِس وجہ سے کہ بابک نام
ایک عجمی آدمی تھا اُسنے جب زمانہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید مین ۲۰۱ھ ہجری مین
آذربائجان مین خروج کیا تھا اور اہل اصفہان و ہمدان نے اُسکی متابعت کرلی تھی
تو اِس فرقے کے بھی بہت سے آدمی اُسکے شریک و معاون ہو گئے تھے اور اُسکو بابک
خُرَّم دین کہتے تھے اِس لیے کہ اُسنے اِس دین کو اختراع کیا تھا تناسخ اور اباحت کا
قائل تھا اور اُسکے اصحاب کو خُرَّمیہ بولتے تھے خرم کے معنے فرخ کے ہین اِس کا
مذہب یہ تھا کہ آدمی اپنی ماں بہن بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہے اِسی لیے اسنے
اپنے دین کا نام خُرَّم دین یعنی دین فرخ رکھا تھا اور چونکہ محرمات کو حلال کردیا تھا اِسلیے
اِس کے فرقے کو خرمیہ (حائے حطی کے کسرے اور رائے مہملہ کے سکون سے)

بھی کہتے ہین۔ بعض نسخون مین اِس لفظ کی جگہ جَرمیہ جیم کے فتحہ اور راے مہملہ کے سکون سے آیا ہے۔ خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے کہتے تھے ارواح حیوان سے غیر حیوان کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل رئیس بذ کی صحبت مین رہتا تھا اُسکے انتقال کے بعد بابک نے یہ دعوی کیا کہ جاویدان کی روح مجھ مین داخل ہوئی ہے اور خرمیہ باطنیہ کا بھی ایک لقب ہے[۱] خلیفہ نے حیدر بن کاؤس معروف بہ افشین کو اُس سے جنگ کے لیے مامور کیا جسکی کوشش سے بابک مغلوب ہوکر ۲۲۳ھ مین مارا گیا[۲]۔ اور اسماعیلیہ کا لقب **محمرہ** بھی ہے اور اِس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ انھون نے بابک کی بیعت مین سرخ لباس پہننا اختیار کیا تھا یا جو مسلمان انکے مخالف تھے مذہب واعتقاد مین اُنھین **حمیر** اکہا کرتے تھے[۳] اسماعیلیہ **تعلیمیہ** بھی کہلاتے ہین وجہ اِسکی یہ ہے کہ ان کے نزدیک کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہوسکتی ہر ایک شخص امام کی تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے[۴] نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض مین آیا ہے کہ اسماعیلیہ **معطلہ** مین سے ہین اور معطلہ وہ لوگ ہین جو الوہیت اور رسالت اور احکام کے منکر ہین۔ اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے حضرت اسماعیل امام ہین۔

ایک مبارکیہ یہ منسوب ہین مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تھا اور خوشنویسی اور نقش ونگار اور دستکاری مین سرآمد روزگار تھا بعد انتقال اسماعیل اور محمد بن اسماعیل کے اُسنے کوفے مین جاکر شیعہ کو مذہب اسماعیلیہ کی ترغیب دی اور اپنے پیرون کا نام مبارکیہ رکھا ان کے نزدیک بعد اسماعیل کے محمد بن اسماعیل امام ہین اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہین اور کہتے ہین وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہین اِس فرقے کا ظہور ۱۵۹ھ ہجری مین ہوا

---

[۱] منتہی الفاظ ج الباطنیۃ ۱۲ بابک الخرمی ... کما ظہرت الخرمیۃ ... نظہر مع ظہور الخرمیۃ ... الملاحدۃ الباطنیۃ ... شرح عقائد ... یہ عبارت ... نظر سے گذرا ہے ... ناقص ہماری نسخہ اول ... مین ایک قلمی عقائد کے فن ۱۲

دیکھو ... ۱۲ دیکھو ... ۱۲ دیکھو اعتقاد ۱۲

اور بعض اس فرقے کو قرامطہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ مبارک کا لقب قرمط تھا اور یہ تحقیق اسکی ہین آگے چلکر بیان کرونگا۔

دوسرا میمونیہ یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے تبع ہین مرآت جہان نما مین محمد شفیع کا بیان ہے کہ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی امام جعفر صادق اور اُن کے بیٹے اسماعیل کی خدمت مین رہتا تھا اسماعیل کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتھ مصر کو بھی گیا محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا نہ چھوڑا مگر اُن کی کنیز کو حمل تھا ابن میمون نے اُس کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بھی حمل سے تھی جب اُسکے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کردیا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے صواعق محرقہ مین مذکور ہے کہ ابن میمون فنون شعبدہ وسحر وطلسمات خوب جانتا تھا محمد بن اسماعیل کے غلام مبارک کی صحبت مین مدتون رہا تھا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفے مین جاکر داعی مذہب اسماعیلیہ کا ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق مین پھر شہر بصرہ مین گیا اور وہان کے لوگون کو بزور طلسمات ونیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اُنکا نام رکھا اور اپنے نائب جا بجا روانہ کیے اسکا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن وحدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا وسزا کا بھی منکر تھا اور اسی نے اول طریقۂ باطنی نکالا کہتا تھا کہ نصوص قرآن وحدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ اُن کے ظواہر پر اسی واسطے اس فرقے کو باطنیہ بھی کہا کرتے ہین جب اسنے عراق کے کوہستانیون کو معتقد کرلیا تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب کرکے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہان کے لوگون کو مذہب میمونیہ کی طرف دعوت کی اور کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے مسلمانون نے اپنی طرف سے مذہب تراش لیے ہین تکلفات اور تشریعات کی تنگی مین پھنس گئے ہین لذتون اور مزون سے محروم ہورہے ہین اُسنے نیشاپور کے بعض دیہات مین سکونت اختیار کرلی جب رؤسائے اہل سنت کو خلف کی باتون کی خبر پہونچی تو اُسکے قتل کی فکر کی وہ چھپ کیے رے کی طرف

چلا گیا اور وہان کے لوگون کو اس مذہب مین لانے لگا خلف کے انتقال کے بعد احمد نام اسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح و بلیغ اور شاعر اور چالاک تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلے پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ مین تصنیف کر کے اُس کا نام بیان رکھا غیاث نے اس کتاب مین وضو نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ احکام کے معانی نہایت دلکش عبارتون مین بطور باطنیہ کے بیان کر کے اُنپر لغت سے شواہد قائم کئے ہین اُس کتاب مین کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اِسکے وقت مین مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہو گئی تھی آدمیون کو یہ نئی روش جس مین کمال بیبا کی تھی بہت پسند آئی ہزارون جاہل اُسکے معتقد ہو گئے اور دور و دراز ملکون سے اُس کے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے یہ واقعہ ۳۴۲ھ ہجری کا ہے اِس وقت تشیع مین فلسفہ اور الحاد مل گیا۔

غیاث اسی کارروائی مین تھا کہ کسی نے اُسکو خبر دی کہ رؤسا ے اہل سُنت نے تیرے قتل کے لیے فکر کی ہے یہ سنکر غیاث مرو شاہجہان کو بھاگ گیا اور وہان چھپ کر اپنے کام مین مشغول رہا مدت کے بعد پھر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہان سے بھاگ نکلا اور راستے مین مر گیا عبداللہ بن میمون قداح یہ خبر سنکر از حد اندوہگین ہوا اور اِسی غم مین مر گیا۔

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ قرآن اور احادیث مین نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزین معانی لغوی پر محمول ہین یعنی جو کچھ ان کے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی ان کے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ یہ کہتے ہین محمد بن اسماعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین

تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ رئیس اور پیشوا اس فرقے کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تھی کوفے کے علاقے مین ایک مقام پر بیمار ہوگیا وہانکا ایک آدمی اُسے اپنے مکان پر لیگیا جسے بسبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے تھے کہ گنوارون کی زبان مین یہ لفظ سرخی چشم کے معنے مین ہے جب شیخ قرامطہ کو آرام ہوا تو یہ بھی اُسی شخص کے نام کے ساتھ مشہور ہوگیا پھر مخفف و معرب کر کے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفے کے ضلع مین ۲۷۸ھ ہجری مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع مین مشہور تھا اُسے قرمط کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ ایک بیل پر سوار ہوتا تھا جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہتے تھے پس قرمط اِسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعض کہتے ہین کہ فرقہ قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمط ہے اور حمدان کو قرمط اسلیے کہتے ہین کہ کوتاہ پا تھا چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیط زنجبیل کے وزن پر اُس شخص کو کہتے ہین جو قریب قریب قدم رکھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اُسکا نام حمدان بن قرمط ہے اور بعض کہتے ہین کہ قرمط ایک جگہہ کا نام ہے واسط کے علاقے مین جہان حمدان رہا کرتا تھا نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ قرامطہ کا پیشوا احمد بن قرمط ہے جو واسط کے علاقے کے ایک گانون کا رہنے والا تھا اسکی آنکھین اور بشرہ نہایت سرخ تھا اِس لیے گرمیتہ گاف فارسی سے مشہور ہوگیا جسکے معنے فارسی مین سرخی کے ہین پس اسی لفظ گرمیتہ مین تخفیف و تحریف ہوکر قرمط ہوگیا بعض کہتے ہین کہ یہ لفظ عربی الاصل ہے قرمط البعیر سے نکلا ہے جب اونٹ قریب قریب قدم رکھتا ہے تو کہتے ہین قرمط البعیر اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جو کہ قرامطہ کا ایک رئیس ابتدائے ظہور اِس مذہب مین اپنے خط کو مقرمط یعنی گنجان اور باریک لکھا کرتا تھا اِس لیے اُس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قَرْمَطَۃٌ خفی طور پر اور گنجان لکھنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہی کہ حضرت علی کا قول فَرِّجْ مابین السطور و قَرْمِطْ بین الحروف یعنی بین السطور مین

کشادگی رکھو اور حروف کو گانٹھ کر درآور دلکھو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام قرامطہ رکھا تھا اور یہ لقب اُسکے ماننے والون پر اتنا غالب و رائج ہوگیا کہ پھر کوئی مبارکیہ کو قرامطہ نہین کہتا تھا صرف اُسی کے پیروون کو قرامطہ کہا کرتے تھے والا قرامطہ لقب سارے مبارکیہ کا ہے اِسلیے کہ مبارک کا بھی یہ لقب بتاتے ہین۔ اور قرمط لوگون کو اِس بات کی دعوت کرتا تھا کہ اہلِ بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اُن کی اطاعت کرو عباس نے اُسکی متابعت کرلی ہیصم نے کہ کوفے کا حاکم تھا قرمط کو پکڑ کر قید کردیا تھا مگر کسی ترکیب سے قیدخانے سے نکل گیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید بند نہین روک سکتی ہے اور کہتا تھا مین وہی ہون جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور ایک تحریر لایا تھا جس کی نقلین قرامطہ نے بڑی عقیدت کے ساتھ لی تھین جس مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد یہ مضمون تھا کہتا ہے فرج بن عثمان اور وہ رہنے والا قریۂ نصرانہ کا ہے کہ وہ داعی ہے مسیحؑ کا اور وہ مسیح عیسیٰؑ ہے اور وہی عیسیٰؑ کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہ مسیح احمد بن محمد بن حنفیہ ہے اور وہی جبرئیلؑ ہی اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور کہا تحقیق تو ہی بلانے والا ہے تو ہی حجت ہی اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحییٰ بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور اُسکو بتایا کہ نماز چار رکعت ہین دو رکعت طلوع شمس کے قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان ہر نماز مین یون دینا چاہیے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان آدم رسول اللہ اشہد ان نوحا رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیۃ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور جمعہ دوشنبے کا دن ہے اُس دن کوئی کام نکرنا چاہیے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑھنا چاہیے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اُسکے رکوع مین جانا چاہیے اور وہ صورت یہ ہے الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المنجد لاولیائہ باولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت

للناس ظاہرها ليعلم عدد السنين والحساب والشهور والايام وباطنها
لاوليائى الذين عرفوا عبادى سبيلى واتقونى يا اولى الالباب وانا الذى لا اسئل
عما افعل وانا العليم الحليم وانا الذي ابلو عبادى وامتحن خلقى فمن صبر
على بلائى ومحبتى واختيارى ادخلته فى جنتى وادخلته فى نعمتى ومن زال عن
امرى وكذب رسلى ادخلته مهانا فى عذابى واتممت اجلى واظهرت امرى
على السنة رسلى وانا الذى لم يعل جبار الا وضعته ولا عزيز الا ذللته وبئس
الذى اصر على امره ودام على جهالته وقال لن نبرح عليه عاكفين وبه
موقنين اولئك هم الكافرون یعنی تمام تعریفین اللہ کے لیے ثابت ہین ساتھ کلمے
اُس کے کے اور برتر ہے ساتھ نام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو
ساتھ دوستون اپنے کے تو کہہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر ہین اُن سے
معلوم ہوتی ہے تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کی اور باطن ہلالون کا
میرے دوستون کے لیے ہے ایسے دوست جنھون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے
اور ڈرو تم مجھ سے اے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاؤنگا اُس
چیز سے جو مین کرونگا اور مین عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون
اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی مخلوق کا جو صبر کرے گا میری بلا اور میری محبت
اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اُسے مین جنت مین اور ہمیشہ رکھونگا اسکو اپنی نعمت
مین اور جسنے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون کو جھٹلایا مین اُسکو ہمیشہ اپنے
عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کردیا ہے اور مین نے اپنے
امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کردیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کرے گا
کوئی سرکش مگر پست کردونگا مین اُسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کردونگا اُسے
اور وہ آدمی بُرا ہے جو اپنے کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جار ہے اور یہ بات
کہے کہ ہم اُس کام پر ٹھہرے رہین گے۔

اِس تحریر مین جس فرج کا ذکر ہے یہ فرج قرامطہ کا داعی ہے تاریخ ابوالفداء مین

اس کے باپ کا نام عثمان لکھا ہے اور ابن خلدون نے یحییٰ کا بیٹا بتایا ہے فرج کو قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ کہا کرتے تھے یہ ۲۹۴ھ ہجری مین لشکر بغداد کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اسنے اپنی جماعت کے ساتھ عراق کے راستے مین حاجیون کو پکڑ کر قتل کرایا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا مکتفی خلیفہ بغداد نے قرامطہ کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا جسنے اُنکو مار کر بھگا دیا ذکرویہ زخمی ہوا اور سات دن کے بعد مر گیا اُسکا سر بغداد مین تشہیر کرایا گیا۔ قرمط نے اپنا نام قائم بالحق رکھا تھا۔ بعض آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرمط فرقہ ازارقہ کی راے کو جو خوارج کا ایک گروہ ہے پسند کرتا تھا بہر صورت اول اول قرمط نے جنگل کے رہنے والون کو جو بے علم و بے عقل نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ اُسکی متابعت مین آگئے اور پھر اُسکے پیرون کی جماعت بڑھنے لگی اسکے پیرو اپنے قول کو علم باطن کہتے ہین شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے اپنے امور مزعومہ کی طرف پھیرتے ہین آیات قرآن کو ماول بتاتے ہین اور یہ لوگ حرام چیزون کو مباح جانتے ہین ابو الفدا مین لکھا ہے کہ شیخ قرامطہ کی شرایع مین سے یہ بات تھی کہ نبیذ کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تھا اور جنابت یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اُسکے نزدیک ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجھتا تھا اور اسنے حلال کیا تھا گوشت نیش والے درندے کا جو شکار کرتا ہوا اپنے نیش سے اور ان طائر پنجہ گیر چنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی ناخون سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور پارسیون کے دو دنون مین اسنے روزہ رکھنا تجویز کیا تھا ایک نوروز کے دن دوسرے مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولھوین تاریخ کا نسیم الریاض سے ثابت ہوتا ہے کہ قرامطہ کو اباحیہ بھی کہتے ہین سنہ ۲۹۰ھ ہجری مین قرامطہ کی شوکت ایسی بڑھ گئی کہ اُنھون نے دمشق کو گھیر لیا مگر اطراف کے لشکر نے جمع ہو کر اُنکے سردار و پیشوا یحییٰ نامی کو قتل کر ڈالا جب یہ مارا گیا تو اسکا بھائی حسین جانشین ہوا جب اسکی قوت بہت بڑھ گئی تو اہل دمشق نے کچھ مال اُسکو دیکر صلح کر لی پھر اسنے حمص پر چڑھائی کی اور اُسپر غالب آیا اور اپنا خطبہ ممبرون پر پڑھوایا اور اُسکا لقب امیر المومنین مہدی مقرر ہوا اور اپنے

چچا کے بیٹے کو اُسنے اپنا ولی عہد مقرر کر کے اسکا لقب مُدَثِّر رکھا اور کہا کہ یہ وہی مدثر ہے
جسکا ذکر قرآن مین ہی پھر حماۃ اور معرہ وغیرہ پر یورش کی اور وہان اتنا قتل عام
کرایا کہ عورتون اور بچون کو بھی نہین چھوڑا پھر سلمیہ گیا اور بے جنگ و جدل قبضے
مین لاکر رعایا کو مع مکتب کے لڑکون کے جلادیا جب اسکی حکومت بہت قوی ہوگئی
تو مکتفی خلیفۂ بغداد نے تیاری کر کے اسکے استیصال کے لیے خود بغداد سے حرکت کی اور
آپ تو رقہ مین ٹھہر گیا قرامطہ کے پیچھے لشکر کو بھیجا ۲۴ محرم ۲۹۱ھ ہجری کو قرمطیون
اور بغدادیون سے حماۃ سے دس۱۲ کوس کے فاصلے پر جنگ ہوئی قرامطہ کو شکست
ہوئی حسین اور اُسکا چچازاد بھائی مدثر خلیفہ کے حضور مین گرفتار ہوکر آئے خلیفہ نے
دونون کی گردن مروادی اور حسین کا سر تشہیر کرایا۔ اسکے بعد زکرویہ بن مہرویہ نے
قرامطہ کی سرغنائی کی ۳ سال کے بعد ۲۹۴ھ مین مکتفی کے ہاتھ سے اس کی تمام
شوکت برباد ہوکر خود بھی مارا گیا۔ صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ قرامطہ نے اپنے
پھریرون کا رنگ سفید رکھا تھا۔ نزہۃ الجلیس مین لکھا ہے کہ ۲۹۳ھ ہجری کو صنعائے
یمن مین ایک قرمطی داخل ہوا اُسکا نام علی بن فضل تھا یہ شخص یمنی تھا نسب اُسکا
خنفری تھا کہ خنفر بن سبا الاصغر کی اولاد مین سے تھا اس زمانے مین صنعاء یمن
کا حاکم مکتفی بن معتضد عباسی کی طرف سے اسد بن ابی یعفر تھا یہ قرمطی نہایت
بدمذہب تھا اسکو نبوت کا دعوی تھا اُس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا
اشہد ان علی بن الفضل رسول اللہ اسنے اپنے اصحاب کے لیے شراب پینا اور
بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کردیا تھا اور جب اپنے کسی معتقد کو تحریر کرتا تو
عنوان تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیہا ومزلزل الجبال ومرسیہا
علی بن الفضل الی عبدہ فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کے پھیلانے والے اور
ہانکنے والے اور پہاڑون کے ہلانے والے اور ٹھہرانے والے علی پسر فضل کی جانب سے
فلان بندے کے نام اسنے اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کردیا تھا بعض
اشراف بغداد نے اُسکی ہلاکت کی فکر کی اور ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا۔

تاریخ فرشتہ مین سلطان علاء الدین کے حالات مین لکھا ہے کہ اُس کے عہد مین دہلی مین آدمیون کا ایک گروہ جمع ہوا جو اباحیہ تھے اُن کی عادت تھی کہ سال مین ایک مرتبہ رات کو سب ایک جگہ جمع ہوتے اپنی مان بہنون بیٹیون اور کل محرمات کو جمع کرتے اور جس کا جی چاہتا وہ اُس عورت سے مباشرت کرتا سلطان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُن کو پکڑوا کر آرے سے چروا ڈالا اور ان کا نام ونشان باقی نرہا۔

تاریخ الخلفا مین سیوطی نے اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے ۳۰۱ھ کے حالات مین لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی کے عہد مین حسین بن منصور حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کیا پھر اُسے لٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے اور قید کر دیا یہانتک کہ ۳۰۹ھ ہجری مین قتل کروا ڈالا اور لوگون مین یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے حلاج کے حال مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ ۳۰۹ھ مین وزیر نے حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیلخانے سے اُسے نکالکر باب الطاق کے پاس لے گئے اور وہان ہزارون آدمی جمع ہو گئے جلادنے اُسکے ہزار کوڑے لگائے پھر چارون ہاتھ پاؤن کاٹے پھر سر کاٹا اور بدن کو جلا دیا اور راکھ کو دجلے مین ڈلوا دیا اور سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اُسکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ دنیا مین چالیس دن کے بعد رجوع کرے گا جب اتفاق سے دجلے مین پانی بڑھ گیا تو یہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حلاج کی راکھ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارا گیا بلکہ اسکی شبیہ اُسکے دشمنون کے سامنے پیدا ہو گئی تھی اس کے بعد کہا ہو کہ امام الحرمین جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم صلاح اور وصیت کی تھی کہ سلطنت کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پھیلا دو اور تمام آدمیون کی تالیف قلوب کر کے اُن کو مرتد کر دو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ ہر ایک ملک مین یہ خرابیان پھیلاے اُن مین سے جنابی نے ممالک احسامین

اور مقنع نے ممالک ترک مین اور حلاج نے علاقہ بغداد مین مکر و ارتداد کا جال
بچھا دیا تھا اس لیے حلاج مروا ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے کہ اِس روایت کی
صحت مین کلام ہے اِس لیے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ جنابی کا
اور حلاج کا ایک عہد تھا اِس لیے اُن کا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ یہ
دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بھی یا نہین - اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن
ابو سعید حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے کتب تواریخ وغیرہ مین لکھا ہے کہ
حلاج ساحر تھا اور سحر مین نہایت مہارت اور کمال رکھتا تھا اور عبد اللہ بن
املاک کوفی کا شاگرد تھا اور وہ ابو خالد کابلی کا شاگرد تھا اور وہ ذرقانی یمامہ کا
شاگرد تھا اور ذرقانی وہ شخص تھا جس نے سجاح بنت حارث بن سوید تمیمہ سے
جادو سیکھا تھا یہ عورت کاہنہ تھی اور خاندان بنی عنبر سے تھی جو قبیلۂ بنی تمیم کی
ایک شاخ ہے حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا چنانچہ
قبیلۂ بنی تمیم اور قبیلۂ تغلب اور قبیلہ بنی ربیعہ کے لوگ اُس کے مرید ہو گئے تھے -
حلاج زہد و تصوف ظاہر کرتا تھا کرامات دکھلاتا تھا گرمی کا میوہ سردی کے موسم
مین سردی کا گرمی کے موسم مین لوگون کیواسطے موجود کرتا لوگ جو کچھ گھرون مین کھاتے
اور کرتے اور جو کچھ اُن کے دلون مین ہوتا یہ بتا دیتا تھا اور اپنا ہاتھ ہوا مین پھیلا کر
غیب سے درم پیدا کر دیتا جنپر یہ لکھا ہوتا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور ان کا نام دراہم قدرت
رکھا تھا لوگون کے خیالات اُسکی نسبت مختلف ہو گئے تھے بعض کہتے تھے اُس مین
جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعض اُسے ولی جانتے تھے بعض کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز
ساحر کاہن جھوٹا ہے حلاج برس روز تک مکے مین حجر اسود کے پاس رہا کبھی سایے
مین نہین گیا دن بھر روزہ رکھتا شام کو پانی سے افطار کر کے تین نوالے روکھی روٹی
کے کھاتا اِسکے سوا کچھ نہ کھاتا بغداد مین آیا تو حامد وزیر مقتدر عباسی سے لوگون نے
بیان کیا کہ حلاج خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے مین مردے کو زندہ کرتا ہون
اور جن میری خدمت کرتے ہین اور جس چیز کے لیے مین کہتا ہون وہ اُسے میرے

پاس لے آتے ہین اور مین معجزات انبیا دکھلاتا ہون بہت سے لوگ اُسکے تابع ہوگئے اور اُسکو خدا جاننے لگے اور ایک شخص نے بنی ہاشم مین سے دعوی کیا کہ حلاج خدا ہے اور مین اُسکا نبی ہون وزیر نے ان لوگون کو بلاکر دریافت کیا تو سب نے اقرار کیا کہ ہان ہم حلاج کو خدا جانتے ہین اور ہمین یقین ہے کہ وہ مردے کو زندہ کرتا ہے اور جب حلاج کو بلاکر پوچھا تو وہ مکرگیا اور کہا کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہین اور مجھپر تہمت کرتے ہین مین دعوئی خدائی کا نہین کرتا اور نہ پیغمبری کا دعوی کرتا ہون مین بندہ خدا کا ہون اور نماز و روزہ اور خیرات کرتا رہتا ہون وزیر نے قاضی ابو عمر و اور ابو جعفر اور فقہا کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور اُسکے قتل کے بارے مین فتوی چاہا سب نے کہا کہ جب تک ہمارے نزدیک اسکا دعوی کرنا خدائی کا ثابت اور متحقق نہوگا ہم اس کے قتل کا حکم نہ دینگے ایک شخص نے جو بصرے کا رہنے والا تھا کہا کہ مین حلاج کے صاحبونکو پہچانتا ہون کہ جو شہرون مین پھیلے ہوے ہین اور خلائق کو حلاج کی الوہیت کی طرف دعوت کرتے ہین اور یہ بصری بھی اصحاب حلاج سے تھا مگر جبکہ اسکو معلوم ہوا کہ یہ ساحر ہے تو اُس کو چھوڑ کر ابو علی ہارون بن عبد العزیز کاتب انباری کے پاس آکر بیان کیا کہ حلاج نے اپنے کیش و مذہب کے موافق ایک کتاب لکھی ہے اور اُس زمانے مین حلاج سراے سلطانی مین نصر حاجب کے پاس قید تھا اور حلاج کے دو نام تھے ایک حسین بن منصور اور دوسرا احمد بن فارسی اور ایک خوبصورت لڑکی حلاج کے کسی مصاحب کی ایک مدت سے سراے سلطانی مین حلاج کے پاس آمدورفت رکھتی تھی اُس لڑکی کو وزیر کے پاس لائے ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ مین اُس وقت وزیر کی خدمت مین حاضر تھا اور ابو علی احمد بن نصر بھی حاضر تھا وہ لڑکی کمال فصیح اور خوش گو تھی وزیر نے اُس سے حال پوچھا لڑکی نے کہا مجھے میرا باپ حلاج کے پاس لیگیا تھا حلاج نے بہت سی چیزین مجھے دین اور کہا مین نے تجھکو اپنے بیٹے سلیمان کو کہ مجھے وہ سب فرزندون سے زیادہ عزیز ہے دیا مگر شوہر و زن کے درمیان اسوقت کوئی بات آپڑے کہ جب تو اُس روز روزہ رکھے اور پچھلے دن مین کوٹھے پر جاکر خاکستر اور نمک مین

بیٹھے اور پھر اُس سے تو روزہ کھولے اور بعد اُسکے میرے پاس آکر جو کچھ تو کہیگی مین
تیری بات سنونگا اور اُس لڑکی نے یہ بھی کہا کہ ایک روز مین کوٹھے سے اُترتی تھی
اور حلاج کی بیٹی میرے ساتھ تھی اور حلاج ہم سب سے پہلے کوٹھے سے نیچے اُترا تھا اور
مجھے وہ دیکھتا تھا حلاج کی بیٹی نے مجھ سے کہا کہ تو میرے باپ کو سجدہ کر مین نے کہا کہ کیونکر
دوسرے خدا کو سجدہ کرون حلاج نے کہا کہ وہ خدا آسمان کا ہے اور مین خدا زمین کا ہون
اور مجھے آگے بلاکر اپنی جیب سے ایک ڈبہ مشک کا نکالکر دیا اور کہا کہ عورتون کو خوشبو
کی طرف اکثر احتیاج ہوتی ہے اسکو لے اور اپنے کام مین لا اور پھر کہا کہ بوریے کا کونہ اُٹھا
اور جو کچھ اُسکے نیچے ہو اُسکو لے لے مین نے بوریے کا کونہ اُٹھایا دیکھا تو تازہ سکے کی
اشرفیون سے تمام گھر بھرا ہوا ہے یہ دیکھ کر مین مبہوت سی رہگئی۔ وزیر نے اُسکے اصحاب کو
طلب کیا حمید اور سمیری اور محمد بن علی قنبائی ایک خواص حلاج کے گھر مین چھپے ہوئے
تھے اُس گھر مین سے ایک کتاب نکالکر لائے سونے سے لکھی ہوئی اور پارچۂ دیبا مین
لپٹی ہوئی تھی اور اُس مین اُسکے اصحاب کے نام بھی لکھے ہوئے تھے ایک اُن مین سے
ابن کیسش تھا کہ وہ حلاج کا شاگرد تھا غرض کہ وزیر نے اصحاب حلاج کو تلاش کر کے
کہا کہ یہ دو شخص حلاج کے داعی ہین کہ خراسان مین خلق کو حلاج کی طرف دعوت
کرتے ہین اور حلاج کی کتاب مین کئی خط تھے کہ اِن دو شخصون نے حلاج کو بھیجے
تھے اور اُنکے جواب مین حلاج کے خطوط بھی تھے جن مین حلاج نے اُن کو لکھا تھا
کہ اِس طرح دعوت میری طرف لوگون کو کرنی چاہیے اور ہر شخص سے موافق اُسکی
عقل کے کلام کرنا چاہیے اور جواب اُنکا ایسے رمز و کنایات مین لکھا تھا کہ بغیر اُس شخص
کے جس نے لکھا اور جسکو لکھا اور کوئی نہین سمجھ سکتا تھا ابوالقاسم زنجی کہتا ہے کہ ایک روز
مین اپنے باپ کے ساتھ وزیر کے پاس گیا وزیر اُٹھکر اُس طرف جدھر حلاج تھا گیا ہم بھی
اُس طرف گئے اور ہارون بن عمر بھی حاضر تھا اور میرے باپ سے بات کرنے مین
مشغول تھا کہ ایک غلام نے اُسکو اشارے سے بلایا ہارون اُٹھ کر اُسکے پاس گیا اور
تھوڑی دیر کے بعد لوٹتا اور کانپتا خوفناک رنگ زرد آیا ہمنے یہ حالت دیکھ کر پوچھا

کہ خیر تو ہے اُسنے کہا کہ یہ غلام جسنے مجھے اشارے سے بلایا تھا حلاج پر محافظ ہے اور ہر روز
اُسے کھانا پہونچایا کرتا ہے وہ کہتا ہے مین جو اس وقت اُسکے واسطے کھانا لیکر گیا تو دیکھا
کہ سارا گھر زمین سے چھت تک اُسکے بدن سے بھرا ہوا ہے اور اتنی جگہ باقی نہین کہ مین
کھانا اُسکے واسطے اُس گھر مین رکھون اور وہ غلام اِس قدر ڈرا ہے کہ بخار چڑھ آیا ہے
وزیر نے اُس غلام کو بلایا اور پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا وزیر نے کہا کہ تو حلاج کے
سحر سے ڈر گیا - وزیر کو حلاج کے قتل پر بڑا اصرار تھا اِس لیے اُس سے وزیر نے بہت
بحث کی مگر کوئی بات اُسکے مُنہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے خلاف سمجھی جاتی
آخرکار اُس کتاب مین کئی ورق پائے جن مین مرقوم تھا جب مسلمان حج کا ارادہ
کرے اور وہ اُس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان مین سے ایک کوٹھری پاک صاف
منتخب کرلے اُسمین کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اُس کا طواف
کرکے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے پھر تیس یتیم اُس کوٹھری مین جمع کرکے
اچھا کھانا جو اُس سے ہوسکے اُن کو کھلائے اور کپڑے پہنائے اور ہر ایک کو سات درم
دیدے یہ شخص بمنزلے اُس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابوعمرو
کو سنوائی قاضی نے حلاج سے دریافت کیا کہ یہ تو نے کہاں سے لکھا ہے اُسنے جواب دیا
حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے مُنھ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم مین نے
وہ کتاب مکہ مین پڑھی ہے اُس مین یہ کہاں ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کرکے
اُسکا خون مباح ہونے کا فتویٰ لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتویٰ
لیا گیا ہے تو بولا میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے
اور میری اس باب مین کتابین ہین جو ہین میرے خون سے درگذرو اور خدا سے ڈرو مگر وزیر
نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اُسی طرح عذاب کے ساتھ قتل کرایا۔
سید محمد بن جعفر مکی حسنی کہ چراغ دہلی کے خلیفہ ہین اور بحر المعانی اور بحر الانساب اُنکی
تصنیفات سے ہین لکھتے ہین کہ ابن عربی صاحب فصوص کہتے ہین کہ حسین منصور
حلاج کو تجلی ذات حاصل تھی اور افراد کا مقام رکھتا تھا لیکن مین کہتا ہون کہ اُسکو

تجلی

حلال الدم وہ جسکا خون حلال ہو ۱۲ مصحح

تجلی ذات ہوتی تو ہرگز انا الحق نہ کہتا اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتا اسلیے کہ تجلی ذات مین محویت ہوتی ہے اور محو کو کیا معلوم کہ مین کون ہون اور کیا ہون بعد اسکے کہا مین کیا کرون کہ ابن عربی آج زندہ نہین ورنہ مین یہ اُن سے کہتا اور ضرور اپنی بات کی داد پاتا شیخ فرید الدین عطار کہتے ہین کہ مجھے اِس سے تعجب ہے کہ درخت موسیٰ سے انی انا اللہ کی آواز آئے اور درخت درمیان مین نہو پھر کیونکر روا نہین رکھتے کہ منصور سے انا الحق کی آواز آئے اور منصور درمیان مین نہو مولانا جلال الدین رومی نے اپنی وفات کے وقت مریدون سے کہا کہ میرے مرنے سے غمگین نہونا کہ منصور کے نور نے ڈیڑھ سو برس کے بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اُنکا مرشد ہوا تھا لواقح الانوار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبرا شعرانی مین حضرت غوث اعظم کے حالات مین مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج عثرۃ فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تھے کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہوگئی تھی کوئی ایسا شخص اُس زمانے مین نہ تھا جو حلاج کو سنبھال لیتا مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ مین کہا ہے غلبۂ حال سے پہلے کفر اور اسلام مین تمیز نکرنا جس طرح اہل شریعت کے نزدیک کفر ہے اہل حقیقت کے نزدیک بھی کفر ہے اگر کوئی اختلاف ہے تو غلبۂ حال کی صورت مین ہے اہل شریعت ایسے مغلوب الحال کو جو کفر و اسلام مین تمیز نکرتا ہو کافر جانتے ہین اور اہل حقیقت کے نزدیک وہ کافر نہین یہی وجہ ہے کہ فقہا منصور حلاج کو کافر بتاتے ہین اور اہل حقیقت تکفیر نہین کرتے تاہم یہ بھی اُسے ناقص جانتے ہین کاملین مین سے نہین گنتے اور مسلمان حقیقی نہین سمجھتے منصور کا یہ شعر اِس مطلب پر گواہ ہے سہ

کفرت بدین اللہ والکفر واجب	لدی وعند المسلمین قبیح

یعنی مین نے دین الٰہی کے ساتھ کفر کیا اور کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانون کے نزدیک مذموم ہے حلاج کے حق مین ایک فرمان لعنت صاحب الزمان محمد بن حسن عسکری کی طرف سے کتاب امیہ مین نقل کرتے ہین مولوی جامی نے نفحات الانس مین

اور لواقع الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشایخ نے حسین کو رد کیا ہے کہتے ہین کہ اسکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشایخ نے اُسکو قبول کیا ہے چنانچہ ابو العباس بن عطا اور ابو عبد اللہ خفیف اور ابو القاسم نصر آبادی اور شبلی اور ابو العباس شریح اُسکے ماننے والون مین سے ہین اور یہ اُسکے قتل پر راضی نہین اور خواجہ جنید اور ابو القاسم قشیری بھی اُسکی صحت حال کے مقر ہین اور قشیری نے اپنے رسالے مین اس کے تزکیے کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا عقیدہ اہلِ سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ متقدمین نے جو اسکو مہجور کیا ہے تو یہ اُسکی بیدینی کی وجہ سے نہین معاملے کا مہجور اصلی مہجور نہین ہوتا۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو القاسم گرگانی اور شیخ ابو علی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی اُس کے حال مین متوقف ہین کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اُن باتون سے کیا مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا (۱) مشائخ سلف نے اُسے قبول نہین کیا (۲) اُسکے قبول نکرنے مین دین اور شرع کی رعایت ملحوظ ہے مگر مین رد بھی نہین کرتا اور جو اُسے قبول کرتا ہے اُسے پسند کرتا ہون۔ شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیا مین کہتے ہین کہ حسین کو ساحر یا حلولی جاننا تحقیق کے خلاف ہے وہ پکا موحد تھا حسین منصور حلاج ساحر ایک اور شخص تھا جسنے بلخ مین اُسکی تقلید کر کے ظہور کیا تھا اور وہ مارا گیا اس کا مذہب حلول تھا اور یہ منصور ولی کامل تھا شہر بیضا ملک فارس کا باشندہ تھا خواجہ عمر بن عثمان مکی کا مرید تھا خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ کے ساتھ مدتون صحبت رکھی تھی۔

پانچوان شمیطیہ یہ لوگ یحییٰ بن ابی الشمیط احمسی کی طرف منسوب ہین جو مختار کے لشکر کا ایک سردار تھا اُسکو لشکر بصرہ پر امیر کر دیا تھا وہ مصعب بن زبیر سے جنگ کرتا رہا اور مقام مذار مین مارا گیا اسکے نزدیک جعفر صادق کے بعد امامت اُن کے پانچون بیٹون کو پہونچی کہ اول اسمٰعیل امام ہوے پھر محمد پھر موسی کاظم

پھر عبد اللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسماعیل کی امامت کا منکر تو نہ تھا مگر یہ کہتا تھا وہ مر گئے ہین اور پھر دنیا مین نہین آئینگے اس فن کی بعض کتابون مین اسی طرح لکھا ہے لیکن بالاتفاق کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بصرے پر مختار کا تسلط نہین ہوا تھا بلکہ وہ عبد اللہ بن زبیر کے قبض و تصرف مین تھا جنھون نے اوائل ۶۷ھ یا اواخر ۶۶ھ مین حرث بن ربیعہ کو حکومت بصرہ سے معزول کرکے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی تھی اور اُنھون نے شرفاے کوفہ کی تحریک سے مختار پر چڑھائی کی مختار نے ایک چھوٹا سا لشکر مع اُن سردارون کے جو ابراہیم بن اشتر کے ہمراہ تھے ابن شمیط کے ساتھ مصعب کے مقابلے کو روانہ کیا مقام مذار مین طرفین نے صف آرائی کی مصعب کی فوج نے ابن شمیط کو سخت ہزیمت دی اور اُسکے تقریباً کل ہمراہی جنگ مین کام آگئے۔

چھٹا برقعیہ یہ پیرو ہین محمد بن علی برقعی کے جسنے ۲۵۵ھ ہجری مین اہواز مین خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کرکے امامت کا دعوٰے کیا اور علوی عین اور لام کے فتحون سے حضرت علیؓ کی اُس اولاد کو کہتے ہین جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بی بی سے ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی مان کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کر لیا تھا اور اپنی مان کے ساتھ یہ بھی اُس علوی کے ہان آیا تھا اور یہین پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض علاقون پر غالب آگیا اور ہزارون آدمیون کو اپنی بیعت مین لے لیا اور آخر کار معتضد خلیفۂ عباسی کے لشکر سے ۲۷۰ھ مین شکست کھا کر قید ہوا اور بغداد مین اُسکو معتضد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعون کے فرقون مین اول جس نے تقیہ ترک کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ برملا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا اور برقعی اور مقنع اور قرمطی کے درمیان مین خط و کتابت بھی اپنے عقائد کے پھیلانے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب مٹانے مین رہا کرتی تھی اسکے ماننے والے معاد اور احکام شرائع کے منکر ہین اور نصوص کی تاویل کرتے ہین اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کرتے ہین

اور اُنپر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہین۔

ساتوان جنابیہ یہ لوگ ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہین اس شخص نے معتضد عباسی کے عہد مین خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقے ہین اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ حشر اور نشر اور معاویہ کی ساری باتین جھوٹے قصے ہین اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہیے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی مین ابو سعید جنابی موسم حج مین مکے مین بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیون کو قتل کیا جب ۳۰۱ھ ہجری مین اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام مین مارا گیا تو اُسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان اُسکا قائم مقام ہوا اور حجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک بحرین پر قابض و متصرف ہو گیا اور ۳۱۵ھ مین کوفے پر چڑھائی کی اور مقتدر عباسی کی سپاہ کو پسپا کر کے اُسے لوٹ لیا اور دریاے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کئے اور کام اُسکا بڑھتا رہا اور اُسنے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور ۳۱۷ھ مین موسم حج مین مکۂ معظمہ مین بہت سی جمعیت کے ساتھ آیا امیر مکہ ابن محلب اور اُس کے ساتھیون کو قتل کیا اور مسجد الحرام مین گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا اور شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے وہان پیا اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اُسنے مسجد مین پیشاب کر دیا اور حاجیون کو بڑی بے دردی سے قتل کرا کر چاہ زمزم مین ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرایا اور خانۂ کعبہ کا غلاف اُتروا کر اپنے یارون پر تقسیم کر دیا اور دروازۂ کعبہ کو اُکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اُکھیڑنے کے لیے ایک آدمی کو چڑھایا کہ وہ گر کر مر گیا اور حجر اسود کو اُکھڑوا کر مقام حجر کو لے گیا جو اُسکا دار الحکومت تھا اور وہان سنڈاسون مین ڈلوا دیا اور نہ پھر اٹھوا کر رکھ لیا اور بائیس برس تک حجر اسود اُسکے پاس رہا یہانتک کہ ۳۳۹ھ مین خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد نے تیس ۳۰ ہزار دینار کو اُس سے خرید کے بدستور خانۂ کعبہ مین رکھوا دیا اور مطلب ان کا حجر اسود کے اُکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی بد اعتقاد ہو جائین اور پھر کبھی یہان طواف کو نہ آئیں لیکن ابو طاہر

قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ سنہ ۳۲۰ھ مین تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور تقیہ کو بالکل ترک کر دیا اور ان مین سے چھ شخصون نے ابو سعید کے عہد سے سنہ ۴۷۵ھ تک حکمرانی کی۔

تنبیہ

یاد رہے کہ میمونیہ۔ خلفیہ۔ شمیطیہ۔ برقعیہ اور جنابیہ۔ اِن پانچون فرقون کا شمار قرامطہ مین ہے اور تمام فرقون کو باطنیہ بھی کہتے ہین اِس لیے کہ ان کا زعم یہ ہے کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن ہی اور اسی پر یہ عمل کرتے ہین اور ان کے زعم مین ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے بلکہ ہر ایک کار شرعی کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لیے امام مالک بن انس کہا ہے کہ فرقۂ باطنیہ کی توبہ مقبول نہین اسلیے کہ شاید ان کی توبہ کا بھی باطن ہو اور باطنیہ تمام باتون کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اُس ظاہر کا مصدر ہے اور وہ ظاہر اُس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہین جس کا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہین اور کوئی باطن نہین جسکا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہین عالمِ باطن عالمِ ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالمِ ظاہر عالمِ اجسام علوی و سفلی و اعراض ہین امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اُسکی تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت کا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہین اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل بولتے ہین اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امام سے یا اُس کی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح نبی کو معجزۂ قولی و فعلی سے جانتے ہین اسی طرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر امام کے نہین

پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانے مین موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جس طرح کوئی
وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہین ہوتا اور اصول اعتقاد مین یہ سارے
باطنیہ مخالف نہین البتہ بعض فروع مین باہم مخالفت کرتے ہین اور باطنیہ خاص
اس باب مین کہ نصوص قرآن وحدیث ظاہر پر محمول نہین منصوریہ اور خطابیہ کے
خوشہ چین ہین جنکا ذکر غلاۃ شیعہ مین ہو چکا ارشاد مین ابوالمعالی نے کہا ہے کہ
باطنیہ کی راے یہ ہے کہ صفات مین سے کسی صفت کے ساتھ خدا اور مخلوق کو
مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لیے باری تعالیٰ کو صفت وجود کے ساتھ بھی
موصوف نکرنا چاہیے یعنی موجود نہ ماننا چاہیئے بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ وہ معدوم نہین ہی
اور نہ اُسکو عالم اور قادر اور حی کہنا چاہیئے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ عاجز نہین جاہل
نہین میت نہین - اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے
جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی امام مستور کے قائل ہین مگر صرف یہی
وجہ نہین اس لیے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کے بہت سے فرقے ہین پھر خاص
انہی کے باطنیہ مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ مین صحیح قول وہی ہی جو مشہور ہی
بعض کتب مین لکھا ہے کہ فرقۂ باطنیہ حکیم بندقلیس یونانی کے فلسفے کا ماہر تھا اس حکیم کا
فلسفہ بعض ایسے نکات اور رموز پر شامل ہے کہ اُنپر کسی کو بہت کم عبور ہو سکتا ہے
قرطبۂ اندلس کا نامور عالم محمد بن عبداللہ بن مرہ جبلی باطنی بندقلیس کے فلسفے سے
اُنس رکھتا تھا اور اُس کا درس دینے مین خوب مشاق تھا فرقۂ باطنیہ کا فلسفہ اِسی
بندقلیس کے فلسفے سے ماخوذ ہے بندقلیس پہلا شخص ہے جس نے یہ بات کہی کہ خداے تعالیٰ
کے تمام اسماے صفات کے معانی ہر پھر کر ایک ہی مرکز یعنی اسم ذات واجب تعالیٰ
ہی طرف راجع ہوتے ہین مثلاً خداے پاک کو عالم - جَوّاد اور قادر کہنے کا یہ مطلب نہین
کہ اُسکی ذات بے مثال اِن معانی سے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ متمائز ہوتی ہی
بلکہ وہ ذات پاک حقیقی واحد ہے جو بخلاف تمام دیگر موجودات کے کسی طرح بھی
کثرت کو قبول نہین کرتی دنیا کی تمام واحد اور مفرد چیزین خود اپنے معانی کے اعتبار سے

یا اپنے اجزا اور نظائر کے لحاظ سے کثرت اور تعداد کو قبول کر سکتی ہین لیکن ذات باری اس نقص سے بری اور منزہ ہے۔

آٹھوان مہدویہ یہ لوگ اِس بات کے قائل ہین کہ عبداللہ جنھون نے اپنا لقب **مہدی** رکھا تھا امام ہین اور یہ مہدی اپنے آپ کو حضرت اسماعیل بن حضرت جعفر صادق کی اولاد سے بتاتے تھے اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا اور امامت کا دعوے کرتے تھے اِسی لیے انکا خاندان اسماعیلیہ بھی کہلاتا ہے فرقۂ مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا یہ عبداللہ مہدی موعود ہین اور دلیل اس بات پر پیغمبر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کرتے تھے علے رأس ثلثمأۃ تطلع الشمس من مغربہا یعنی تیسری صدی کے سر پر آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اِس حدیث مین آفتاب سے مراد عبداللہ مہدی ہین اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ ایک شیعہ کا قول ہے کہ مہدی مغربی کی ولادت ۲۶۰ھ ہجری مین ہوئی تھی اور محمد بن حسن عسکری بقول اثنا عشریہ سر من رائے عرف سامرہ مین ۲۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے پس اس حدیث کی صحت کی تقدیر پر لفظ شمس سے محمد بن حسن عسکری مراد ہین۔ یافعی کی روایت کے مطابق مہدی نے ۲۹۹ھ ہجری مین بلاد افریقہ مین خروج کیا تھا اور تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ ائمۂ مہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقہ مین ۲۹۶ھ ہجری سے ہوئی ہے اِن مین سے پہلے جس شخص نے ملک گیری کی وہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعض کتابون مین اُنکا سلسلہ یون ملایا ہے عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بعض کہتے ہین کہ ابو محمد عبداللہ مہدی بیٹے تھے محمد کے جنھین حبیب کہتے ہین اور حبیب کا نسب نامہ یون ہے محمد حبیب ابن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یون لکھا ہے عبداللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے

کہ مہدی مغربی کی نسبت امام جعفر صادق تک روایت مشہورہ کے مطابق اس طرح ہی
عبداللہ بن رضا بن تقی قاسم بن دفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق
بعض مورخ ایسے بھی ہین جنھون نے مہدی کا نام عبداللہ کی جگہ محمد لکھا ہے اور سلسلہ
نسب یون بتایا ہے (۱) بقول عیون التواریخ مولفۂ ابوطالب علی بغدادی
مہدی محمد بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن
جعفر صادق اور حمداللہ مستوفی نے بھی تاریخ گزیدہ مین یون ہی لکھا ہے مگر لفظ
ولی احمد کی جگہہ وفی احمد واقع ہے (۲) بقول مرآت عالم ابوالقاسم محمد بن عبداللہ
بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق - اور جمہرۃ النسب مین لکھا ہے
کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوی کیا تھا کہ مین حسن بعیض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل
بن امام جعفر صادق کا بھائی ہون اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق کا بیٹا ہون حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہین -
علما کو ان کی نسب کی صحت مین بڑا اختلاف ہے جو لوگ ان کی امامت کے مقر ہین
وہ کہتے ہین کہ نسب ان کا صحیح ہے اور وہ بلا شبہہ سید علوی فاطمی ہین اور بہت سے
علماے علوی بھی کہ نسب نامون کے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے
ہین اور شریف رضی نے بھی ان کی سیادت کی نہایت شد و مد سے تصدیق کی ہے
مگر بعض علما کہتے ہین کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ اسماعیل بن جعفر اپنے
باپ کے سامنے مدینے مین مر گئے اور اسماعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے
ہمراہ بغداد مین آئے اور وہان لاولد فوت ہوئے عمدۃ الطالب مین لکھا ہے کہ محمد بن
اسماعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسی کاظم کے ساتھ رہتے تھے اور موسی کاظم سے
در پردہ مخالفت رکھتے تھے جب ہارون الرشید حجاز مین آیا تو انھون نے اپنے

چچا کی اُس سے چغلی کھائی رشید نے موسی کاظم کو قید کردیا جہان اُنکا انتقال ہوا محمد بن اسماعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد مین انتقال کیا موسی کاظم نے اُنکے حق مین بددعا کی تھی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے اسماعیل ثانی اور جعفر شاعر اسی جعفر شاعر کی اولاد سے خلفاے مصر ہین مگر عباسیون نے اُن کے نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا تھا اور اُن کے اعتقادات فاسدہ نے اسکو اور قوت دیدی - تاریخ فرشتہ مین بعض تواریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد بن اسماعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد مین رے کی طرف گئے تھے محمد آباد رے اُنکی طرف منسوب ہے اُنکی اولاد زیادہ ہوئی قندھار - خراسان - اور سندھ کی طرف جاکر آباد ہوگئے - ملک مغرب کے نسب نامہ جاننے والے کہتے ہین کہ مہدی عبد اللہ بن سالم بصری کی اولاد سے ہین اور اُنکا باپ بصرے مین نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور عراق کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ یہودی کی نسل سے ہین اور اُن کا نام عبد اللہ نہین بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبد اللہ قداح بن میمون بن دیصان کے دیصانیہ[له] اسی دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضون نے عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضون نے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ قداح یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص مین گئے تو ایک یہودن کے حسن وجمال کا ذکر اُن کے سامنے ہوا اور شوہر اُسکا جو لہار تھا مر چکا تھا حسین نے اُس سے نکاح کرلیا اُس عورت کے ایک لڑکا پہلے شوہر لہار سے تھا حسین اُس لڑکے کو بہت چاہنے لگے اور اُسکی تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے تو اُسی کے واسطے وصیت کی اور اُسے دعوت کے اسرار سکھائے اور سارا مال اور کل علامات اُسے دیدین پھر اُسنے بڑی ترقی پکڑی اور عبد اللہ مہدی کے نام سے شہرت حاصل کی - المعرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۱۵۷ مین مذکور ہے کہ قاسم بن طباطبا علوی کہتے ہین کہ قسم ہے خداے پاک کی کہ عبد اللہ ہم مین سے نہین ربیع الثانی ۴۰۲ھ ہجری مین قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے

[له] دیصانیہ بکسر دال مہملہ وسکون یاے مثناۃ تحتانی وصاد مہملہ مبد اُسکے الف اور نون اور یاے نسبت ۱۲

ایک محضر لکھا گیا جسپر علویین اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن نعمان فقیہ شیعہ کا نام لکھا گیا اِس محضر کا مضمون یہ تھا کہ یہ وہ محضر ہے جسپر گواہان حاشیہ نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ معد بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن سعید منسوب ہے دیصان کی طرف جو فرقۂ دیصانیہ کا سرغنہ ہے اور یہ بد مذہب یعنی منصور بن نزار جسکا لقب حاکم ہے معد کا پوتا ہے اور معد اسماعیل کا بیٹا ہے اور وہ عبد الرحمن بن سعید کا اور یہ لوگ خارج از نسب ہین ان کو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب مین کچھ دخل نہین ہے یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہین کہ ہم علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہین اور یہ بد مذہب لوگ مع اپنے بزرگون کے جو انسے پہلے گذرے ہین کافر اور فاسق اور ملحد اور زندیق اور غیر مسلم تھے ہمیشہ اسلام سے انکار کرتے رہے ہین اِن لوگون نے زنا کو مباح کر دیا شراب نوشی جائز بنادی انبیا کو گالیان دیتے ہین اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہین (انتہیٰ) اور مقاتل نے اُن کے سلسلۂ نسب کی نسبت کہا ہے کہ وہ عبداللہ بن محمد بن عبد الرحمن بصری ہین اور نجم الجان ہین ابن قطان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرمطی یا یہودی تھا اُس کی آشنائی ہوگئی اُس عورت نے بہت سا مال اُس مرد کو دیدیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اُس مرد سے اُس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جو ان عبداللہ مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکھا ہے کہ عبداللہ قداح بن میمون بن اسود بنی مخزوم کا آزاد غلام تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلیے قداح کہلاتا ہے اُس کا باپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اور وہ خود بھی حضرت جعفر صادق سے راوی ہے اور کتاب نجاشی مین مذکور ہے کہ اُسکی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک مین حضرت پیغمبر کی بعثت کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ کا حال لکھا ہے اور انساب سمعانی مین آیا ہے کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا اور عبداللہ اُسکا بیٹا محمد بن اسمعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین رہتا تھا جب محمد نے وفات پائی تو حضرت اسماعیل کی خدمت مین رہنے لگا اور جب اسماعیل نے بھی

وفات پائی تو اُسنے دعویٰ کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا۔ مورخین عبد اللہ قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل و قال کرتے ہین تاریخ فرشتہ مین مذکور ہے کہ سیادت علویہ مصر کی مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر حضرت رسالت پناہ نے عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تھا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ تجھ سے کہتا ہے اُسپر عمل کر ایسی خواب اِس حدیث کے بموجب (من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجھکو خواب مین دیکھا تو تحقیق اُسنے مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت مین نہین بن سکتا (ایضاً) من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجھکو دیکھا تو تحقیق حق دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے اُسنے مجھی کو دیکھا ہے نہ غیر میرے کو) شیطانی نہین ہو سکتی اس سے یقین ہے کہ سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین کیونکہ یہ شاہ طاہر عبد اللہ مہدی کی اولاد سے ہے اوائل دولت اسماعیلیہ مین شاہ طاہر کے آبا و اجداد مین سے ایک عالم و فاضل شخص ترک دنیا کر کے درویشی کے زمرے مین آگیا تھا اور مذہب اثنا عشری اختیار کر لیا تھا اور اپنے دادا اسماعیل کی امامت کا منکر تھا مگر تمام حالات لکھنے کے بعد تاریخ فرشتہ کا مولف کہتا ہے کہ یہ خواب کا قصہ بالکل بے بنیاد ہے شیعون نے اپنے مذہب کے جاری اور رائج کرنے کے لیے گھڑ لیا ہوگا جیسا کہ اُن کی عادت ہے تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہے کہ میمون بن دیصان نے میزان نام ایک کتاب زندیقون کی تائید مین لکھی ہے اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر کیا کرتا کہ مین آل نبی کا شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبد اللہ رکھا اور چونکہ عبد اللہ آنکھین بنایا کرتا تھا اس لیے اُسے قداح[۱] کہتے تھے میمون نے عبد اللہ قداح کو پختہ کار کر دیا اور دعوت کے طریقے سکھا دیے اور وہ اسرار بتا دیے جو آل نبی کے ساتھ نسب ملانے مین کار آمد تھے پھر عبد اللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین یا لوگونکو تشیع اور اہل بیت کی طرف بلانے لگا اُسکے انتقال کے بعد احمد یا محمد نام اُسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور اُسنے رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمین کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو اُس کے مذہب کی طرف دعوت کرے اور پھر ایک شخص ابو عبد اللہ شیعی جس کا نام

[۱] المعروف نشأ المیمون بن دیصان ولد یقال لہ عبد اللہ قداح لانہ کان یداوی العیون ونقل ص ۱۳۰ ج ۲ تاریخ ابو الفدا

حسین بن احمد بن محمد بن زکریا ہے کوفے کی طرف کا رہنے والا اُسے ملگیا ابن حوشب نے اسکو بہت سامال واسباب دیگر رعایاے مغرب کو مذہب مہدویہ کی طرف دعوت کے لیے بھیجا اگرچہ ابھی تک اس مذہب کا نام مہدویہ نہین ہوا تھا مگر در اصل بنیاد اِس مذہب کی اِسی وقت سے سمجھنا چاہیے اسلیے کہ جب محمد نے سلمیہ مین انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کے واسطے خلافت ونیابت کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال وپتا بتا دیا تو عبداللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکھا اِسی لیے اُن کی اولاد بنو مہدی کہلاتی ہی جب مکتفی باللہ خلیفہ عباسی کو اُن کا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا ابو محمد عبداللہ مہدی اور اُن کے بیٹے ابوالقاسم جنہون نے بعد عبداللہ کے اپنا لقب قائم بامر اللہ رکھا تھا دونون سوداگرون کے بھیس مین مصر ہوتے ہوئے افریقہ مین طرابلس الغرب کی طرف بھاگ گئے زیادۃ اللہ فرمان رواے افریقہ کو جو آخری بادشاہ بنی اغلب کا تھا اُن کی تلاش تھی جا بجا حاکمان ضلع کو اُن کی گرفتاری کے لیے حکم بھیجدئے تھے مہدی سجلماسہ مین جاکر ٹھہرے یسع بن مدرار یہان کا حاکم تھا مہدی نے یہان یہ ظاہر کیا کہ مین ایک سوداگر ہون اور تجارت کی غرض سے یہان آیا ہوا ہون اِس عرصے مین یسع کے نام زیادۃ اللہ کا خط پہونچا کہ یہ وہی شخص ہے جسکی طرف ابو عبداللہ شیعی دعوت کرتا تھا یسع نے مہدی کو قید کرلیا مگر ابو عبداللہ شیعی نے افریقہ مین ایسے ہاتھ پانون پھیلائے کہ زیادۃ اللہ کی قوت بربادی کے قریب پہونچ گئی اور ابو عبداللہ شیعی وہان قابض ہوگیا اور ابو عبداللہ شیعی ماہ رمضان ۲۹۶ھ ہجری مین رقادہ سے سجلماسہ کو گیا جب اُس کے قریب پہونچا تو یسع نے اُسکا مقابلہ کیا مگر اپنے آپ کو کمزور پاکر شب مین مقابلے سے بھاگ گیا ابو عبداللہ شیعی نے سجلماسہ مین داخل ہوکر مہدی اور اُن کے بیٹے کو قید خانے سے نکالا اور دونون کو سوار کراکے لیچلا اور قبائل کے تمام سردار اُن کے آگے چلتے تھے ابو عبداللہ مہدی کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا کہ تمھارے مولا یہ ہین مہدی شدت خوشی سے روتے تھے یہانتک کہ اُس خاص خیمے مین جو اُن کے لیے کھڑا کیا گیا تھا پہونچے

اور یہان یسع حاکم سجلماسہ کو اپنے سامنے بلا کر قتل کیا مہدی چالیس دن سجلماسہ مین ٹھہر کر افریقہ کو گئے ۲۹۷ھ مین رقادہ پہونچے وہان دفترون کو ترتیب دیا اور مال جمع کیا اور شہرون مین حاکم اپنی طرف سے روانہ کیے ۳۰۰ھ مین مہدی سارے افریقہ کے شہرون کے مالک ہو گئے اور خلفاے عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ مہدی اور اُن کے جانشینون نے اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا تھا۔

جس طرح مہدی کی نسبت مین امام جعفر صادق کی طرف مختلف روایتین ہین اسی طرح اُن کے اپنے نام اور اِن کے بیٹے قائم کے نام مین بھی اختلاف ہے تاریخ ابو الفدا اور جنات الفردوس مین مہدی کا نام صاف **عبید اللہ** اور کنیت **ابو محمد** مندرج ہے اور اُن کے بیٹے قائم کا نام **محمد** اور کنیت **ابو القاسم** لکھی ہے اور لفظ عُبید عین کے ضم اور باے موحدہ کے فتح سے عبد کی تصغیر ہے اور **عبد اللہ** بھی کتابون مین لکھا ہے اور اِس صورت مین لفظ عبد مکبّر ہے نہ مُصغّر اور بوہرون کے ورد و وظائف اور دعاؤن کے کلمات مین صاف عبد اللہ ہے کہ مکبّر ہے نہ عبید اللہ جو مصغّر ہے۔ مرآت عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ مین مہدی کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم تحریر کی ہے اور اُن کے بیٹے قائم بامر اللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر یون لکھا ہے کہ اسماعیلیہ مین سے جس نے اول ظہور کیا اور صاحب ملک و حکومت ہوا وہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ ہین اُن کو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ھ ہجری مین مہدویہ مین اُنھون نے انتقال کیا اُن کے بعد جانشین اُن کے القائم بامر اللہ احمد ہوے جو اُن کے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہین۔

مختصر یہ کہ جبکہ مہدی کی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت کو بذات خود انجام دینے لگے ابو عبد اللہ شیعی اور اُسکے بھائی ابو العباس کو بیدخل کر دیا چونکہ ترک عادت بلاے سخت ہے یہ امر اُنکو ناگوار ہوا ابو العباس اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تو نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے نکال کر غیر کو سونپ دی ابو عبد اللہ شیعی بھائی کو

سمجھتا تھا کہ ایسی بات مُنہ سے مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران قبائل سے یہ کہتا ہے کہ یہ مہدی وہ مہدی نہین ہے جس کی طرف ہمنے تمھین بُلایا تھا مہدی نے دونون کو اپنے پاس بلاکر ۲۹۶ھ ہجری مین اور بقولے ۲۹۷ھ ہجری مین قتل کرڈالا۔ ۳۰۳ھ ہجری مین مہدی نے افریقہ مین کنارۂ دریا پر ایک شہر آباد کرکے اسکا نام مہدیہ رکھا اور اُسکو اپنا دارالسلطنت بنایا خلفاے مصر کے مورث اعلیٰ یہی ہین بلاد افریقہ مین اِن خلفا کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی مذہب اسماعیلیہ کو برملا جاری کرنے لگے اُن کے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے ایک خلق کثیر نے اُن کی دعوت قبول کی پھر معزلدین اللہ ابو تمیم معد بن اسماعیل منصور بن قائم محمد بن مہدی عبداللہ ۳۵۸ھ ہجری مین ابوحسین جوہر اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی والی مصر کے مصر کے مالک بن بیٹھے جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کی طرف روانہ کیا تمام ملک افریقہ ومصر وبلاد شام مین بھی یہ مذہب پھیل گیا مگر ۴۴۳ھ ہجری سے انکا قبضہ افریقہ سے اُٹھ گیا وہان جو ان کی طرف سے حاکم تھے وہ خود مختار ہو گئے مصر ان کے قبضے مین رہا معز نے ۳۶۱ھ ہجری مین دارالحکومت افریقہ سے مصر مین بدلا تھا۔ اِن کی سلطنت کو دولت عبیدیہ اور عبیدی اور عبیدیئین کہا کرتے ہین اور دولت اسماعیلیہ بھی انھین سے عبارت ہے اور اُنکے طرفداران کے خاندان کو علوی فاطمی جانتے ہین۔ سیوطی نے رسالۂ زینبیہ مین لکھا ہے کہ صدر اول مین لفظ شریف کا اطلاق ہر ایک اُس آدمی پر ہوتا تھا جو اہل بیت سے تھا خواہ حسنی ہوتا یا حسینی یا علوی یا محمد بن حنفیہ کی اولاد سے یا حضرت علی کے دوسرے بیٹون کی اولاد سے یا جعفری یا عقیلی یا عباسی جبکہ فاطمیون کا مصر پر قبضہ ہوا تو اُنھون نے فقط اولاد امام حسن وحسین پر استعمال اِس لفظ کا مقصور کردیا انتہی ملخصًا اور حافظ ابن حجر نے کتاب القاب مین لکھا ہے کہ بغداد مین ہر عباسی اور مصر مین ہر علوی لفظ شریف کے ساتھ ملقب تھا تاریخ ابوالفدا مین مرقوم ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبداللہ الملقب بہ مہدی باطنیہ کا عقیدہ

رکھتے تھے دین اسلام کی بربادی کے بڑے درپے تھے علما کو قتل کراتے تھے تاکہ
اُن کی مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین اور اُن کی اولاد بھی اسی عادت
کی نکلی زناکاری اور مے نوشی کو مباح کردیا تھا اور بیان المعرب مین لکھا ہے
کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبداللہ مہدی قرامطہ مین سے ہین اور یہ مذہب
اور نسب اُن کے لئے ابوعبداللہ شیعی نے اختراع کیا ہے مہدی موصوف ہمیشہ
اصحاب وازواج رسالت مآب کی ہجو کیا کرتے تھے سواے حضرت علی اور مقداد بن
اسود اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد
یہ تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے سواے اُن پانچ صحابیون کے - اور فقہا کو حکم دیدیا تھا
کہ سوا اُس مذہب کے جو اُنکا جاری کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوی ندین اُن کا
مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط
ہو جاتی ہے - تاریخ فرشتہ مین تاریخ جہان کشا کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسماعیلیہ
کے دو پیشوا تھے ایک کو **میمون قداح** کہتے تھے اور دوسرے کو **عبداللہ بن میمون**
یہ عبداللہ کوفہ اور عراق کو گئے اور اُن کا بیٹا ہمراہ تھا اور وہان کے لوگون کے
سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلد ہی ظاہر ہوا چاہتے ہین اور ایک
شخص کو جسکا نام ابوالقاسم تھا یمن مین دعوت کے لئے بھیجا اہل یمن نے دعوت
قبول کی اور ایک شخص کو جو ابوعبداللہ شیعی کرکے مشہور تھا مغرب کو بھیجا پیچھے سے
آپ بھی مع بیٹے کے مغرب کو گئے ابوعبداللہ نے استقبال کیا عبداللہ نے مغرب مین
جاکر یہ دعوی کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہدیتے تھے کہ امام کے
ظہور کا وقت قریب ہے اور اپنے آپ کو اسماعیل بن جعفر کی اولاد قرار دیتے تھے
اور اپنا خطاب مہدی مقرر کیا تھا - عبیدیین سے پیشتر اسماعیلیہ کے پاس سوا کتاب البیان
باطنیہ مؤلفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تھی جب مہدویہ نے مصر اور افریقہ پر تسلط
حاصل کیا تو ان کے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوے
جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبدالعزیز

اور محمد بن مسیب اور مقلد بن مسیب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتابی الملقب
بہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی
بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن
محمد نے ۴۴۸ھ ہجری سے یمن مین ایسا قدم جمایا اور مسمی نجاح رئیس تہامہ کو زہر
دلوا کر ۴۵۳ھ سے دو برس کے عرصے مین یعنی ۴۵۵ھ تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج
مالک ہوگیا اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کرلیا یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی
ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب تھا عامر بن عبد اللہ
رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہوگیا تھا یہ اور اسکا بیٹا احمد بن علی بن محمد صلیحی
دونون یمن کے حکمران بھی رہے ہین اور بعد اُنکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہین جیسے
صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی
باطن مین شافعی تھا اور ظاہر مین مہدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی
بن سینا کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہین اور احمد بن عبد اللہ مصنف رسالہا سے
اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ مین لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا
واضع زید بن رفاعہ ہے اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس تک
مستنصر کے پاس مصر مین رہا تھا ہر سال یہان سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر کار
مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور وہان پر لوگو نکو مذہب اسماعیلہ کی طرف
ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت مین رہا تھا اور
اُسنے ایک ندامت نامہ شائع کیا تھا کہ مین اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت مین رہنے پر مجبور
تھا عمداً مین نے اُنکی صحبت نہین اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط ہے ناصر خسرو کو
اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا نہ اُن کے پاس وہ کبھی رہا۔ مہدویہ مین سے
بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت و ولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے
نہ قبل اُسکے اور بعضے کہتے ہین کہ قبل اس سے بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ امام کا
حکم ایسا ہر مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی